Apr. May. Jun. 2024
مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا اور بے باک ترجمان
سہ ماہی
گھوسی
امجدیہ
کا خصوصی شمارہ
مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی نمبر
عطاء المصطفیٰ
سے
عطاء المصطفیٰ
تک
مفتی عطاء المصطفیٰ کچھ یادیں کچھ باتیں
مفتی عطاء المصطفیٰ ایک انقلاب آفریں شخصیت
نبیرۂ صدر الشریعہ کی فنی مہارات
"بہار اعتکاف" پر ایک نظر
مسئلہ کث ثوب کا تجزیاتی مطالعہ
نبیرۂ صدر الشریعہ کی تصنیفی خدمات کا تعارف
خانوادۂ امجد کا ایک قابل فخر فرزند
نقوش وتاثرات وتعزیتی پیغامات
مدیر
مفتی فیضان المصطفیٰ قادری
نائب مدیر
مفتی شمیم رضا اویسی امجدی

فہرست مضامین

اداریہ

عطاء المصطفیٰ سے عطاء المصطفیٰ تک

”مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی کی شخصیت“ پر خاندانی پس منظر میں ایک قلم برداشتہ تحریر

از قلم: نبیرۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی فیضان المصطفیٰ قادری
بانی و مہتمم: جامعہ امام اعظم ابو حنیفہ، لکھنؤ

یوں تو ہمارے خاندان میں جو کچھ ہے سب کا سب عطائے مصطفیٰ ہے، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ نے اس خانوادے کو بیشمار نعمتوں سے نوازا ہے۔لیکن اِس امجدی خاندان میں دو افراد ایسے پیدا ہوئے جن کا نام ہی ”عطاء المصطفیٰ“ قرار پایا، ایک شہزادۂ صدر الشریعہ تھے، دوسرے شہزادۂ محدث کبیر۔دونوں میں کچھ چیزیں مشترک تھیں: دونوں بڑے باپ کے بیٹے اور طرح دار تھے، دونوں کی شخصیت پر کشش تھی، دونوں نے اپنے وطن سے دور رحلت کی، اور دونوں نے ہی دور افتادہ علاقے کو اپنی آخری آرام گاہ بنایا۔جب عطاء المصطفیٰ اول کا انتقال ہوا تو صدر الشریعہ کو بہت دھچکا لگا اور آنکھوں کی بینائی چلی گئی، یہی حال عطاء المصطفیٰ ثانی کا ہوا، کہ ان کی اس طرح رحلت نے نوے سالہ بوڑھے باپ کو بہت صدمہ پہنچایا۔

آئیے ذرا تفصیل کی طرف چلتے ہیں:

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے پہلی زوجہ جن کا نام کریمہ تھا ان سے چار بیٹے تھے، جن کے نام یہ ہیں: مولانا حکیم شمس الہدیٰ، مولانا محمد یحییٰ، مولانا عبد المصطفیٰ ازہری اور مولانا عطاء المصطفیٰ۔یعنی مولانا عطاء المصطفیٰ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے چوتھے صاجزادے تھے۔چاروں صاجزادے جوان ہوئے شادی ہوئی صاحب اِولاد ہوئے، شاد اور آباد ہوئے۔لیکن اچانک اِس خانوادے پر آزمائشوں کا طوفان آیا۔دونوں بڑے صاجزادے چھ مہینے کے فاصلے سے انتقال کر گئے، دو سال بعد چوتھے صاجزادے مولانا عطاء المصطفیٰ بھی انتقال کر گئے، ان تینوں کی رحلت حضور صدر الشریعہ کی زندگی میں ہوئی، چھوٹا بیٹا باپ کا دلارا اور آنکھوں کا تارا ہوتا ہے، انھیں آپ نے پڑھایا لکھایا، عالم بنایا، پھر علامہ عبد المصطفیٰ ازہری اور مولانا عطاء المصطفیٰ دونوں کو بریلی شریف میں تدریس پر لگا دیا، حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ جب ”دادوں“ میں پڑھاتے تھے اس وقت اپنا پورا کنبہ ساتھ رکھتے تھے، نواب صاحب نے آپ کی رہائش کے لیے ایک لمبی چوڑی حویلی دے دی تھی، آپ کی پہلی زوجہ کریمہ کا انتقال پہلے ہو چکا تھا، اس وقت ہماری دادی جان حضرت ہاجرہ خاتون رحمۃ اللہ علیہا آپ کے نکاح میں آچکی تھیں، جن سے دو بیٹیاں اور چار بیٹے متولد

ہوئے، حضرت محدث کبیر نے ”دادوں“ میں ہی ہوش سنبھالا، اور میرے والد گرامی مولانا فداء المصطفیٰ 'قبلہ وہیں نواب صاحب کی حویلی میں پیدا ہوئے۔

شہزادۂ صدر الشریعہ مولانا عطاء المصطفیٰ نے وہیں ”دادوں“ میں رحلت کی، اندازہ ہے کہ رمضان شریف کی تعطیل میں بریلی شریف سے ”دادوں“ آئے ہوں گے۔ ۲۰؍ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ ان سے پہلے گھر کے کئی افراد نے انتقال کیا، ہر غم کو باپ نے سہہ لیا لیکن چھوٹے بیٹے کے انتقال کا صدمہ بہت گہرا تھا، اس کے بعد آپ کی آنکھوں کی روشنی چلی گئی، اور بہار شریعت کی تصنیف کا سلسلہ رک گیا۔ چنانچہ بہار شریعت ۱۸ حصے میں عرض حال میں صدر الشریعہ خود فرماتے ہیں:

> ۷؍ شعبان ۱۳۵۸ھ کو میری ایک جوان لڑکی کا انتقال ہوا، اور ۲۵؍ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ کو میرا منجھلا لڑکا مولوی محمد یحییٰ کا انتقال ہوا، شب دہم رمضان المبارک ۱۳۵۹ھ کو بڑے لڑکے حکیم شمس الہدیٰ نے رحلت کی، ۲۰؍ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ کو میرا چوتھا لڑکا عطاء المصطفیٰ 'کا دادوں ضلع علی گڑھ میں انتقال ہوا، اور اسی دوران میں مولوی شمس الہدیٰ مرحوم کی تین جوان لڑکیوں کا اور ان کی اہلیہ کا اور مولوی محمد یحییٰ مرحوم کے ایک لڑکے اور مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کی اہلیہ اور بچی کا انتقال ہوا۔ ان حوادث پیہم نے قلب و دماغ پر کافی اثر ڈالا، یہاں تک کہ مولوی عطاء المصطفیٰ مرحوم کے سوم کے روز جب کہ فقیر تلاوت قرآن مجید کر رہا تھا آنکھوں کے سامنے اندھیرا معلوم ہونے لگا، اور اس میں برابر ترقی ہوتی رہی، اور نظر کی کمزوری اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں، ایسی حالت میں بہار شریعت کی تکمیل اب میرے لیے اب دشوار ہوگئی۔
>
> (بہار شریعت ۱۸ واں حصہ عرض حال)

قارئین اندازہ کر سکتے ہیں اُس بوڑھے باپ کے غم و الم کا جس نے ایک سال کے عرصے میں اپنی اولاد سے نو افراد کا جنازہ اپنے کاندھے پر اٹھایا ہو۔ چھوٹے صاحبزادے مولانا عطاء المصطفیٰ 'کی جوانی میں رحلت نے اس قدر گہرا صدمہ پہنچایا کہ باپ کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور جاتا رہا، اور پوری قوم بہار شریعت کے اگلے دو حصوں سے محروم ہوگئی۔ ان کے بڑے بھائی علامہ ازہری صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وہ جو کہا جاتا ہے کہ اولاد آنکھ کا نور ہوتی ہے ان کے انتقال سے اس کا ظہور ہو گیا۔ (صدر الشریعہ نمبر صفحہ ۶۳)

”دادوں“ کے قبرستان میں جو دادوں سڑک پر ہی واقع ہے ان کی تدفین ہوئی، اسی قبرستان میں نواب حافظ ابوبکر خاں

شیروانی کی قبر ہے، اور اسی قبرستان میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے گھر کے متعدد افراد آسودۂ خاک ہیں۔

مولانا عطاء المصطفیٰ مرحوم حضور محدث کبیر سے بڑے تھے، آپ نے مجھے بتایا کہ عطاء المصطفیٰ بھیا کا جسم دبلا پتلا متوازن تھا، اجمیر شریف میں تعلیم حاصل کی اور دستار بندی ''دادوں'' میں اعظمی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ ہوئی تھی، فقہی جزئیات کے ماہر تھے، ان کے معاصرین ان کے حفظ جزئیات پر رشک کرتے تھے۔ ان کی شادی گڑھوار ضلع بلیا میں ہوئی تھی، ان کی شادی کا ایک دلچسپ واقعہ حضور محدث کبیر نے بتایا جسے ہم نے لکھ کر صدر الشریعہ نمبر میں شائع کر دیا، ان کی ایک بچی بھی ہوئی تھی، ان کی اہلیہ ان کی زندگی میں انتقال کر گئیں پھر بچی کا بھی انتقال ہوگیا۔ اس طرح اگلی نسل میں ان کے نام کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔

عطاء المصطفیٰ ثانی:

حضور محدث کبیر قبلہ نے خاندان میں اپنے اس ہونہار بھائی کی یاد تازہ رکھنے کے لیے اپنے منجھلے بیٹے کا نام انھیں کے نام پر عطاء المصطفیٰ رکھا، اس طرح خاندان میں دوسرے عطاء المصطفیٰ نے آنکھ کھولی۔

یہ ۱۴؍ رجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء میں گھوسی میں پیدا ہوئے، ناظرہ اور کچھ ابتدائی تعلیم گھر پر دادی جان سے حاصل کی، پھر درس نظامی کا آغاز مدرسہ شمس العلوم گھوسی میں کیا، ۱۹۷۵ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے اور وہیں سے ۱۹۸۳ء میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی، درس نظامی کے آغاز میں حضور حافظ ملت کی صحبت کی سعادت بھی حاصل کی، فراغت کے بعد کچھ ماہ دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی میں رہے پھر ۱۹۸۵ء میں کراچی تشریف لے گئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔

درس وتدریس اور فتویٰ نویسی ان کا اہم ترین مشغلہ تھا، اور اس میں آپ نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ ایک بندۂ خدا نے کہا کہ درس وتدریس امجدی نسل کی جینز میں شامل ہے، یہ بات دل کو لگتی ہے، اس لیے کہ سارا خاندان پڑھنے پڑھانے ہی میں لگا ہوا ہے۔ اس خانوادے میں جس نے ترقی کی اسی میدان میں ترقی کی، حضور محدث کبیر کو دیکھ لیں، اس عمر میں جب بندہ ہر کام چھوڑ آرام کی سوچتا ہے انھیں پڑھائے بغیر سکون نہیں، ہر روز بخاری شریف اور الاشباہ کے درس کا التزام رکھتے ہیں۔ یہی حال مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کا تھا، وہ انڈیا سے پاکستان پڑھانے کے لیے گئے، سالوں تک دار العلوم امجدیہ کراچی میں پڑھایا، اسی دوران شام کی کلاسیں شروع کر دیں، پھر مدرسہ صادق الاسلام کے نام سے مستقل ادارہ قائم کر لیا، اور رفتہ رفتہ پورے شہر میں اس کی شاخیں قائم کر دیں، صبح وشام پڑھاتے، دن رات پڑھاتے، کام کی عادت (Work Habit) لائق دید وتقلید تھی، وہ تھکتے نہیں تھے، تھکا دیتے تھے، ان کی اولاد جوان ہوگئیں مگر ان کی جوانی زوال آشنا نہ تھی، وہ چلتا پھرتا مدرسہ تھے، ان کو ان کے عملی مزاج اور عادات واطوار نے دیگر علمائے زمانہ سے ممتاز کر رکھا تھا، ان کے نزدیک جو چیز منع تھی منع تھی، ان کو کسی صورت ہاتھ نہیں لگانا، ان کا قول شریعت کا آئندہ دار تھا، اور ان کا عمل ان کے قول کی تصدیق کرتا تھا، مصلحتوں کے پیچھے بھاگتے نہیں تھے، مصلحتیں ان کا چکر لگاتی

تھیں، وہ شریعت کے اصولوں کے مقابل کسی کی پروا نہیں کرتے تھے، اس کے لیے ان کو ملازمت چھوڑنی پڑے، گھر چھوڑنا پڑے، علاقہ چھوڑنا پڑے، احباب اور رشتہ دار چھوڑنا پڑے کوئی مسئلہ نہیں۔ اصلی مہاجر تھے۔

حدیث پاک میں فرمایا :المهاجر من هاجر ما نهى الله عنه سچا مہاجر وہ جو ہر ایسی چیز چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے۔ ان کے اس مزاج نے انھیں کلفتوں سے دو چار کیا، ان کی زندگی میں آزمائشوں کا طوفان کھڑا کر دیا، جہاں بظاہر کوئی ان کی یاوری کرنے والا نہ تھا، کسی کی پشت پناہی نہ تھی، مگر انھوں نے ہر چیلنج کا مقابلہ اپنے دم پر کیا، اور ہر آزمائش سے سرخرو ہو کر نکلے۔ توقع ہے کہ میدان محشر میں جب ان کا حساب کتاب ہوگا تو مشیت ایزدی ان کو گلے لگا کر کہے گی :

ع: یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

لوگ کہتے ہیں ان کی کسی سے بنتی نہ تھی، مگر یہ آدھا سچ ہے، جتنے لوگوں نے ان سے بنایا ان سے بنی، ان سے بنائے رکھنے کا ایک ہی نسخہ تھا کہ شریعت کے تمام احکام کے آگے سر تسلیم خم کر دو پھر خود بخود بنتی چلی جائے گی۔ پورے پاکستان میں رویت ہلال کا اعلان ایک ساتھ ہوتا ہے، مگر ان کا اکلوتا چاند جب اپنے شہر میں نظر آتا تب ہی اسے چاند مانتے، تب ہی رمضان اور عید کرتے، کسی اور چاند کو ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ جاندار کی تصویر سے ایسا اجتناب کرتے جیسا اجتناب کا حق تھا، ان کو ایسا شخص بھی برداشت نہ تھا جو واٹس ایپ ڈی پی پر اپنا فوٹو لگائے رکھتا ہو۔ انھوں نے اپنا ماحول خود بنایا، اپنا ادارہ خود بنایا، اپنا حلقہ خود بنایا، ان کی شہرت و عزت کسی کی رہین منت نہ تھی، بلکہ اللہ کی عطا تھی، وہ اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سیٹھوں کی ناز برداری نہ کرتے تھے۔

وہ اس عہد میں حق گوئی میں بے مثال تھے، کرم شاہ ازہری کے گمراہ کن جملوں پر انھوں نے اُس وقت فتویٰ صادر کیا جب تفسیر ضیاء القرآن اور سیرت ضیاء النبی نے کرم شاہ کی مقبولیت کو عروج پر پہنچا دیا تھا۔ انھیں کسی کی مقبولیت کی پروا نہ تھی، انھیں شریعت کی پروا تھی۔ وہ خلافِ شرع امر دیکھتے تو ' کسے باشد' سامنے ٹوک دیا کرتے تھے۔

ان سب باتوں سے شاید کوئی سمجھ بیٹھے کہ بڑے کھوسٹ مولوی ہوں گے، حاشا وکلا! وقت کی رفتار کو خوب پہچانتے تھے، وہ اُس دور میں کمپیوٹر پر فتویٰ نویسی کرتے تھے جب کمپیوٹر نیا نیا مارکیٹ میں آیا تھا، جب ونڈوز سسٹم لانچ نہ ہوا تھا، اور ایک سطر اردو لکھنے کے لیے DOS Base کئی کئی کمانڈ دینی پڑتی۔

وہ بلند حوصلہ اور سرگرم تھے، جرأت مند تھے، ان کی جرأت وہمت کو ان کے پاکیزہ کردار نے دوآتشہ کر دیا تھا۔ نازک حالات کو قابو کرنے کا فن جانتے تھے۔ جب گھوسی آتے خاندان کے تمام احباب سے ملاقات کرتے، سب کے لیے تحفے لاتے۔ ان سے میرا ایک عدد اضافی رشتہ بھی تھا یعنی وہ میرے ہم زلف تھے، مجھ سے عمر میں دس بارہ سال بڑے تھے۔ گلی ڈنڈے والی عمر

میں انھوں نے کسی بات پر ہمیں ایک چپت لگا دی جو اُس زمانے میں بڑے بھائی کا حق مانا جاتا تھا، ہمارے اوسان خطا ہو گئے، پھر کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، اسی لیے میں نے اب تک کبھی ان کو فون نہ کیا، جب فون پر بات ہوئی انھیں کی نوازش رہی، اتنے بڑے ہو کر بھی مجھ سے 'آپ آپ' کہہ کر باتیں کرتے، عجیب لگتا، جی چاہتا کیسے پاکستان پہنچ جاؤں، اور بیٹھ کر ان سے خوب باتیں کروں، امریکہ قیام کے دوران ہم بچوں کے کپڑے کراچی سے منگایا کرتے تھے، آپ انتظام کروا کر لانے والے کے گھر بھیج دیتے، پھر فون کر کے پہنچنے کی خبر معلوم کرتے، اس طرح کی نوازشات کا سلسلہ جاری رہا۔

وہ مدرس تھے، مفتی تھے، مصنف تھے، اور واعظ و ناصح تھے، ان کی نصیحتیں زندگی کے ساتھ نان اسٹاپ چلتی رہتی تھیں، درس و تدریس رکنے کا نام نہ لیتی تھی، خطیب و امام بھی تھے، اچھی لَے میں تلاوت کرتے تھے۔ ان کا تصنیفی کام اُس وقت عروج پر تھا جب ہم قلم پکڑنا سیکھ رہے تھے، اور جب ہمارے کام آنے لگے تو وہ اپنے اداروں کے انتظام میں لگ گئے۔ کمال کے آدمی تھے ، تیس پینتیس کتابیں لکھ کر قوم کے حوالے کر دیں، اور ادارہ بھی کھڑا کر دیا، اس کی بہت ساری شاخیں پھیلا دیں، تحریری اور صوتی فتاویٰ کا ایک نا ختم ہونے والا سلسلہ قائم کیا، جو اُن کی رحلت سے تھم گیا۔

جو بندہ اتنا سارا کام کرتا ہے اس کے بچے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، مگر سبحان اللہ! انھوں نے اپنے بچوں کی جیسی تربیت کی روئے زمین پر اس کی معدودے چند مثال ملے گی، دنیا میں سب سے بڑے قانون شکن قانون ساز کے بیٹے ہوتے ہیں، مگر ان کا بیٹا ان کی آبرو بن کر منظر عام پر آیا ہے۔ مولانا ریاض المصطفےٰ اعظمی سے ہماری طبیعت بہت خوش رہتی ہے، بہت توقعات ان سے وابستہ ہیں، ان کی بہترین تربیت کا نمونہ جسے دیکھنا ہو مولانا ریاض المصطفیٰ کو دیکھ لے، یعنی مفتی عطاء المصطفیٰ بہت کچھ دے کر گئے۔

۱۹۸۵ء میں مفتی صاحب کی برات پھوپھی جان کے گھر گئی تھی، ہم بھی چھوٹے براتی کی حیثیت سے شامل تھے، پھر ۱۹۹۹ء میں ہم بھی اپنی برات لے کر اُسی گھر پہنچ گئے، اُس وقت آپ فیملی کے ساتھ گھوسی تشریف لائے تھے اور ساتھ میں براتی کی حیثیت سے آپ بھی شریک تھے۔ میری برات میں حضور محدث کبیر بھی ساتھ تشریف لے گئے تھے، ان کی برات میں کسی سبب سے نہ جا سکے تھے، تو مفتی صاحب بولنے لگے : فیضان ہی خوش قسمت ہے۔

پہلے سال دو سال پر گھوسی آجاتے تھے، اِدھر برسہا برس ہو گئے آنا جانا نہ ہوا۔ ان کی پرورش پرداخت قادری منزل میں ہوئی، گھوسی کے اہل خاندان، احباب اور گلی کوچے سب ان کو یاد کرتے ہیں، وہ ملک چھوڑ کر چلے گئے، پھر فکر نہ کی، ہر چند لوگوں نے چاہا کہ واپس آجائیں مگر مسکرا کر کہتے : وطن کو چھوڑو وطن ملے گا۔ بڑے خوش مزاج تھے، کسی غم کو قریب آنے نہ دیتے تھے، لوگوں نے آپ کو بہت ٹینشن دیا مگر آپ نے ایک بھی نہ لیا۔ ان کا حال یہ تھا :

سر پر ہوائے ظلم چلے ہر جتن کے ساتھ
ان کی کلاہ کج تھی اُسی بانکپن کے ساتھ

میرے امریکی تلامذہ میں ایک کی شادی کراچی میں ہوئی تو ان کے والدین نے نکاح پڑھانے کے لیے مجھے پاکستان آنے کی دعوت دی، دونوں ملکوں کے سیاسی معاملات نے ہمیں جانے نہ دیا، ہم نے انھیں مفتی صاحب کے پاس بھیج دیا، وہ جب مفتی صاحب سے ملے پورا خاندان ان کا گرویدہ ہوگیا۔

مفتی صاحب آج ہمارے درمیان نہیں ہیں تو رہ رہ کر ان کی یاد ستاتی ہے، ہمیں ان سے عملی سرگرمیوں کی اسپرٹ حاصل کرنی تھی۔ مگر اب ممکن نہیں۔ وہ تو چلے گئے، بہت دور چلے گئے، اب حرمین شریفین کے سفر میں ہی ان کی تربت پر حاضری ہوا کرے گی۔ جب ہم "دادوں" اپنے بڑے ابا مولانا عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے حاضر ہوئے تو ہمیں احساس ہوا کہ گھر خاندان سے اتنی دور بسیرا کرلیا، اب جب مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری ہوگی تو یہی احساس ہوگا۔ انھوں نے بھی ایسی جگہ بسیرا کیا جہاں دور دور تک کوئی اپنے خاندان کا فرد نہیں، ہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر انور وہیں قریب میں ہے یہی ایک احساس اطمنان بخش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر انور پر رحمت کی بارش برسائے۔ آمین

ان کے انتقال پر پورا خاندان سوگوار ہوا۔ حضور محدث کبیر کا صدمہ گہرا تھا، جس کا اندازہ ان کی باتوں سے ہوتا ہے۔ ایسی حادثاتی موت کے لیے ذہن تیار نہیں رہتا تو اس پر تحمل آسان کام نہیں۔ مگر انھوں نے اِسی حال میں گھوسی سے جدہ تک کا سفر کیا۔ اور وقت پر جدہ پہنچ گئے، طائف شریف پہنچ کر نماز جنازہ آپ نے ہی پڑھائی، اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔

ان کے انتقال کے بعد لوگوں نے ان کو پہچاننے کی کوشش کی، لوگوں کو ان کی عظمتوں کا اندازہ ہونے لگا، ان کی تعلیم و تربیت سب کچھ ہندوستان میں ہوئی تھی، اور خدمات ساری کی ساری پاکستان میں انجام دیں، جب بھی ہندوستان آتے تو گھوسی تک محدود رہتے، بہت کم وقت لیکر آتے، اس لیے یہاں بہت کم لوگ ان کے متعلق جانتے تھے، مگر ان کی حادثاتی موت نے پوری دنیا کو ان کی شخصیت اور کارناموں سے متعارف کرادیا۔ علمائے کرام نے ان کے متعلق گراں قدر تاثرات پیش کیے، ملک کے کونے کونے اور دنیا بھر سے تعزیتی پیغامات موصول ہوئے۔

اس سانحہ نے پسماندگان کے سر سے سایہ چھین لیا اور پورے خاندان کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ مگر ایسی گھڑی میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری شریعت صبر کی تلقین کرتی ہے اور اسی صبر پر اجر کا وعدہ کرتی ہے، موصوف کی رحلت سے خاندان اور اہل سنت میں جو خلا پیدا ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرما کر اس خلا کو پر کردے۔ آمین

ان کے سانحہ ارتحال پر ان کی تدفین کے بعد ہم نے ۸/شوال کو اپنے احساسات لکھ کر سوشل میڈیا پر شیئر کیا تھا وہ ہم یہاں

بھی درج کرتے ہیں:

نبیرۂ صدر الشریعہ مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ طائف شریف میں سپرد خاک کردیے گئے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

شہید راہ مدینہ نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری رضوی امجدی نوری رحمۃ اللہ علیہ آج ۸ رشوال المکرم کو طائف شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار مقدس سے متصل قبرستان میں سپرد خاک کردیے گئے۔ ان کے والد گرامی اور ہمارے شیخ آبروئے سنیت حضور محدث کبیر زید مجدہ ایک دن پہلے جدہ پہنچ گئے تھے، آج طائف میں ان کی نماز جنازہ حضور محدث کبیر نے ہی پڑھائی۔

مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کو شہر حبیب مدینہ منورہ سے بہت زیادہ لگاؤ تھا، اس سال تین چار بار حاضری کی سعادت حاصل کی، اور عید بعد پھر اچانک سفر کا ارادہ ہوا اور مدینہ منورہ حاضری کے بعد عمرہ کی سعادت حاصل کی، پھر طائف ہوتے ہوئے اگلے پڑاؤ کی طرف رواں دواں تھے کہ سڑک حادثہ میں شہید ہوگئے۔ صاحبزادگان کی خواہش تھی کہ تدفین بقیع شریف میں ہوجائے کوشش بہت کی گئی مگر کامیابی نہ ملی، کیوں کہ یہ حادثہ مدینہ منورہ سے دور طائف کے آگے ہوا تھا، جس کے سبب قانوناً اسی خطے میں تدفین ہوسکتی تھی، احباب کا اصرار تھا کہ نعش مبارک کراچی لے جائی جائے مگر اس کا جو میڈیکل پروسیجر تھا اس کے لیے گھر والے راضی نہ ہوئے، شریعت کی طرف سے بھی اس کی اجازت نہ تھی۔

مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ نے پوری زندگی شریعت کی روشنی میں گزاری ہے، محرمات تو دور مکروہات سے بھی اجتناب کرتے رہے، اور واجبات سنن و مستحباب پر بھی پابندی سے عمل پیرا ہوتے تھے، ان کا یہ کردار ان کی حیات کے ساتھ ساتھ ممات بھی دیکھنے کو ملا۔

انھوں نے فوٹو ویڈیو سے اتنا سخت پرہیز کیا کہ جو کمیونیٹی سوشل میڈیا اور ٹی وی سے شخصیات کو جاننے پہچاننے کی عادی ہے وہ ان سے تقریباً ناواقف تھی، ان کی علمی خدمات گزشتہ چالیس سالوں سے کراچی کی سرزمین پر جاری وساری ہیں،، بہتوں نے اصرار کیا ہوگا کہ آپ بھی میڈیا پر آئیں تاکہ لوگ آپ کو جانیں اور آپ کا بھی نیٹ ورک بڑھے، مگر مفتی صاحب شرعی احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی ترقی کے قائل نہ تھے، وہ عالم ربانی تھے، انھوں نے اپنا حلقہ محدود تو کرلیا، مگر نہ اعلیٰ حضرت کے فتوے کے خلاف عمل کیا نہ حضور تاج الشریعہ و حضور محدث کبیر کے موقف کے خلاف عمل کرنے کے لیے تیار ہوئے، وہ کراچی جیسے شہر میں رہتے تھے جو دنیا کا خوبصورت، تیز ترین اور ہنگامہ خیز شہر مانا جاتا ہے، مگر انھوں نے شہری تقاضوں اور حالات سے کوئی سمجھوتا نہ

کیا، بلکہ انھوں نے حالات کا رخ موڑ کر اپنا ایسا ماحول بنایا جو شریعت کے تقاضوں کے مطابق تھا۔

ان کی عظیم یادگار یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے منسوب ان کا ادارہ مدرسہ صادق الاسلام اپنے مرکزی کمپلیکس اور متعدد برانچز کے ذریعہ دین وسنیت کی عظیم خدمات انجام دے رہا ہے۔

ان کے کردار وعمل کی طرح ان کا سراپا بھی بڑا پرکشش تھا، چہرہ اپنے والد گرامی کا عکس جمیل تھا، اور دراز قد ایسے کہ پورے خاندان میں ممتاز نظر آتے تھے، گفتگو میں سنجیدگی اور متانت تھی، حق بات بلا جھجک بولتے تھے، حلقہ احباب ہو یا ہنگامہ اغیار، جہاں کہیں کچھ بولتے ان کی باتوں میں دم ہوتا، وہ اس دورِ اخیر میں پاکستان کی سرزمین پر اصول وفروع میں مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب تھے۔

ان کی رحلت سے ماحول سونا سونا ہو گیا ہے، سارے احباب اہل سنت کو ان کی رحلت کا افسوس ہے، خانوادۂ صدر الشریعہ میں بھی بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔ وہ ہمارے عمزاد بھائی تھے اور میرے ہم زلف بھی تھے، میری شادی میں کراچی سے گھوسی تشریف لائے، مجھ سے بہت بڑے تھے، شادی کے وقت بڑی کرم فرمائی رہی، اس کے بعد ایک ہی بار ملاقات رہی، پھر ہم کہیں وہ کہیں، ملاقات نہ ہو سکی، دو ملکوں کے فاصلے نہ ملنے نہ دیا، مگر دل سے قریب تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے شہزادے مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی کو ان کا عکس جمیل بنا دیا ہے، جس کی وجہ سے دل کو اطمنان ہے کہ ان کی علمی ودینی وراثت ان کے ذریعہ اگلی نسل میں منتقل ہوتی رہے گی، اور ان کے بعد ان کے گھر سے سلسلہ امجدیہ کی خوشبو ہر چہار جانب پھیلتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتوں کی بارش برسائے اور ان کی مغفرت فرما کر ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

مفتی صاحب علیہ الرحمہ اب ہمارے درمیان نہیں رہے، لیکن ان کے کارنامے انھیں لوگوں کے دلوں میں زندہ رکھنے کے لیے کافی ہیں، سہ ماہی امجدیہ کی طرف سے عرس امجدی کے موقع پر پہلے سے ہی ایک خصوصی شمارہ لانے کا پروگرام تھا جس کی تیاری ہو چکی تھی، لیکن اس واقعہ نے اچانک خصوصی شمارے کا عنوان ہی بدل ڈالا۔ اس لیے اب دنیا بھر کے لوگوں کے تعزیتی پیغامات وتاثرات کے ساتھ کچھ اہم مضامین پر مشتمل مجموعہ پیش کیا جا رہا ہے۔ توقع ہے کہ یہ شمارہ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کی شخصیت اور خدمات پر آئندہ کام کرنے کے لیے بنیادی ماخذ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ سہ ماہی امجدیہ کی ٹیم کی اِس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

فقیر فیضان المصطفیٰ قادری

۱۸؍ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ

عالِم کی موت
عالَم کی موت ہے!

نبیرۂ حضور اعلیٰ حضرت، جانشین حضور تاج الشریعہ،
قائد ملت حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان بریلوی مدظلہ العالی
قاضی القضاۃ فی الہند و سربراہ اعلیٰ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

افسوس کہ شہزادۂ محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی ایک سڑک حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون!

موصوف ایک جید، متصلب اور متحرک عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی منفرد خوبیوں کے مالک تھے، اپنی حیات کا لگ بھگ پورا عرصہ امامت وخطابت، درس وتدریس اور فتاویٰ نویسی جیسی اہم خدمات میں صرف کیا، بیعت وارشاد کے ذریعہ بھی خلق خدا کی رہنمائی کے فرائض انجام دیئے، ایسی عدیم المثال اور گوناگوں خصوصیات کی حامل شخصیت کا وصال یقیناً سنیت کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔

فقیر حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی کے اس غم میں برابر کا شریک ہے، مولائے کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے شہزادۂ محدث کبیر کو غریق رحمت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور حضرت محدث کبیر، ان کے اہل خانہ اور بالخصوص مفتی صاحب کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین!

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ
(خانقاہ تاج الشریعہ، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف)
۶ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۲۴ء

مسلک حق کا ترجمان

ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی
جانشین آستانہ عالیہ قادریہ امجدیہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان
بانی وسربراہ اعلیٰ : جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی شریف ضلع مئو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمده ونصلي ونسلم علىٰ رسولهٖ الكريم

مولانا عطاء المصطفیٰ کے ہوش سنبھالنے کے بعد ہی سے میں نے ان میں تحصیل علم اور کسب کمالات کا شوق محسوس کیا اس لیے میں نے ان کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ رکھی وہ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی طرف باقاعدہ متوجہ رہے۔ اکتساب علم کی مروجہ منزلیں طے کرنے کے بعد آپ تدریس وافتاء میں مشغول ہو گئے۔ آپ کے فتاویٰ دلائل اور حوالہ جات سے مزین ہوتے اسی لیے بہت جلد آپ کے فتاویٰ اور تحقیقات پر اعتماد کیا جانے لگا۔ تصنیف وتالیف اور ترجمہ نگاری بھی ان کے مشاغل میں داخل تھی۔ آپ نے پوری مشکوٰۃ شریف کا ایک شاندار ترجمہ کیا اور اس میں حق ترجمانی ادا کیا۔ آپ ایمان واعتقاد اور مذہب حق اہل سنت وجماعت کی حمایت واشاعت پر خاص توجہ دیتے۔ بد مذہبوں سے دور ونفور رہنے میں آپ منفرد شان رکھتے تھے اسی لیے کسی بد مذہب کو آپ سے ملاقات کی ہمت نہ ہوئی۔

آپ کو شاہزادۂ سیدنا اعلیٰ حضرت آقائے نعمت حضور سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف ارادت حاصل تھا۔ اور حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے نعمت خلافت حاصل تھی اور خود مسلک اعلیٰ حضرت کے سختی سے پابند تھے اور اس مسلک حق کے بے باک ترجمان تھے۔

آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت اور طلبہ میں مذہبی جوش وخروش پیدا کرنے کی خاطر ایک شاندار مدرسہ دارالعلوم صادق الاسلام قائم کیا اور پورے کراچی میں اس کی ایک درجن سے زائد شاخیں بھی پھیلا دیں، جنکی خود نگرانی فرماتے۔ آپ نے اپنے دونوں بچوں مولانا ریاض المصطفیٰ اور مولانا محمد کو دینی تعلیم سے آراستہ کر کے اپنے ہی طریقہ کار پر گامزن رہنے کی راہ ہموار کی۔

حاصل کلام یہ کہ آپ ایک طرف ایک بلند کردار عالم تھے اور دوسری طرف قوم کو اعتقاد و عمل میں مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ رکھنے دین و مذہب سے جوڑے رکھنے پر پوری توجہ صرف کرتے۔

میں نے ان کے دورِ تعلیم ہی میں ان کے رجحانات کا جائزہ لیا اور اسی اعتبار سے میں نے ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ بھی دی۔ اور انہوں نے بھی اس معاملے میں میری محنت رائیگاں نہ ہونے دی۔ مولانا موصوف کی انہیں سب خوبیوں کی وجہ سے انہیں بیرون ہند میں اپنا جانشین منتخب کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ان کی مرقد پر ہمیشہ باران رحمت جاری رکھے اور جنت الفردوس میں مقام رفیع عطا فرمائے۔

فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی خانوادۂ صدر الشریعہ کی آبرو تھے

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی بہاء المصطفیٰ قادری
سابق شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف

عزیز گرامی قدر مفتی عطاء المصطفیٰ قادری امجدی پاکستان میں ہمارے خاندان کی آبرو تھے، ہندوستان میں ہی پلے بڑھے تعلیم حاصل کی، اور بہترین عالم دین بن کر نکلے، یہاں ان کی شدید ضرورت تھی، مگر ہمارے بڑے بھائی صاحب یعنی علامہ ازہری قبلہ نے انھیں دار العلوم امجدیہ کے لیے بلالیا، وہ وہاں پڑھانے گئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے، انھوں نے وہاں دین کا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کا بہت اچھا کام کیا، وہ بڑے مودب تھے، بچپن سے ہی ان کے اندر بہت کچھ کرنے کا مزاج تھا، اور بڑے ہو کر انھوں نے بہت کچھ کر دکھایا، حیرت ہوتی ہے کہ کراچی جیسے شہر میں رہ کر وہ کیسے اتنا کام کر لیتے تھے، بڑے شہر میں

رہنے والوں کے وقت میں برکت نہیں رہ جاتی، ملنے جلنے والوں کی ہماہمی میں سارا وقت نکل جاتا ہے، مگر انھوں نے حلقہ احباب کو بھی سنبھالا، اور تدریسی سلسلہ بھی جاری رکھا، فتوے بھی دیتے تھے، امامت بھی کرتے تھے، اور اتنی کتابیں بھی لکھ ڈالیں، یہ ان کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان پر ان کے دادا حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا خاص فیضان تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

فقیر بہاء المصطفیٰ قادری بریلی شریف

۲۰؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ

۞۞۞

۞۞

۞

آسماں تیری لحد پر گوہر افشانی کرے

شہزادۂ حضور صدر الشریعہ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مولانا فداء المصطفیٰ صاحب قادری مدظلہ العالی

قادری منزل گھوسی شریف

پانچ شوال المکرم ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۲۰۲۴ء کو رات میں ساڑھے بارہ بجے بیدار کر کے یہ اندوہناک اور روح فرسا خبر دی گئی کہ نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ محدث کبیر حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ قادری زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر بذریعہ کار دوبئی واپس جارہے تھے۔ طائف کے علاقہ میں انکی کار ایک حادثہ کا شکار ہوگئی، کار کا ٹائر پھٹ جانے کی وجہ سے کار الٹ گئی اور مولانا موصوف نے موقع پر ہی داعی اجل کو لبیک کہا، اور شہادت سے سرفراز ہوگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

پھر میرے تصورات کی دنیا میں حضرت صدر الشریعہ کی وصال کا منظر نگاہوں کے سامنے آ گیا۔ دادا اور پوتا دونوں کے سانحہ

ارتحال میں عجیب وغریب مماثلت نظر آئی ،حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان زیارت حرمین طیبین کے لئے جاتے ہوئے راہ طیبہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔اس واقعہ کو کسی شاعر نے بہت ہی خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے وہ کہتا ہے:

راہ طیبہ دکھا کے لوٹ آیا

ہاں اسی رہنما کی چادر ہے

میرے عزیز مولانا عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ نے اپنے دادا حضور کے بنائے ہوئے راستے پر زیارت حرمین طیبین سے مشرف ہو کر بذریعہ کاروا پس ہوتے ہوئے طائف کے علاقہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔غرض دادا اور پوتا دونوں نے راہ طیبہ ہی میں اپنی جان جان آفریں کے حوالہ بھی کردی اور اپنا مقصد حیات حاصل کرلیا اور اس شعر کے مصداق بن گئے۔

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول

کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسول

غرض دادا اور پوتا دونوں نے جستجوئے رسول میں اپنی جان، جانِ آفریں کے حوالے کردی۔

مولانا عطاء المصطفیٰ قادری ایک ذی استعداد اور قابل قدر عالم دین تھے۔انھوں نے بے شمار تشنگان علوم نبویہ کو اپنے میخانہ علم وحکمت سے سیراب کیا۔مولانا موصوف کو تصنیف وتالیف میں بھی بہت دلچسپی تھی، وہ درس وتدریس کے علاوہ فاضل وقت میں کچھ نہ کچھ تحریری کام کیا کرتے تھے۔اپنے ابتدائی دور میں ہی انھوں نے فن صرف میں ضیاء الصرف اور نحو میں ضیاء النحو تصنیف کر کے ابتدائی طلبہ کیلئے نحو وصرف بہت آسان بنا دیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ وہ درس وتدریس کی دنیا میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔شریعت کے بہت پابند اور اخلاق کے اعتبار سے بہت ہی معتبر شخصیت کے مالک تھے۔انکے وصال سے مسلک اعلیٰ حضرت کو ایک بڑے خسارے سے دو چار ہونا پڑا۔اللہ تعالیٰ انکے درجات کو بلند وبالا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے۔آمین

آسماں تیری لحد پر گوہر افشانی کرے

حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فقط : فداء المصطفیٰ قادری

قادری منزل گھوسی شریف

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کی فنی مہارت

از قلم: حضرت علامہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب قبلہ
شیخ المعقولات: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

شہید راہِ مدینہ نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر فاضل الجامعۃ الاشرفیہ حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری رضوی امجدی نوری علیہ الرحمۃ آغاز شوال میں حرمین طیبین عمرہ کرنے کے ارادے سے تشریف لے گئے۔ ادائے عمرہ کے بعد اپنے احباب کے ساتھ بذریعہ موٹر کار ریاض جانے والی شاہراہ پر اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے کہ اچانک قضاء الٰہی سے کار کا ٹائر پھٹ گیا، اور کار حادثہ کا شکار ہوئی، اور دیار حبیب میں آپ نے جام شہادت نوش کی اور طیب وطاہر روح عالم شہادت سے عالم برزخ کے سفر پر روانہ ہوگئی۔

یہ جانکاہ وجگر سوز حادثہ ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء مطابق ۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ رات تقریباً بارہ بجے رونما ہوا۔ سوشل میڈیا کے اس برق رفتار دور میں فوراً اہل خانہ واحباب کو اسکی اطلاع ہوگئی اور خلاف توقع اس خبر سے سارے لوگ مضمحل و غمناک ہوگئے۔ پاکستان و بھارت میں خانوادۂ صدر الشریعہ اور معتقدین حضور صدر الشریعہ کے دلوں پر یہ خبر بجلی بن کر گری اور ہر شخص صدمات میں ڈوب گیا۔ واٹس اپ پر ترجیع کے ساتھ رحمت وغفران کے میسیج وائرل ہونے لگے۔ اور پوری دنیائے سنیت میں صف ماتم بچھ گئی۔ صبح قادری منزل گھوسی میں تعزیت کرنے والوں کا ہجوم ہوگیا۔ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی نے فرمایا کہ کوشش ہو رہی ہے کہ جنت البقیع یا جنت المعلیٰ میں تدفین کی اجازت حکومت سے مل جائے مگر سعی پیہم کے باوجود یہ خواہش پوری نہ ہوسکی اور ۸ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ کو طائف شریف میں جرالامہ ترجمان القرآن صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے مزار مقدس سے متصل قبرستان میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ طائف شریف میں موصوف کی نماز جنازہ حضور محدث کبیر نے پڑھائی۔

عاش حمیدا ومات شہیدا
زہے زندگی و خوشا ارتحالا

مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب کا سانحۂ ارتحال اہل سنت و جماعت کے لئے عظیم خسارہ ہے وہ بڑے باپ کے بیٹے اور

حضور صدر الشریعہ کے صرف پوتے ہی نہیں بلکہ زبردست و باصلاحیت عالم دین تدین وتقویٰ کے روشن مینار، ماہر مفتی تقویٰ، پرہیزگاری میں پیش پیش رہنے والے اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت و فروغ دین وسنیت کے سرگرم مجاہد وسپاہی تھے، اپنے والد گرامی یادگار اسلاف حضور محدث کبیر اطال اللہ حیاتہ کے سیرت و اخلاق علم وعمل استقامت علی الدین کے عکس جمیل ومظہر اتم و پرتو تاباں تھے۔

مسند تدریس کی زینت و دار الافتاء کے معتبر ومحتاط مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ سریع التحریر و باوقار مصنف تھے۔ بڑے متین سنجیدہ اور سلجھے ہوئے مزاج کے مالک تھے۔ متعدد بار موصوف سے ملاقات وگفتگو کا موقع ملا بڑے خوش اخلاق و پاکیزہ خصلت کا خوگر پایا۔ ۱۹۸۳ء میں الجامعۃ الاشرفیہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور اپنے ایک عزیز کی خواہش پر غالباً ۱۹۸۹ء میں کراچی پاکستان تشریف لے گئے اور جامعہ امجدیہ رضویہ کراچی کے شیخ الحدیث وصدر مفتی کی حیثیت اپنی خدمات کا آغاز فرمایا اور چند ہی سالوں میں پاکستان کے جید علما و مفتیان دین میں انکا شمار ہونے لگا۔

تدریس، تصنیف، افتاء، اصلاح خلق، ارشاد و ہدایت آپ کا نصب العین و مطمح نظر تھا، تصنیف وتالیف کے میدان میں جب آپ نے قدم رکھا تو قوم کی اصلاح کے ساتھ ساتھ مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی سہل نگاری کو دیکھتے ہوئے قدیم فنی کتابوں کی تسہیل اور جدید انداز میں اسکی ترتیب کے پیش نظر آپ نے ضیاء النحو وضیاء المنطق جیسی عمدہ تصنیف سے طلبہ کے شوق و ذوق کو مہمیز کیا۔

میرے پیش نظر آپ کی تصنیف لطیف ضیاء المنطق ہے یہ رسالہ 108 صفحات پر مشتمل ہے اسمیں ممدوح موصوف نے تیسر و تفہیم کے لئے جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے کیونکہ بدلتے ہوئے ماحول کے سبب اب علماء میں فن میزان ومنطق سے بے رغبتی عام ہوتی جا رہی ہے، لوگ فن منطق کو فرسودہ سمجھنے لگے ہیں، جبکہ فقہاء نے متکلمین کی منطق کو نہ صرف جائز ومباح لکھا ہے بلکہ دینی علوم وفہم عبارات فقہاء کیلئے اسے ممد ومعاون تسلیم کیا۔

بہار شریعت مصنف صدر الشریعہ علی الرحمہ حصہ ۱۴ کے صفحہ ۱۴۸ پر ہے۔ منطق کی تعلیم بھی جائز ہے کہ فی نفسہ منطق میں دین کے خلاف کوئی چیز نہیں، اسی وجہ سے متأخرین متکلمین نے منطق کو علم کلام کا ایک جز قرار دے دیا اور اصول فقہ میں بھی منطق کے مسائل بطور مبادی ذکر کرتے ہیں۔ ضیاء المنطق کے سلسلے میں دار العلوم امجدیہ کراچی کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا اسماعیل ضیائی امجدی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں،

"یہ کتاب اردو داں کے لئے بہت مفید ہے۔ اگر قاری علم منطق کا شوق رکھتا ہے اور پڑھنے والا ذہین ہے تو اسے فارسی وعربی کی کئی منطق کی کتابوں کے بجائے اس کتاب کو پڑھ لینے سے وقت کی بچت اور منطق کی ضروری اصطلاحات سے آگاہی ہو جائیگی لہٰذا یہ کتاب

ابتدائی طلبہ کیلئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ درس نظامی پڑھنے والوں کو چاہئے کہ اسے اپنے مطالعہ میں رکھیں۔“

چند سطروں بعد ہے کہ اس کتاب کی یہ خوبی ہے کہ آسان مثالوں سے قواعد منطق کو واضح کیا گیا ہے نیز مشقی سوالات حل کر کے معلومات میں اضافہ کا باعث بنایا گیا ہے۔

عرصہ سے مدارس میں فن منطق کی کتابیں فارسی وعربی زبان میں لکھی گئی رائج ہیں، جسکا اسلوب تفہیم عصر حاضر کے طلبہ کے مزاج سے ہم آہنگ وموافق نہیں ہو پاتا۔ میری دانست میں غالباً حضرت علامہ مفتی بدر الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے جواہر المنطق لکھ کر منطق کو آسان کرنے کی بھرپور کوشش کی، اس کے بعد اہلسنت وجماعت کے علماء میں حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نظر آتے ہیں جنہوں نے یہ اہم کام انجام دیا۔ ویسے تو اردو زبان میں بہتوں نے منطق پر لکھا ہے لیکن جو انداز تفہیم مندرجہ بالا کتاب میں اختیار کیا گیا ہے وہ بیحد قابل تحسین ہے۔ بطور نمونہ ایک مثال پیش خدمت ہے

سبق نمبر ۱۲ رکے تحت لکھتے ہیں کہ:

کلی تقسیم اول میں ۵ ر ہے۔ کلی کے افراد خارج میں پائے جانے یا نہ پائے جانے کے اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں، پھر ۵ ر اقسام میں محصور ہونے کو بہت آسان لب ولہجہ میں بیان فرماتے ہیں کہ

(۱) کلی کے افراد کا خارج میں وجود محال ہوگا یا ممکن۔ اگر ممکن ہو تو اسکی ۴ ر صورتیں ہوں گی۔ (۱) ممکن ہو لیکن اسکا کوئی فرد نہ پایا جائے۔ (۲) ممکن ہو لیکن صرف ایک ہی فرد پایا جائے۔ (۳) ممکن ہو اور کثیر افراد پائے جائیں مگر وہ افراد متناہی ہوں۔ (۴) ممکن ہو اور کثیر افراد پائے جائیں پر وہ افراد غیر متناہی ہوں۔ یہ کل پانچ قسمیں ہوئیں۔

اصل میں جس طرح ہوا چلتی ہے مگر دکھائی نہیں دیتی اسی طرح ذہن پر افکار کی مسلسل بارش ہوتی رہتی ہے جو دکھائی نہیں دیتی۔ اور انسان کا ہر قول وفعل اسی کے تابع ہوتا ہے۔ ذہن میں ابھرنے والی تصویر ہی کو مفہوم کہا جاتا ہے، جسکی دو قسمیں کلی وجزئی ہیں جو منطق کی ساری ابحاث کا مرکزی نقطہ ہیں۔ اور جزئی کی جمع جزئیات ہے جو ایک فقیہ کے لئے فقہی جزئیات کی تلاش سیر ہفت اقلیم کی طرح ہے۔

بہر حال مجموعی طور سے یہ کتاب نافع ومفید ہے اگر توجہ کے ساتھ طلبہ اسکو از بر کر لیں تو منطقی مباحث کو سمجھ لینا کافی آسان ہو جائے گا۔ میں نے پوری کتاب کو سرسری طور سے ملاحظہ کیا اور محسوس کیا کہ مصنف موصوف نے طلبہ کو باصلاحیت عالم بننے کے لئے ایک مخلص وشفیق و دردمند استاذ کی حیثیت سے اپنی جد وجہد کا مظاہرہ کیا ہے۔ اللہ جل شانہٗ مصنف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ممدوح گرامی قدر کی قبر پر رحمت و غفران کی بارش فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شدید عجلت میں یہ چند سطور تحریر کی گئی ہیں اگر زیادہ وقت میسر ہوتا تو مزید تفصیل کی جا سکتی تھی۔

۞۞۞

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کی کتاب

”بہار اعتکاف“ پر اک نظر

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب قبلہ
شیخ الحدیث: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ،فقیہ اعظم، صدرالشریعہ ، بدرالطریقہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان ان نادر روزگار ہستیوں اور عبقری شخصیتوں میں سے ایک ہیں جو اپنے عظیم کارناموں اور غیر معمولی خدمات کی وجہ سے رہتی دنیا تک تاریخ کے صفحات پر موجود رہیں گے۔

منتخب روزگار اساتذۂ فن سے معقولات ومنقولات میں رسوخ حاصل کرنے کے بعد علوم وفنون کے اس بحر ذخار کے ساحل پر قدم رکھا جسکی گہرائی کو آج زمانہ ناپنے سے قاصر ہے۔

فقیہ فقید المثال، مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی خدمت میں پہونچ کر آپ کی شخصیت میں اور نکھار آ گیا، جہد مسلسل اور سعی پیہم نے آپ کو کام کی مشین بنا دیا، فقہ وافتاء میں مکمل انہماک نے آپ کے تفقہ کا گراف اتنا اونچا کر دیا کہ امام احمد رضا نے اپنے حاشیہ نشینوں میں سب سے زیادہ تفقہ آپ کے اندر موجود ہونے کی شہادت پیش کر دی۔

حضور صدرالشریعہ نے تدریسی اور تصنیفی میدان میں جو اہم کارنامہ انجام دیا ہے اس سے قطع نظر آپ کا یہ بھی اہم کارنامہ ہے کہ آپ نے اپنی تمام اولاد کو زبردست عالم اور مدرس بنایا جنھوں نے اپنی تدریس وتصنیف، وعظ وتقریر، بحث ومناظرہ سے دین متین کی بے مثال خدمات انجام دیں، ان میں حضور محدث کبیر مدظلہ العالی اپنے علم وفضل، زہد وتقویٰ، فقہی مہارت، محدثانہ عظمت اور تصلب فی الدین میں اپنے بھائیوں میں منفرد و بے مثال نظر آتے ہیں۔

حضور محدث کبیر مدظلہ العالی نے بھی اپنے تمام بیٹوں کو عالم، فاضل، مبلغ اور مدرس بنایا اور سب کے سب خدمت دین و اشاعت سنیت میں مصروف ہیں، حضور محدث کبیر دامت فیوضھم کے چار بیٹوں میں دوسرے نمبر پر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ ہیں جو جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے فارغ اور پاکستان میں سکونت پذیر تھے، علم وفضل، زہد وتقویٰ، درس وتدریس، فقہ وافتاء اور تصلب فی الدین میں حضور محدث کبیر کے مظہر تھے، آپ نے پوری زندگی درس وتدریس اور

فتویٰ نویسی کے ذریعہ دین ومذہب کی نمایاں خدمات انجام دیں، کئی کتابوں کے مصنف اور مترجم تھے آپ کی نوک قلم سے ہزاروں فتاوی صادر ہوئے

ابھی چند دن قبل ۱۴/ ۱۵ ، اپریل ۲۰۲۴ء کی درمیانی شب میں جبکہ آپ عمرہ اور بارگاہ رسالت میں حاضری سے فارغ ہو کر طائف تشریف لے گئے اور طائف کی زیارت سے فارغ ہو کر ریاض جارہے تھے کہ آپ کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔

۱۸/ اپریل ۲۰۲۴ء بروز جمعرات بعد نماز فجر حضور محدث کبیر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ وہیں طائف شریف میں صحابی رسول حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس کے جوار میں عام قبرستان میں مدفون ہو گئے، زیر نظر کتاب ''بہار اعتکاف'' آپ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے اعتکاف کے بہت سے مسائل کو دلائل و براہین کے ساتھ بیان فرمایا ہے بلا شبہ یہ کتاب معتکف کو اس موضوع پر خود کفیل اور دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دے گی۔کتاب مع تقریظات ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے جس میں حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کی تقریظ کتاب کے مستند و معتبر ہونے پر روشن دلیل ہے

فاضل مصنف نے کتاب کے شروع میں اعتکاف کے فضائل و مقاصد کو بہت تفصیل کے ساتھ کتاب وسنت کی روشنی میں بیان فرمایا ہے پھر اعتکاف کی تینوں قسموں (۱) سنت مؤکدہ (۲) واجب (۳) نفلی کی تعریف ،انکے شرائط اور احکام کو دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ اعتکاف مسنون کے احکام و مسائل کو بیان کرتے ہوئے موصوف حدودِ مسجد و فنائے مسجد کی تعیین کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :حدودِ مسجد : مسجد شرعی اس جگہ کو کہتے ہیں جو نماز کی ادائیگی کے لیئے متعین کی گئی ہے، یعنی محراب سمیت قبلہ کی دیوار سے سیڑھیوں تک اسی طرح شمالی دیوار سے جنوبی دیوار تک اسی کو حدودِ مسجد کہتے ہیں سیڑھیاں مسجد سے خارج ہیں صحن مسجد بھی مسجد ہی ہے طہارت خانے اور دوسرے کاموں کے لیئے جو جگہیں مسجد کی زمین میں ہیں وہ بھی مسجد سے خارج ہیں وہاں بغیر عذر جانے سے اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔

امام اہل سنت مسجد کی تعریف یوں فرماتے ہیں : مسجد اس بقعہ کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص ہو۔

(فتاوی رضویہ باب احکام المساجد)

فنائے مسجد : مسجد کی ملکیت کا وہ حصہ جو نماز کے علاوہ دوسری ضروریات اور مصالح مسجد کے لیے ہو،مثلاً وضوء خانہ، استنجا خانہ، غسل خانہ، سیڑھی ،مؤذن اور امام کے حجرے و فیملی روم،گودام وغیرہا ان مقامات میں سنت موکدہ اعتکاف کرنے والا بلا عذر شرعی ہر گز نہیں جا سکتا اگر جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔(بہار اعتکاف ص ۱۵)

فاضل مصنف نے حدود مسجد و فنائے مسجد کو تفصیل سے بیان کر دینے کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کے عذر کو بھی بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے چنانچہ رقمطراز ہیں : وہ ضروریات کہ جن کو پوری کرنے کے لیئے مسجد سے نکلنے کی شرعا اجازت ہے وہ تین ہیں : (۱) شرعی (۲) طبیعی (۳)

مجبوری۔

اس عذر کے بغیر مسجد سے نکلنا ممنوع ہے اور نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگر چہ بھول کر نکلے

(۱) عذر شرعی معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کی شرعی عذر دو قسم کے ہیں

(۱) جمعہ کی ادائیگی کے لئے نکلنا

(۲) اذان دینے کے لئے نکلنا،

پہلا عذر شرعی جمعہ کی ادائیگی کے لئے جامع مسجد جانے کی اجازت اسی وقت ہے جبکہ جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو اگر اس مسجد میں جمعہ ہوتا ہے تو دوسری مسجد میں جمعہ کے لئے اس مسجد سے نکلتے ہی اعتکاف فاسد ہو جائے گا جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو اذان ثانی سے اتنی دیر پہلے جائے کہ جمعہ سے قبل کی سنتیں پڑھ سکے اور اگر جامع مسجد دور ہو تو اپنے اندازے کے مطابق اتنی دیر پہلے جائے کہ اذان ثانی سے پہلے جمعہ سے قبل کی سنتیں پڑھ سکے اس سے زیادہ پہلے نہ جائے اور وہاں فرض اور بعد کی چار یا چھ رکعتیں پڑھ کر فوراً آجائے تاخیر کر کے آئے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا حتی کہ اگر احتیاطی ظہر پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے البتہ اگر بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرنے کا ارادہ ہو گیا تو ٹھہرنے سے اعتکاف نہ ٹوٹے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری ص ۲۱۲ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، درمختار، ردالمحتار: ص ۱۸۱/ ۱۸۲ ج ۲ مطبوعہ بیروت)

دوسرا عذر شرعی اذان دینے کے لئے مسجد سے اذان گاہ (فنائے مسجد) جانا ہے، اذان گاہ پر معتکف کو اسی وقت جانے کی اجازت ہے کہ اذان گاہ کا راستہ مسجد کے اندر سے ہو البتہ مؤذن کو بہر دو صورت جانے کی اجازت ہے، خواہ راستہ مسجد کے اندر سے ہو یا بیرون مسجد سے اس مقام پر صدر الشریعہ بدر الطریقہ سیدی وسندی وجدی مفتی ابو العلاء حکیم محمد امجد علی علیہ رحمۃ القوی اعظمی نے درمختار و ردالمحتار کے حوالہ سے یوں تحریر فرمایا ہے: "حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لئے جانا یا اذان کہنے کے لئے منارہ پر جانا جبکہ جانے کے لئے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جا سکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں"

(بہار شریعت ص ۱۵۴ حصہ ۵)

اس موقع پر فقہاء نے جو عید کا ذکر فرمایا ہے وہ اس بناء پر فرمایا ہے کہ نذر کا اعتکاف اگر عید کے دن کرے تو ایک روایت کے مطابق درست و صحیح ہے مگر جو شخص ایسے دنوں (عید الفطر اور ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳/ ذی الحجہ) میں اعتکاف کی نذر مانے تو وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کرے اور اگر قسم کی نیت ہے تو قسم کا کفارہ بھی ادا کرے۔

(عالمگیری ص ۲۱۴ ج ۱ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

مؤذن اور غیر مؤذن کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں :

(پہلا مفہوم) یہ ہے کہ مقررہ مؤذن اور غیر مقررہ مؤذن (دوسرا مفہوم) یہ ہے کہ اذان دینے کی غرض سے جو شخص بھی جائے وہ مؤذن ہے خواہ مقرر ہو یا نہ ہو بہر صورت اذان دینے اور سحری کے اعلان کی غرض سے جانے والا اذان گاہ پر مسجد کے

اندر سے راستہ ہو یا باہر سے جاسکتا ہے کہ یہ عذر شرعی ہے لیکن اس کے سوا دوسرے مقصد کے لئے اندر سے راہ ہونے کی صورت میں جاسکتا ہے باہر سے راستہ ہو تو نہیں جاسکتا کہ وہ مقام اعتکاف کے معاملہ میں مسجد ہی کے حکم میں ہے اسی طرح حوض کی فصیل مسجد سے خارج ہے مگر اس معاملہ میں مسجد کے حکم میں ہے امام اہلسنت احکام شریعت میں تحریر فرماتے ہیں : ”فصیل حوض مسجد سے خارج ہے“

(ص ۱۹۹ر شبیر برادر لاہور)

اسی میں ہے” فصیل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے معتکف بلا ضرورت اس پر جا سکتا ہے اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا کوئی نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں بیہودہ باتیں قہقہے سے ہنسا وہاں بھی نہ چاہئے اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں نہیں اس پر اذان دیں گے اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں۔“

(ص ۱۳۵ر شبیر برادر لاہور)

الحاصل فنائے مسجد کی دو قسم ہے

(۱) بعض وہ مقامات جو اعتکاف کے معاملے میں مسجد کے حکم میں ہوتے ہیں اور یہ وہ مقامات ہیں کہ جہاں ہر وہ کام ممنوع ہے جو مسجد میں ممنوع ہے مثلاً تھوکنا، ناک صاف کرنا، پیشاب کرنا وغیرہا

(۲) بعض وہ مقامات ہیں جو اعتکاف کے حق میں مسجد کے حکم میں نہیں مثلاً طہارت خانہ وضو خانہ وغیرہما۔

(۲) عذر طبعی : معتکف کو مسجد سے نکلنے کا دوسرا عذر، طبعی ہے وہ حاجت جو مسجد میں کسی طرح پوری نہ ہو سکے مثلاً پیشاب، پاخانہ، استنجاء اور وضو و غسل مگر غسل اور وضو کے لئے مسجد سے نکلنے کی شرط یہ ہے کہ یہ دونوں کام مسجد کے اندر نہ ہو سکتے ہوں یعنی کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس میں وضو اور غسل کا پانی اس طرح روکنا ممکن ہو کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے، لہٰذا اگر ٹب وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو و غسل اس طرح کر سکتا ہے کہ مسجد میں کوئی چھینٹ نہ گرے تو اس کام کے لئے مسجد سے معتکف کو نکلنا جائز نہیں اب نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔

بعض مسجدوں کے صحن میں حوض ہوتے ہیں اس جگہ وضو کرنے کے بجائے وضو خانہ میں چلا گیا تو بھی اعتکاف ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر وہاں غسل فرض ممکن ہو کہ مسجد میں چھینٹ نہ گرے تو غسل خانہ میں جانے سے اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔

(درمختار، ردالمحتار ص ر ۱۸۱ ج ۲ ر مطبوعہ بیروت)

نوٹ : وہ معتکف جو تمبا کو نوشی و خوردنی کے عادی ہیں کہ بغیر اس کے ان کے پیٹ کا نظام درست ہی نہیں رہتا تو ایسے معتکف حضرات بغیر بو دار تمبا کو مسجد کی سیڑھیوں کے قریب استعمال کر سکتے ہیں لیکن شوقیہ استعمال کرنے والے اس رخصت سے غلط فائدہ ہرگز نہ اٹھائیں کہ سخت گناہ و مسجد کی بے ادبی ہے۔

(۳) عذر مجبوری : معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کا تیسرا عذر مجبوری و ضرورت ہے، وہ عذر جس کی وجہ سے مسجد میں ٹھہرنا ناممکن ہو جائے مثلاً مسجد گر گئی یا کوئی زبردستی مسجد سے نکال

دے تو اس مسجد سے نکل کر فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے اس صورت میں مسجد سے نکلنا اعتکاف کو فاسد نہیں کرتا۔

(عالمگیری ص ۲۱۲ ج ا مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

لیکن اس مسجد سے نکلنے کے بعد دوسری مسجد کے سوا کہیں اور نہ جائے اور نہ راستہ میں رُکے اور نہ ہی بات چیت کرے حتی کہ کسی سے عذر بھی بتانے کے لئے نہ رُکے کہ اس سے اعتکاف باطل ہو جائے گا، اسی طرح کسی عذر کے لئے مسجد سے نکلا اور راستہ میں کسی نے روک لیا یا پکڑ لیا مثلا قرض خواہ نے روک لیا یا کسی جرم میں گرفتار ہو گیا تو ان سب صورتوں میں بھی اعتکاف ٹوٹ جائیگا۔

(عالمگیری ص ۲۱۲ ج ا مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

فاضل مصنف نے اپنی کتاب میں ضروری تنبیہ کے تحت کئی اہم اور مفید باتوں کو ذکر فرمایا ہے جس کا پاس ولحاظ کرنے سے معتکف کا اعتکاف فاسد ہونے سے محفوظ ہو جائے گا نیز کتاب میں کئی مقامات پر عوام میں پھیلی ہوئی کئی غلط فہمیوں اور بد عملیوں کا ازالہ بھی فرمایا ہے جس سے کتاب مفید سے مفید تر ہو جاتی ہے، ساتھ ہی ساتھ کتاب میں کئی اکابر اہل سنت کے فتاویٰ بھی نقل کر دیے ہیں۔

جن سے کتاب کا وقار و اعتماد اوج کمال پر پہونچ جاتا ہے بالخصوص امام اہل سنت اعلی حضرت اور حضور صدر الشریعہ کے تحقیقی فتوں نے اعتکاف کے مسائل واحکام کا احاطہ کرنے کے ساتھ ساتھ کتاب کے وزن کو بہت بڑھا دیا ہے یقیناً یہ فتاویٰ مصنف کی کتاب کی تائید وحمایت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

فاضل حق نگار نے کتاب کے اخیر میں مولانا "الیاس قادری" امیر دعوت اسلامی کے ایک فتویٰ کا زبردست رد بھی فرمایا ہے جس کا مطالعہ معلومات میں اضافہ کا سبب ہوگا ،موصوف نے اپنے فتویٰ کو جہاں جزئیات فقہیہ سے مبرہن و مزین فرمایا ہے وہیں ماضی قریب کے اکابر اہل سنت کے فتووں سے بھی تائیدات پیش فرمائی ہے۔

جواب بہت تفصیلی ہے پورا جواب نقل کرنا ممکن نہیں مضمون بہت طویل ہو جاے گا۔اس لیے میں بخوف طوالت صرف جواب کے ابتدائی حصہ کو نقل کر دیتا ہوں اس سے مصنف کا معیار تحقیق اور مزاج حق پسندگی کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا اور ہر قاری اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے گا کہ حضور محدث کبیر کا یہ شہزادہ جد و پدر کی روش پر چلتے ہوئے احقاق حق میں کسی کی بھی رورعایت نہیں کرتا،سب سے پہلے میں سوال من وعن نقل کر دیتا ہوں پھر جواب کا ابتدائی حصہ ہدیۂ قارئین کرتا ہوں۔

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رمضان المبارک کے عشرۂ اخیرہ میں سنت مؤکدہ اعتکاف کرنے والا بیڑی ،سگریٹ،حقہ پینے اور صابن سے ہاتھ دھونے کے لیے وضوخانہ و دیگر فنائے مسجد کے حصہ میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

امیر دعوت اسلامی مولانا الیاس قادری صاحب نے اپنے ایک فتوے میں فتاوی رضویہ وفتاویٰ امجدیہ کے حوالے

سے جانا جائز قرار دیا ہے جس کی فوٹو کاپی سوال کے ساتھ منسلک ہے جواب باصواب سے مطلع فرمائیں، سائل محمد اکبر قادری پتہ لیاقت آباد کراچی۔

باسمہ تعالیٰ

الجواب:- اعتکاف واجب ہو یا سنت مؤکدہ دونوں کا حکم یہ ہے کہ معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے اگر معتکف بغیر عذر نکلا اگرچہ بھول کر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا عالمگیری میں ہے:

”و أما مفسداته فمنها الخروج من المسجد فلا يخرج المعتكف من معتكفه ليلا و نهارا الّا بعذر و ان خرج من غير عذر ساعةً فسد اعتكافه سواء كان الخروج عامداً أو ناسيا“

(ص ۲۱۲، ج ۱، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

بہار شریعت میں ہے: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اگرچہ بھول کر نکلا ہو یونہی یہ اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔

(ص ۱۵۴، ح ۵، مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

معتکف کو مسجد سے نکلنے کے صرف دو عذر ہیں ایک حاجت طبعی جو مسجد میں پوری نہ ہو سکے جیسے پیشاب، پاخانہ، استنجاء، وضو اور غسل مگر غسل اور وضو کے لیے مسجد سے باہر نکلنے میں یہ شرط ہے کہ یہ دونوں کام مسجد میں نہ ہو سکتے ہوں اگر کسی صورت ہو سکتے ہوں تو ان دونوں کاموں کے لیے بھی باہر نکلنا اعتکاف کو فاسد کر دیگا۔

(بہار شریعت ملخصاص، ۱۵۴ ح، ۵ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

اور آپ نے جو فتویٰ امیر دعوت اسلامی کا تحریر کردہ ارسال کیا ہے جس پر بہت سے خطبائے مساجد کی تصدیقات ہیں وہ فتویٰ درست نہیں جس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے

فاضل مصنف نے آگے پوری تفصیل کے ساتھ اُن کے فتوے کا دلائل کی روشنی میں ردّ کیا ہے جو پڑھنے کے لائق ہے اور اپنی تائید میں اکابر اہل سنت کے فتاویٰ سے جگہ جگہ استینادبھی فرمایا ہے بلا شبہ مصنف کی یہ کتاب اپنے موضوع پر اعتکاف کے مسائل و احکام کا احاطہ کرنے کے لحاظ سے منفرد و بے مثال ہے اللہ رب العزت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کی تمام تصنیفات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرما کر اُن کے حق میں ذریعہ نجات و ترقی درجات کا سبب بنائے آمین بجاہ النبی الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

از قلم:

حضرت علامہ مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی صاحب قبلہ

شیخ الحدیث: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

مفتی عطاء المصطفیٰ

ایک علمی شخصیت

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالحسن قادری رضوی صاحب قبلہ
صدر شعبہ افتاء: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً و مصلیا و مسلما

۵ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ کی صبح کو سوشل میڈیا واٹس ایپ کے ذریعے اندوہناک اور غم آگیں خبر موصول ہوئی کہ جگر گوشۂ محدث کبیر، نبیرۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفی قادری حرمین شریفین کے مقدس سفر کے دوران ایک حادثۂ فاجعہ کا شکار ہو کر خلد آشیاں ہو گئے اس خبر سے دل بہت ملول طبیعت اداس ہوگئی برجستہ پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون

اولین فرصت میں استاذ گرامی عالم ربانی، ممتاز الفقہاء استاذ الاساتذہ، محدث کبیر دام ظلہ العالی کی بارگاہ میں تعزیت کے لیے حاضر ہوا میرے سوا متعدد علماء و اساتذۂ جامعہ امجدیہ رضویہ بھی حاضر ہوئے۔ سب کے سب بہت سوگوار تھے بہر حال ہم ان کے حضور باریاب ہوئے۔

ہم نے دیکھا چہرہ بہت مضمحل تھا، اس وقت یقینا حضرت قبلہ کا دل شہزادے کی جدائی سے پارہ پارہ تھا، وہ رنج و الم کی شدت، صدمہ کی جاں کاہی کے سبب زیادہ کچھ بولنے کی پوزیشن میں نہ تھے اس لیے مختصر دعا اور ایصال ثواب کے کلمات ادا فرمائے ہم سب اس میں شریک ہوئے۔ پھر میں گھر واپس آگیا مگر مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی یاد برابر قائم ہے وہ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

بھلا ہو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے بڑے بھائی محترم و مکرم حضرت علامہ علاء المصطفی صاحب قبلہ ناظم اعلی طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ اور ان کے دوسرے برادران حضرت علامہ مفتی جمال مصطفیٰ قادری صدر المدرسین جامعہ امجدیہ رضویہ، حضرت علامہ مولانا ابو یوسف محمد صاحب قبلہ استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ و ولی عہد آستانہ امجدیہ گھوسی اور ارکان دائرۃ المعارف الامجدیہ کا، کہ انہوں نے ان کی حیات و خدمات اور ان کے روشن کارناموں پر سہ ماہی **امجدیہ** نمبر نکالنے کا فیصلہ فرمایا یقیناً یہ فیصلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی قدر شناسی کا واضح نمونہ ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ مجھ فقیر بے مایہ کو کچھ خواطر قلبی لکھنے کا حکم دیا گیا میری کیا بساط کہ اس فلک پیما شخصیت

کے بارے میں کچھ اظہار خیال کروں۔لیکن حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند سطور پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

میں نے حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ سے کچھ استفادہ یا استفاضہ نہ کیا اور نہ مجھے ان سے کچھ زیادہ تبادلۂ خیال کرنے کا موقع ملا البتہ دو باران سے مختصر ملاقات کا شرف پایا اس سے میں نے محسوس کیا کہ وہ رفتار وگفتار اخلاق و کردار علمی وقار، فضائل ومحاسن، کمالات وصفات، شکل وصورت میں استاذ گرامی ممتاز الفقہاء، سلطان الاساتذہ حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری کے آئینہ کامل تھے وہ حضور محدث کبیر کے ممتاز فرزند دل بند ان کے علم وعمل کی تصویر پر تنویر بلکہ اہل پاک کے لیے مفتی بے نظیر ومحدث کبیر تھے۔

لاریب وہ ایک عظیم پایہ عالم دین بلند مرتبہ فقیہ تھے اور کیوں نہ ہوں کہ وہ اس خاندان امجد کے فرد فرید تھے جو علم و فضل کا سرچشمہ ہے جس سے آج دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی آگہی کی سوغات تقسیم ہو رہی ہے اور ایسی ذات کریم کے سعادت مند فرزند تھے جن کے علمی آبداں و درسی چشمۂ عرفاں سے لاکھوں افراد سیراب ہو چکے ہیں یہی وہ امجدی خانوادہ ہے جس نے علم دین کی لازوالی اور اس کی پائداری پر برہان قائم کر دیا ہے۔

حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی اور ان کے فرزندگان میں حضرت علامہ مفتی حکیم شمس الہدی اعظمی، حضرت علامہ حکیم محمد یحییٰ اعظمی نے حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ، حضرت علامہ قاری رضاء المصطفیٰ قادری ،حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ،حضرت علامہ مفتی ثناء المصطفیٰ علیہم الرحمہ سب اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مگر ان کے علم وفضل کا شہرہ آج بھی ہے اور ان کا نام جگمگا رہا ہے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

آج بھی وہ آسمان کے سورج کی مانند درخشاں و تابناک ہیں سچ فرمایا ہے حکمائے اسلام نے:

ان العلماء سراج الازمنة كل عالم سراج زمانه يستضيء به اهل عصره

(مجانی الادب صفحہ ۱۵)

کہ علماء اپنے زمانے کے چراغ ہیں ان سے اہل زمانہ روشنی حاصل کرتے ہیں اس اعتبار سے دیکھا جائے تو حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ جگمگاتے چراغ تھے ہزاروں طلبہ بیشمار معتقدین ومتوسلین ان سے فیض حاصل کرتے رہے اور اپنا ظاہر و باطن چمکاتے رہے۔لیکن علم کے ساتھ عمل نہایت ضروری ہے اسی لیے عالم کا تعارف حدیث پاک میں بایں الفاظ آیا:

العالم من عمل بما علم

کہ عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کرے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

العلم شجرة والعمل ثمرها ولو قرأت العلم مائة سنة وجمعت الف كتاب لا

اکون مستعدالرحمۃاللہ تعالی الا بالعمل لان لیس للانسان الا ما سعی فمن کان یرجو لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا لان من عمل عملا صالحا فاولئك هم یدخلون الجنة ولا یظلمون شیئا۔

(مجانی الادب)

کہ علم ایک درخت ہے اور عمل اس کا پھل اگر میں سو سال علم حاصل کروں اور ہزار کتابیں تیار کر دوں پھر بھی میں رحمت الہی کا سزاوار نہیں جب تک باقاعدہ عمل بھی نہ کروں۔ الحاصل علم بے عمل کے بے نفع بے نتیجہ ہے اگر بے عمل کے علم معتبر ہوتا تو ابلیس بڑا مقتدر و معتبر ہوتا۔

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری اعظمی علیہ الرحمہ محض عالم نہ تھے بلکہ اپنے علم پر عامل بھی تھے یہی وجہ ہے کہ آج کے سوشل میڈیا، فیس بک، انسٹاگرام یوٹیوب اور ویڈیو گرافی کے ذریعہ بہت سے علماء دعوت و تبلیغ کا سہارا لے کر خوب سج دھج کر تصویر کشی کراتے اور خود کو عالمی شخصیت بنانے کی ہوس میں مخمور نظر آتے ہیں۔ ایسے میں مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ کی شخصیت بہت غنیمت اور بے لوث و بے نفس نظر آئی کہ آپ نے قرآن و احادیث اور احکام شرعیہ کی پاسداری کرتے ہوئے تدریس و تقریر سے لے کر وعظ و تبلیغ تک اصلاح ناس سے لے کر تحریر و تصنیف تک، ارشاد و بیعت سے لے کر تعمیر مساجد تک، تاسیس مدارس سے لے کر بنائے۔

معاہد تک ہر میدان میں اپنے اسلاف مثلاً مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن، تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان اور اپنے آبائے کرام یعنی صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ شاہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، مفسر قرآن علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری کے اسوۂ حیات کو اپنا نصب العین بنایا اور ہر ایک نے بے مثال کارنامہ انجام دیا آج ہزاروں نہیں لاکھوں عوام و خواص ان کے بے حد معتقد ہیں اور ان کی مدح و ستائش میں رطب اللسان ہیں یقیناً ان کا یہ امتیاز، پاکیزہ اسلوب حیات اور عمدہ طرز عمل انہیں دوام آشنا رکھے گا۔

سچ کہا کسی نے:

موت التقي حياة لا نفاد لها
قد ما ت قوم وهم في الناس احياء

کہ پرہیزگار کی موت اس کی دائمی زندگی ہے لوگ مر چکے مگر وہ بعد انتقال بھی لوگوں میں زندہ باحیات ہے۔ ایسا عالم باعمل دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو دنیا میں عظیم خلا پیدا ہوتا ہے اور زبان خلق کہتی ہے۔

فرش پر ماتم اٹھا جب تم چلے سوئے جناں
عرش پہ دھومیں مچیں لو آ گیا فخر زمیں

اور وہ رب العالمین کے محبوب سرور کائنات، فخر موجودات، رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دامن کرم میں دائمی زندگی پا کر میٹھی نیند سوتا ہے سچ ہے۔

تیرے دامن کرم میں جسے نیند آگئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی نیکیاں اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرفرازیاں تاحیات ان کو آسمان دنیا پر چمکاتی رہیں اور اب وہی ان کی جبین فلاح و کامرانی کا غازہ بن کر ان کی سعادت افروزی کا اعلان و اظہار کر رہی ہیں۔

ان شاءاللہ روز بروز گوناگوں ان کے درجات میں اضافے ہوتے رہیں گے۔لوگوں کی تمنا ہوتی ہے کہ دیار یار کا دیدار ہو جائے اور وہیں اپنا قرار ہو جائے مگر بڑے بختور ہی کی یہ آرزو پوری ہوتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ (ماشاءاللہ الحمدللہ) کی یہ آرزو بھی پوری ہوئی انہیں اچانک مدینہ شریف سے عمرہ کا ویزا آیا اور وہ کشاں کشاں خراماں خراماں شہر محبوب پہنچے اور زیارت حرمین شریفین سے باقاعدہ بہرہ ور ہوئے اور طائف ہوتے ہوئے دبئی کی طرف روانہ ہوئے اچانک حادثہ کے شکار ہوئے اور طائف میں ہی سپرد خاک ہو گئے اور اس پر مستزاد یہ کہ صحابی رسول مفسر اعظم قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاکیزہ قدموں میں آرام فرما ہیں آپ کی اس سعادت و نصیبہ پر جتنا بھی رشک کیا جائے کم ہے۔

زندہ باد ہے آرزوئے باغ طیبہ زندہ باد
تیرے دم سے ہیں زمانے کے ستائے خیر سے
ہو مجھے سیر گلستان مدینہ یوں نصیب
میں بہاروں میں چلوں خود کو گمائے خیر سے

خلاصہ یہ کہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری ایک علمی گھرانے کی علمی یادگار عظیم اور نامور محدث وفقیہ عظیم دارالعلوم کے روح رواں، دارالافتاء کے ذمہ دار مفتی، درس و تدریس کے بادشاہ، تالیف و تصنیف کے ماہر، کتب درس نظامی کے عظیم شارح معقولات و منقولات کے جامع، وعظ وخطابت کے شہسوار، متعدد مساجد و مدارس کے بانی، رشد و ہدایت کے پیکر، علوم شرعیہ کے ناشر، مسلک اعلیٰ حضرت کے پاسباں، مذہب امام اعظم کے مؤید و محافظ، اسلاف و اخیار کے متبع، صلاح و تقویٰ کے شاہکار، تصلب فی الدین کے مبلغ، وہابیت صلح کلیت کے ہادم و قاطع اور والد گرامی کے سچے جانشین تھے۔

رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے میں ان کو دارالقرار میں خوب چین و قرار عطا فرمائے اور ان کے والد گرامی استاذ مکرم محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دام ظلہ العالی کو عمر خضر عطا فرمائے اور ان کے سایہ عاطفت سے جماعت اہل سنت کو بہرہ مند رکھے۔

آمین بجاہ حبیبہ سیدالمرسلین و صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

محمد ابوالحسن قادری رضوی غفرلہ
خادم التدریس والافتاء طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ
رضویہ گھوسی مئو یوپی
۱۶/شوال المکرم ۱۴۴۵ھ ۲۶/اپریل ۲۰۲۴ء

۞۞۞

مفتی عطاء المصطفیٰ کی

کچھ یادیں کچھ باتیں

از قلم: نبیرۂ صدر الشریعہ، جانشین حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا ابو یوسف محمد قادری
ولی عہد: آستانہ امجدیہ گھوسی، مئو

بارگاہ سیدنا اعلیٰ حضرت سے علمی اور روحانی اکتساب فیض کر کے خانوادۂ صدر الشریعہ کو علمی اور روحانی جاہ و جلال میں بر صغیر میں انفرادیت حاصل ہے درس و تدریس اور تقسیم فیوض و برکات میں بلند ترین مقام پر فائز ہے۔ یہی وجہ ہیکہ آج دنیا بھر میں جہاں کہیں اردو زبان بولی جاتی ہے وہاں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے بلا واسطہ یا بالواسطہ شاگرد ہی ملیں گے۔ مدرسہ ہو یا دار الافتاء، عالم ہو یا مفتی بہار شریعت اس کی حاجت اصلیہ میں شامل ہے جو حضور صدر الشریعہ کی تصنیف کردہ کتاب مستطاب ہے۔

حضور صدر الشریعہ کے جانشین اور علمی امانتوں کے امین وارث علوم صدر الشریعہ ممتاز الفقہاء امیر المؤمنین فی الحدیث سلطان المناظرین حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ ضیاء المصطفیٰ قادری اطال اللہ عمرہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، تصلب فی الدین اور حزم و احتیاط میں یکتائے روزگار ہیں اپنے ہوں یا بیگانے سب ہی اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ خلق خدا آپ کے علمی اور روحانی فیوض و برکات سے مستفیض ہو رہی ہے، آپ کے اساتذہ اور مشائخ نے آپ کو ایسا در نایاب بنا دیا کہ علماء اور فقہاء کے درمیان آپ کا کلام حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۴ / رجب المرجب ۱۳۸۴ھ کو حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کے گلستان میں ایک انمول پھول کھلا جس کا نام عطاء المصطفےٰ رکھا گیا جس نے اپنے والد گرامی اور سیدنا حافظ ملت علیہ الرحمہ کی آغوش میں تعلیم و تربیت پائی مگر اپنی علمی اور روحانی خوشبو سے ایک جہاں کو معطر کیا۔

علم و عمل، زہد و تقویٰ، تصلب فی الدین اور حزم و احتیاط میں اپنے والد گرامی کے عکس جمیل تھے، دین کی نشر و اشاعت اور ایثار و قربانی میں اپنے اجداد کے پرتو تھے، بارگاہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بھی شریعت و طریقت کی امانتیں آپ کے سپرد کی گئیں۔

آپ اپنے بڑے والد مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ کے اصرار پر ہندوستان سے کراچی پاکستان تشریف لے گئے جہاں پر آپ نے تقریباً چالیس سال تک اشاعت علم دین اور دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام

دے کر اطراف واکناف کو جگمگا دیا۔

آپ کے تصلب فی الدین اور مسلک کی وجہ سے جب سرزمین کراچی آپ پر تنگ کی جانے لگی تو آپ نے مدرسہ صادق الاسلام کی شکل میں مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک مضبوط اور عظیم قلعہ تعمیر فرمایا اور مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ رہنے والوں کیلئے جگہ جگہ اس کی شاخیں بنائیں تاکہ لوگوں کے دین و ایمان کی حفاظت ہو سکے۔ سرزمین پاکستان میں آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے ایک مضبوط ستون کے مانند تھے، حاضرین و مخالفین آپ کے پایہ ثبات میں لغزش تو دور کی بات ہے جنبش بھی پیدا نہ کر سکے۔

بلاخوف لومۃ لائم شریعت کے کے معاملے میں اپنوں اور بیگانوں کی کوئی پرواہ نہ کی، جو آپ نے خود کو شریعت مصطفی کیلئے وقف کر دیا تھا مساجد و مدارس کا قیام، کتابوں کی تصنیف و تالیف، درس و تدریس، خلق خدا کی حاجت روائی، دنیا بھر سے آئے ہوئے دینی سوالات کے جوابات دینا اور وعظ ونصیحت آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ الغرض : زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام کی علمی عملی تفسیر تھے۔

۲/ ذی القعدہ ۱۴۴۳ھ عرس امجدی کے موقع پر قل شریف کی مبارک تقریب میں والد گرامی جانشین صدر الشریعہ محدث کبیر مدظلہ العالی نے سرزمین پاکستان کیلئے آپ کو اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر فرمایا، اس سے بارگاہ محدث کبیر میں آپ کی محبوبیت اور قرب کا اندازہ ہوتا ہے۔

دس سال پہلے شعبان المعظم میں آپ مع اہل وعیال آخری بار ہندوستان تشریف لائے، ادھر چند سالوں سے رمضان المبارک اور دوسرے موقعوں پر سرزمین دبئی میں آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہا اور رجب المرجب ۱۴۴۵ھ میں یہ فقیر برطانیہ سے واپسی میں زیارت حرمین شریفین کیلئے گیا اور والد گرامی کو بھی برطانیہ سے واپسی میں تشریف لانا تھا اس لئے میری یہ خواہش ہوئی کہ ہم چاروں بھائی کم از کم ایک بار والد گرامی جیسے امیر کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضری کا شرف حاصل کریں۔ بحمداللہ یہ آرزو پوری ہوئی، سب نے میری خواہش کا احترام کرتے ہوئے لبیک کہا اور ہم سب والد گرامی کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب میں حاضری سے شرفیاب ہوئے مگر کسے خبر تھی کہ سرزمین طیبہ میں یہ ملاقات ہماری آخری ملاقات ہو گی کیونکہ اس سال رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں جب میں دبئی ہونچا تو آپ موجود نہ تھے فون پر رابطہ کیا تو فرمانے لگے" شوال میں شہنواز بھائی کی بیٹی کی شادی میں آنا ہی ہے اور یہاں احباب کا اصرار تھا کہ اس سال شب قدر ہمارے ساتھ کریں اس لئے میں نہ آسکا"

۲/ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز جمعہ آپ کا فون آیا کہ میں مدینہ شریف آگیا ہمارے درمیان ایک طویل گفتگو ہوئی پھر ۳/ شوال بروز ہفتہ کو بھی لمبی گفتگو ہوئی فرمانے لگے کل اتوار کو مکہ مکرمہ جاؤں گا عمرہ سے فارغ ہو کر ایک دن کیلئے دبئی جاؤں گا پھر وہاں سے کراچی چلا جاؤں گا۔

۴/ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ بروز اتوار عمرہ سے فارغ ہو

کر آپ نے بذریعہ کار دبئی کا سفر شروع کیا، تقریباً رات ۱۱؍ بجکر ۴۰؍ منٹ پر افروز بھائی دبئی (جو گاڑی چلا رہے تھے) کا فون آیا مگر انہوں نے صرف مولانا ابو یوسف کہا اور فون کٹ گیا اتنا سننا تھا کہ میرا وجود کانپنے لگا، حالت غیر ہونے لگی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ بذریعہ کار مفتی صاحب دبئی جا رہے ہیں، پھر میں نے کئی بار افروز سے اور برادر اکبر مفتی صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر رابطہ نہ ہو سکا پھر کچھ دیر کے بعد افروز کا فون آیا اور اس نے حادثہ کی خبر دی۔ مفتی صاحب کے بارے میں معلوم کیا تو کچھ معلوم نہ ہو سکا ہم سب بشمول والد گرامی خیریت کی دعا کرتے رہے مگر کچھ دیر کے بعد اندوہناک خبر موصول ہوئی، پورا خانوادۂ امجدیہ غم و اندوہ میں ڈوب گیا، جو جہاں تھا وہیں ساکت ہو گیا نہ تھمنے والا آنسوؤں کا سیلاب ہر ایک آنکھ سے امڈ پڑا۔ اب کیسے سکون، خانوادۂ امجدیہ کا ایک چمکتا ستارہ ٹوٹ گیا۔ ہر دل بے چین، ہر آنکھ اشکبار، نہ خلوت میں سکون، نہ جلوت میں سکون! اچانک میری زبان پر آقائے نعمت مرشد برحق سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا یہ شعر آگیا:

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو ہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

خانوادۂ امجدیہ کا یہ چمکتا ہوا ستارہ ۵؍ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

پیر کے دن ہی سے ہم نے ویزا کی کوشش شروع کر دی کہ آخری زیارت کیلئے میں ضرور جاؤں گا، منگل کو میں اپنے والد گرامی حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کے ہمراہ عازم سفر ہوا، ممبئی پہنچے پھر وہاں سے داماد محدث کبیر مولانا شاہد رضا ادروی صاحب بھی ساتھ ہوئے اس طرح ہم لوگ بدھ کو جدہ پہونچے، پھر وہاں پر مفتی صاحب کے پہلے فرزند مولوی محمد عبد المصطفیٰ کا انتظار کیا پھر طائف کے لئے نکل گئے۔

آخری دیدار :

لبوں پر مسکراہٹ سجی ہے چہرہ پر نورانیت کا غازہ مل دیا گیا ہے۔ مگر میں نے دیکھا کہ جب والد گرامی سے ان کی ملاقات ہوئی تو ان کی آنکھوں سے چند قطرے آنسو بہہ پڑے بالکل ویسے ہی جیسے اپنی چھوٹی صاحبزادی کو دیکھا تو چند قطرے آنسو بہہ پڑے تھے۔ رات کے تقریباً ایک بجے غسل دینا شروع کیا گیا، اخیر میں آب زم زم سے اعضائے وضو دھلائے گئے پھر آب زمزم سے غسل بھی کر دیا گیا پھر مواضع سجدہ پر عود کی خوشبو لگائی گئی اور خانوادۂ امجدیہ کے اس بطل جلیل عالم ربانی مرد مجاہد، عابد شب زندہ دار کو دونوں عالم کے دولہا حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کیلئے دولہا بنا دیا گیا اور تقریباً ڈھائی بجے رات کو نماز جنازہ کیلئے صف بندی کی گئی اور اس حادثہ میں اور دیگر اور تین لوگوں کی وفات ہوئی تھی سب کی نماز جنازہ یکے بعد دیگرے والد گرامی حضور محدث کبیر مدظلہ العالی نے پڑھائی اور دعا سے فارغ ہوئے، نماز جنازہ میں شرکت کرنے کیلئے کئی ملکوں سے لوگ تشریف لائے تھے تقریباً سو سے زائد لوگوں نے بغیر کسی روک ٹوک

کے نماز جنازہ پڑھی۔

وہاں کے مقامی لوگوں کا کہنا تھا کہ اس شان سے یہاں پر کسی کی نماز جنازہ نہیں ہوتی کہ بغیر کسی رکاوٹ کے کھلے میدان میں ادا کی گئی ہو۔ پھر بعد نماز فجر شہر طائف میں صحابی رسول حضرت مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جوار میں تدفین عمل میں آئی۔ ہم لوگوں پر جو غم کا پہاڑ ٹوٹ رہا تھا اس کو ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکتا، والد گرامی حضور محدث کبیر کے غم کا عالم کیا ہوگا، مفتی صاحب کے اہل و عیال کے غم کا کیا عالم ہوگا یہ وہی جان سکتا ہے جو اس کرب سے گزرا ہو مگر اللہ ورسول کے فرمان کے مطابق رضائے الٰہی پر صبر کرنا۔ مومن کا طرہ امتیاز ہے اپنے شکستہ دل اور غموں سے نڈھال وجود کو لے کر ہم تمام لوگوں بشمول مفتی صاحب کے صاحبزادوں اور صاحبزادی اس بارگاہ میں حاضر ہونے کیلئے نکل گئے جو ساری کائنات کا ماویٰ وملجا ہے جہاں دنیا کے سارے غم کافور ہو جاتے ہیں یعنی نبی رحمت شفیع امت محبوب رب العالمین عالم النبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بارگاہ میں حاضری کیلئے مدینہ طیبہ کی طرف رخت سفر باندھ لیا۔

جمعہ کی شب بعد نماز عشاء ایصال ثواب کی محفل منعقد کی گئی جس میں سارے شہداء بالخصوص مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے علو درجات اور ان کی مغفرت کی دعائیں کی گئیں اور اخیر میں مفتی صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی کو ان کے والد گرامی علیہ الرحمہ کی جگہ پر حضور محدث کبیر نے پاکستان کیلئے اپنا جانشین مقرر فرما کر دستار بندی کی اور مفتی صاحب کے دوسرے صاحبزادے مولوی محمد عبد المصطفیٰ اعظمی کو سلسلہ علیہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ مصطفویہ اور برکاتیہ رضویہ احمدیہ عزیزیہ کی اجازت وخلافت نوازا، پھر ان کی دستار فضیلت اور دستار خلافت کی گئی۔ اور ان کو مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی کا معین مقرر فرمایا۔ اللہ ان شہزادوں کے علم و عمل میں خوب برکت عطا فرمائے اور ان کا مستقبل روشن و تابناک کرے۔ آمین۔

ہفتہ کی شب حضور قائد ملت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد عسجد رضا خان مدظلہ العالی قاضی القضاۃ فی الہند مدینہ منورہ تشریف لائے اور ایئر پورٹ سے سیدھے حضور محدث کبیر کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرنے کیلئے حاضر ہوئے۔ فجر کے وقت یہ محفل ختم ہوئی پھر جب ہفتہ کو بعد مغرب ہم لوگ گھر آنے کیلئے تیار ہوئے تو حضور قائد ملت مدظلہ العالی حضور محدث کبیر کو رخصت کرنے کیلئے ہوٹل کے کمرے میں تشریف لائے اور ہم سب کو دعاؤں سے نواز کر آپ نے رخصت فرمایا۔

ابو یوسف محمد قادری

ولی عہد : آستانہ امجدیہ گھوسی شریف

۱۳؍ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ

نبیرۂ صدرالشریعہ

’’ضیاء النحو‘‘ کے آئینے میں

ازقلم : حضرت علامہ مولانا رضوان احمد نوری شریفی صاحب قبلہ
خادم الجامعۃ البرکاتیہ نوری نگر مانکپوراسنا، گھوسی ضلع مئو

نبیرۂ حضور صدرالشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی علیہ الرحمہ گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے، متصلب فی الدین کے ساتھ ساتھ باصلاحیت اور ذی استعداد عالم، بہترین مدرس، شاندار اور کہنہ مشق مصنف اور مخلص واعظ وخطیب تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے پیروکار تھے۔

ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہے وہ اپنا ہے اور جو پابند نہیں وہ اپنا نہیں گرچہ کوئی رشتہ داری ہی کیوں نہ ہو۔ تصلب فی الدین ہی کی وجہ دارالعلوم امجدیہ کراچی سے برطرف ہونا پڑا، جس سے ان کی تقویٰ اور نیک نیتی کا پتہ چلتا ہے۔ اور پھر آپ نے صادق الاسلام نام سے ایک شاندار مدرسہ قائم کیا جس کے علمی فیضان سے پورا پاکستان مستفیض ہو رہا ہے اور مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا نظر آرہا ہے۔

اچانک حادثہ کی وجہ سے جو علم وفضل کا آفتاب پاکستان میں طلوع ہوا تھا طائف کی سرزمین میں مقبرۂ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میں غروب ہوگیا جس سے دنیائے سنیت میں ایک عظیم خلا پیدا ہوگیا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل میں انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے ہند و پاک کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مجھے انکی تالیف ’’ضیاء النحو‘‘ پر جو میرے پیش نظر ہے تاثر لکھنے کے لئے حکم دیا گیا، اس سے پہلے انکی کوئی تصنیف یا تالیف دیکھنے کو نہیں ملی تھی۔ اس کتاب کے اخیر میں مصنف کی درسی اور ایمان افروز تصانیف کی ایک لمبی فہرست ہے جو ان کے عظیم کارنامے پر روشن دلیل ہے۔

ضیاء النحو جب کہ خود مصنف کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دس دن کی قلیل مدت میں یہ آسان اور مفید تر رسالہ منصۂ شہود پر آیا (معرض وجود میں آیا) اس رسالہ کی خوبی یہ ہے کہ نحو کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت کے ساتھ یہ رسالہ تمام مسائل نحویہ کو شامل ہے، انداز تحریر بہت ہی نرالا ہے۔ کم الفاظ میں آسان انداز میں مسائل کو ذہن نشین کرانے کی

کامیاب کوشش کی ہے ۔مثلاً غرض و غایت بتاتے وقت کلام عرب کی وضاحت قوسین میں (بولنے یا لکھنے) سے کردی ،اسی طرح اعرابی کی وضاحت (زیر، زبر، پیش) سے کردی۔

مسائل بیان کرنے کے دوران اکثر فائدہ ،تنبیہ، نوٹ کے عنوان سے مفید باتیں بیان کی ہیں ۔مثلاً ضمیروں کے بیان کے بعد نوٹ لکھ کر تحریر فرمادیا ہے یہ تمام ضمیریں مبنی ہیں کوئی فتحہ پر کوئی ضمہ پر کوئی سکون پر ۔ یونہی اسمائے افعال کا ذکر کرنے کے بعد لفظ تنبیہ کے ذریعہ تحریر فرمایا کہ ''تمام اسمائے افعال تاکید کا معنیٰ دیتے ہیں''۔اسی طرح اکثر مقامات پر حاشیہ آرائی بھی کی ہے جس سے آپ کے تحقیق وجستجو کے ذوق کا پتہ چلتا ہے۔اس کی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

اسمائے اشارہ کا ذکر کرتے وقت (ذا) پر حاشیہ آرائی یوں کی ہے :

اکثر اسم اشارہ کے شروع میں ھا تنبیہ لگاتے ہیں تاکہ مخاطب متکلم کی بات پوری توجہ سے سنے جیسے:

هٰذا ، هٰذان ، هٰذين ، هاتا ، هاتان ، هاتين ، هٰؤلاء وغیرہا

اور کبھی آخر میں حرف ''ک'' خطاب لگا دیتے ہیں تاکہ مخاطب کو مذکر، مؤنث ، واحد، جمع ہونا معلوم ہو جائے جیسے ذاک الخ

اشارہ بعید کے لئے لام مکسور یا لام ساکن لاتے ہیں جیسے:

ذٰلک ، ذٰلکما ، ذٰلکُم ، ذٰلک ، ذالِكما ، ذالكن ، تلک الخ ١٢ منه

(۲) اسمائے افعال میں هٰلُمَّ پر حاشیہ تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں هَلُمَّ کے متعلق دو قول ہیں ،بصری کہتے ہیں یہ ھا تنبیہ اور لُمَّ فعل امر سے مرکب ہے ۔ ھا کے الف کو اختصاراً حذف کردیا بمعنی جمع کرنا اور کوفی کہتے ہیں هَلْ اور اُمَّ سے مرکب ہے اُمَّ ،اُمَّ سے فعل امر ہے ہمزہ کو حذف کرکے اسکا ضمہ لام کو دیدیا هَلُمَّ ہوگیا بمعنی قصد کرنا۔بعض نے اِایْتِ کے معنی بیان کیا ہے۔

(۳) هَيْهَاتَ اصل میں هَيْهَيْتَ تھا یائے ثانی بقاعدہ قال الف ہوگئی هَيْهَاتَ ہوگیا۔تا کو ضمہ، کسرہ اور ساکن بھی پڑھنا درست ہے، مزید وضاحت کے لئے ''بہار نحو'' میں دیکھیں۔

(۴) اسمائے کنایات میں سے کم و کذا پر حاشیہ یوں تحریر فرمایا ہے:

کَمْ کی دو قسمیں ہیں :استفہامیہ اور خبریہ۔

کَمْ استفہامیہ اور کَذا کا مابعد تمیز کی بنا پر منصوب ہوتا ہے جیسے

کَمْ اور هُما عندک ، عندی کذا درهماً ۔ یہ دونوں مضاف نہیں ہوتے البتہ کَمْ خبریہ مضاف ہوتا ہے اور اسکا مابعد مضاف الیہ کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے جیسے کَمْ روبية صَدَّقْتُ ١٢ منه

(۵) اسمائے متمکنہ میں کِلا ، کِلتا ، اثنان ، اثنتان پر حاشیہ آرائی یوں کی ہے

کِلا اصل میں کِلْوٌ تھا بقاعدۂ قال واوٌ الف ہوگیا، کِلا ہوگیا۔

کِلتا اصل میں کِلوَیٰ تھا واوٌ خلاف قیاس تا ہوگئی کِلوَیٰ سے کِلتا ہوگیا۔

اثنتان اصل میں اثنیان تھا، یا خلاف قیاس تاء سے بدل گئی اثنتان ہوگیا۔

یہ چاروا سما مثنیٰ نہیں کیونکہ انکا واحد نہیں آتا ۱۲ منہ

اسی طرح پوری کتاب میں جتنے حاشیئے وغیرہ ہیں وہ تحقیقی اور مفید ترین ضیاء النحو کی ترتیب نحومیر کی ترتیب پر ہے۔ جو پسندیدہ ترتیب ہے۔ پوری کتاب قابل مطالعہ ہے بلخصوص مبتدی طلبہ کے لئے ایک گرانقدر تحفہ ہے۔ دعا ہے کہ رب کریم اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل میں اس کتاب کو نافع اور مصنف علیہ الرحمہ کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین۔

رضوان احمد نوری شریفی
خادم الجامعۃ البرکاتیہ نوری نگر مانکپور راسنا،
سورجپور روڈ گھوسی ضلع مئو
۱۱رشوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۱راپریل ۲۰۲۴ء

نبیرۂ صدر الشریعہ کا فقہی مقام

”مسئلہ کف ثوب“ کی روشنی میں

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حنیف جیبی مصباحی
خادم الحدیث: دار العلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف اڑیسہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلياً ومسلماً

نبیرۂ صدر الشریعہ، حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ گوناگوں اوصاف وکمالات کے جامع اور کثیر محاسن ومحامد کے حامل تھے۔ آپ حضور محدث کبیر صاحب قبلہ کے صاحبزادے ہی نہیں بلکہ شکل وشباہت، سنجیدگی ومتانت، وقار وتمکنت اور حق گوئی وتصلب فی الدین میں آپکے عکس جمیل اور پرتو خاص تھے۔ نحو صرف، منطق وفلسفہ، بلاغت وعروض، حدیث واصول حدیث اور تفسیر واصول تفسیر میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ بالخصوص فقہ وافتا میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ اس پر آپ کے معرکۃ الآرا فتاویٰ شاہد عدل ہیں۔

اس وقت ہمارے پیش نظر صرف ۱۲ر بارہ صفحات پر مشتمل مختصر سا رسالہ ”مسئلہ کف ثوب“ ہے جو کراچی، بزم انوار

المدینہ سے جولائی ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ اس کتابچہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرحد پار، انڈیا میں المجمع المصباحی، مبارک پور سے ''کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم'' کے نام سے دوبارہ شائع ہوا۔

یہ آپ کی کوئی باضابطہ تصنیف نہیں بلکہ ایک استفتا کا علمی و تحقیقی جواب ہے۔ کراچی کے رہنے والے جناب احترام الدین صاحب نے آپکے پاس ایک سوال بھیجا کہ :

''بسا اوقات شلوار لمبی ہو جاتی ہے تو بعض افراد کہتے ہیں کہ اوپر سے گھس لی جائے یا نیچے سے پائنچوں کو موڑ دیا جائے جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اسی مسئلہ کا صحیح حل احادیث وفقہ کی روشنی میں بالتفصیل مع حوالہ جات کتب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اورعوام کی مشکل دور فرمائیں۔''

(کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم، صفحہ ۲)

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے اس کے جواب کے لیے جب قلم اٹھایا تو دلائل کے انبار لگا دیئے اور تحقیق کا دریا بہا دیا۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ موصوف نے اپنے جواب میں قرآن حکیم کی ایک آیت مقدسہ، ۱۲/احادیث مبارکہ، فقہ حنفی کی نہایت معتبر و مستند ۵/کتب کے حوالہ جات اور علامہ عینی کی شرح بخاری عمدۃ القاری سے چار اقتباسات اور محقق علی الاطلاق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی لمعات شرح مشکوٰۃ کے حوالے سے اپنے فتویٰ کو مزین و آراستہ فرمایا ہے۔

لطف کی بات یہ کہ احادیث کے انتخاب میں آپ نے صرف صحاح ستہ ہی پر اکتفا کیا ہے۔ دیکھتے جائیے کہ بخاری شریف کی ۷/احادیث، ابو داؤد شریف کی ۵، مسلم شریف کی ایک، اور ترمذی شریف کی ایک حدیث، یہ کل ۱۴/احادیث ہوئیں۔

مگر فتویٰ میں ۱۲/احادیث درج ہیں۔ ان میں چند حدیثیں متذکرہ کئی کتب میں موجود ہیں اس لئے ان کی تعداد ۱۴/ہوگئی۔ اس سے آپ کے علم حدیث میں رسوخ، مطالعہ کی وسعت اور معلومات کی گہرائی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

لگے ہاتھوں ان کتب فقہ کے اسماء بھی ملاحظہ فرماتے چلیں جن کے حوالے جا بجا اس فتویٰ میں درج ہیں۔

① درمختار ② فتاویٰ عالمگیری ③ جوہرہ نیرہ ④ صغیری شرح منیۃ المصلیٰ ⑤ ہدایہ ⑥ تبیین الحقائق۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ مذکورہ بالا فقہ حنفی کی انتہائی معتبر و مستند کتب ہیں یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ مفتی صاحب نے اپنے اس فتویٰ میں کہیں بھی ثانوی درجہ کی ایک کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا جس سے آپ کے تبحر علمی اور فقہی بصیرت پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔

مسائل صرف شلوار کی لمبی ہونے کی صورت میں اوپر سے گھرس لینے یا نیچے سے موڑ لینے کی بابت حکم شرع دریافت

کیا تھا۔ مگر مفتی صاحب مرحوم کی فقہی معلومات پر داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ آپ نے مسئلہ دائرہ کے تمام پہلو کو نہ صرف اجاگر کیا بلکہ ہر ایک کا حکم تفصیلی طور پر رقم فرما کر عوام اہل سنت پر احسان عظیم کیا ہے۔

کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکانا جسے اسبال کہتے ہیں، اس کی کئی صورتیں ہیں۔

① ایک صورت یہ کہ بطور تکبر کوئی ٹخنے سے نیچے لٹکائے۔ ② دوسری صورت یہ کہ تکبر کے طور پر نہیں بلکہ کپڑا کبھی کبھار ٹخنے سے نیچے آجائے۔

کف ثوب یعنی شلوار وغیرہ کپڑے کا اوپر نیچے کی طرف سے گھرسنا یا نیچے پائچے کی طرف سے موڑنا، اسی طرح آستین کو اوپر چڑھانا پھر اس کی دو صورت ہے۔ ایک یہ کہ آستین کا آدھی کلائی سے زیادہ چڑھانا، دوسری یہ کہ آدھی کلائی سے کم چڑھانا۔ اس طرح یہ چھ صورتیں ہوئیں۔ ہر ایک کا حکم درج ذیل ہے۔

① کپڑا ٹخنوں سے نیچے کوئی تکبر کے طور پر لٹکائے یہ نماز میں مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

② تکبر کے طور پر نہ ہو، کبھی کبھار ٹخنے سے نیچے آجائے تو یہ مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے۔ (ملخصاً کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم صفحہ ۹)

③ کپڑے کا اوپر سے گھرسنا۔

④ یا نیچے سے موڑنا دونوں صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (ملخصاً حوالہ مذکور صفحہ ۹)

⑤ آستین کا آدھی کلائی سے زیادہ چڑھانا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

⑥ آدھی کلائی سے کم ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوتی ہے۔ (ملخصاً حوالہ مذکور صفحہ ۱۵)

فتویٰ کے اخیر میں مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے تو کمال ہی کر دیا کہ ان مسائل کو پڑھتے وقت ایک قاری کے ذہن میں جو ممکنہ سوالات پیدا ہو سکتے ہیں، آپ نے اسے تحریر کیا اور خود ہی تسلی بخش جوابات رقم فرمائے۔ اور ان سب کو اعتراضات کی سرخی کے تحت درج کیا۔ مسائل کی تفہیم کے لیے آپ کا اسلوب نگارش لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔

طرز تحریر کی بات آگئی تو عرض ہے کہ مفتی صاحب مرحوم نے شروع ہی میں اصل مسئلہ کا مختصر جواب تحریر فرمایا کہ کوئی شخص اگر پورا فتویٰ نہ پڑھ سکا تو شروع کی چند سطروں کے پڑھتے ہی حکم شرع سے واقف ہو جائے گا۔

مسئلہ کے مختلف پہلو پر دلائل پیش کیے اور اس سے پیشتر مختصر تمہیدی کلمات تحریر کئے جس میں آپ نے دربار خداوندی کی عظمت، اہمیت اور اس کے آداب بجالانے اور تواضع و انکسار کا پیکر بن کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے کے لئے آپ نے ناصحانہ جملے تحریر کئے۔ اس کے پڑھنے سے ایسا لگتا ہے کہ مفتی صاحب صرف مسئلہ ہی نہیں بیان کر رہے بلکہ اپنی تحریر اور فتویٰ کے ذریعہ عرفان ذات، معرفت خداوندی اور خشیت الٰہی کا درس دے رہے ہیں۔ خودی کا رشتہ، خدا سے جوڑنے کا اہم فریضہ بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔ رقمطراز ہیں

"تو جب ایک دنیا کی بڑی بارگاہ کے لیے
اس قدر اہتمام کرتے ہیں تو جو ساری بارگاہ سے
اونچی بارگاہ ہے، اس بارگاہ میں جا رہے ہیں تو
اس سے زیادہ اہتمام ہونا چاہیے نہ کہ اس کے بر
خلاف۔ بلکہ اس وقت کمال عاجزی اور انکساری
ہونی چاہیے۔" (کپڑے موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم ص ۳)

غالباً ۱۹۹۷ء میں رفیق گرامی مفتی فیضان المصطفیٰ قادری کی شادی خانہ آبادی کے موقع پر گھوسی میں مفتی صاحب موصوف سے ملاقات ہوئی اور ان کی دلآویز شخصیت متاثر کر گئی۔

۵ رشوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵ر اپریل ۲۰۲۴ء کو میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری، بیت اللہ کا طواف، عمرہ کی سعادت، پھر طائف کی زیارت کے بعد شہادت کی موت اور پھر طائف ہی میں حبر الامت، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جوار میں آخری آرامگاہ بننے پر ہمیں مفتی صاحب پر رشک ہونے لگا اور اب آپ کے ایک فتویٰ کو پڑھ کر تحریر کی دلکشی، تفہیم کی دلفریبی اور کتب فقہ وافتا سے خوشہ چینی پر ایک میں ہی نہیں بلکہ صدیوں تک آنے والی نسلیں خراج تحسین پیش کرتی رہیں گی۔

علم وفضل اور فقہ وافتا کا یہ آفتاب، قادری منزل، گھوسی، یوپی، انڈیا میں طلوع ہوا، پون صدی سے زیادہ عرصہ تک کراچی، پاکستان کے افق پر سنت وسنیت کی نورانی کرنیں بکھیرتا رہا، پھر حجاز مقدس کے پاکیزہ خاک میں وہ بھی ترجمان قرآن کے پہلو میں ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔

خدا سلامت کند ایں عاشقان پاک طینت را
نہیں ہے میر میخانہ مگر فیضان جاری ہے
ابھی تک میکدہ سے بوئے عرفانی نہیں جاتی

محمد حنیف حبیبی مصباحی
خادم الحدیث دار العلوم مجاہد ملت دھام نگر شریف، اڑیسہ
مؤرخہ ۵ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ

۞۞۞۞

قطعہ تاریخ رحلت

شہید راہ مدینہ عزت مآب مفتی عطاء المصطفیٰ ۲۰۲۴ء

رہبر دین نبی مفتی عطاء المصطفیٰ
نائب صدر الشریعہ جد امجد کی ضیا
استقامت اور تصلب کے تھے اک کوہ گراں
رہبر راہ عزیمت ، اک گل باغ وفا
ملک پاکستان میں تھی ذات اقدس آپ کی
ترجمان مسلک حضرت امام احمد رضا
محترم ، محسن ، مکرم ، متقی المختصر
پیکر مجد و شرافت ابن علامہ ضیا
رہ روِ راہِ محبت ،میر بزم امجدی
کشتۂ راہِ مدینہ ہیں عطاء المصطفیٰ

۱۴۴۵ھ

(سید شہباز اصدق، افریقہ)

استاذ العلماء، نبیرۂ صدر الشریعہ، مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

کی انفرادی خصوصیات

ازقلم: حضرت علامہ مفتی عبدالرحمٰن قادری صاحب

ملاوی، افریقہ

آپ علم وعمل کا حسین امتزاج، محنتی اور ہر وقت مصروف رہنے والے مدرس، عالم، مفتی، شیخ الحدیث، پیر طریقت، عامل، امام اور کئی خوبیوں کے گلدستہ تھے۔

باعمل اور متقی :

سب سے انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ آپ بہت ہی باعمل شخص تھے۔ حرام تو کجا، جس چیز میں شبہ ہوتا ہے، اس سے بھی لازماً اجتناب فرماتے۔ انبیاء کے وارث وہ علماء ہوتے ہیں جو اپنے علم پر عمل بھی کرتے ہوں۔ اگر کوئی عالم دین اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے بلکہ اپنے نفس کی خواہشات پر چلے تو وہ انبیاء کے وارثین میں شمار نہیں ہوگا۔ میرے بھائی کی شادی کی تقریب میں ہم نے حضرت کو کھانے کے بعد چائے کی پیشکش کی تو حضرت نے منع فرمایا کہ میں نے ڈبے والا دودھ کبھی استعمال نہیں کیا کیونکہ اس کے کچھ کیمیکلز سے میں مطمئن نہیں۔

زمانہ طالب علمی میں حضرت نے ہمیں خود بتایا کہ ان کی بیٹی کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ ڈاکٹروں نے خون چڑھانے کو کہا۔ حضرت نے فرمایا کہ :

"اپنے اکابر کے فتووں کے مطابق میں اس کو حرام سمجھتا ہوں، لہٰذا رہنے دیں، بیٹی کی جان سے زیادہ مجھے اللہ کا خوف ہے، میں حرام کا ارتکاب نہیں کرسکتا"۔

بحمد اللہ، قدرتی طور پر بچی شفایاب ہوگئی اور بقید حیات ہے۔ آج اس بات کو 20 سال سے زائد ہو گئے۔

تصویر کشی پر حرام کا فتویٰ تھا تو زندگی بھر ہر طرح کی تصویر، گروپ فوٹو اور ویڈیوز سے بچتے رہے۔ مجھ سمیت کئی لوگ ان موقف سے اختلاف کریں گے لیکن یہی حضرت کا وطیرہ تھا کہ جس پر وہ حرام کا فتویٰ دیتے اور مانتے، اس کے قریب بھی نہ جاتے۔

اخلاص :

متقی پرہیزگار ہونے کی وجہ سے آپ کے تعویذات میں بہت اثر تھا۔ سینکڑوں لوگ روزانہ آپ سے استفادہ کرتے۔ کبھی بھی آپ نے اپنے تعویذات کی اجرت یا اس سے ذاتی

فائدہ حاصل نہیں کیا۔

امامت :

بڑے عالم عموماً مصروفیت کی وجہ سے امامت نہیں کرتے یا کم نمازوں کی ذمہ داری لیتے ہیں مگر آپ کا شوق اور جذبہ ایسا تھا کہ ہمیشہ پنج وقتہ نماز کی امامت فرمائی اور اس کو اپنے لئے سعادت اور سرمایہ سمجھتے رہے۔ ایک مرتبہ دارالعلوم امجدیہ میں مجھے تراویح پڑھانے کی سعادت آپ کے توسل سے ملی۔

مسند تدریس اور فتویٰ نویسی :

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ تدریس ہی کیلئے پیدا ہوئے تھے۔ صبح و شام درس دینا، زمانۂ طالب علمی میں، میں نے حضرت سے فن میراث میں سراجی پڑھی، فرضی سوال بنا کر جوابات لکھے بنام "**العطایا الرضویہ فی الفتاویٰ الرحمانیہ**"۔ حضرت روزانہ کلاس کے دوران ہی ہر مسئلہ کو بغور دیکھتے اور تصحیح و تصدیق فرماتے۔

بریک رُوقفہ کے دوران وقت مانگا تو وہ بھی مل گیا اور حضرت سے ہدایہ کتاب الحج پڑھنے کی سعادت حاصل کی، مزید حضرت نے ہمیں کلاس میں اصول حدیث پر کتاب نخبۃ الفکر پڑھائی۔ ظہر تک پڑھاتے رہتے اور ظہر کی نماز کے بعد عصر تک آپ اور آپ کی اہلیہ خواتین کو عالم کورس پڑھاتے۔

عصر سے عشاء تک آپ لوگوں سے ملاقات کرتے، تعویذات بناتے، فتاویٰ لکھتے۔ عشاء سے لے کر دیر رات تک اپنے قائم کردہ ادارے دارالعلوم صادق الاسلام میں تصدیق فرماتے۔

ام المدارس دارالعلوم امجدیہ میں مسند افتاء پر مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ کے بعد جن شخصیات کو جانا اور پہچانا گیا وہ بلاشبہ آپ اور مفتی عبدالعزیز حنفی صاحب ہیں۔

آپ کو فتویٰ نویسی کرتے ہوئے ۴۰ رسال گزر گئے اور آپ کے ہزاروں فتاویٰ جات ۱۹۸۹ء سے ۲۰۰۰ء تک تحریر کردہ وہ ہیں جو آپ خود اپنے قلم سے بہت خوبصورت انداز میں لکھتے۔ صفحات میں اگر سطر بھی نہ ہو، اگر دیکھنے والا عربی رسم الخط اور اردو خوشخطی کو دیکھے تو سمجھے کہ کسی بہت بڑے خطاط نے موتیوں کی طرح نہایت ہی خوبصورت اور دیدہ زیب تحریر لکھی ہے۔

آپ کے والد پوری دنیا میں دین کی تبلیغ کے لیے سفر کرتے ہیں مگر آپ اپنے تدریسی شوق اور خدمت میں اتنے مصروف رہتے کہ دیگر مما لک خاص کر برطانیہ، امریکہ اور افریقی مما لک کے سفر ہی نہیں کیے۔

حق گوئی آپ کا شیوہ :

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی کا مظہر اتم، زندگی بھر چاپلوسی، مصلحت پسندی سے دور رہے۔ جو آپ کا موقف ہوتا اس میں کسی سیٹھ یا کسی دنیاوی طور پر صاحب اثر سے کبھی نہ ڈرے۔ حدیث پاک: قل الحق وان کان مرا "حق کہو اگر چہ کڑوا ہو" پر آپ کاربند تھے۔

(بقیہ ص ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

نبیرۂ صدرالشریعہ

ایک انقلاب آفریں شخصیت

ازقلم: حضرت علامہ مولانا انیس عالم سیوانی صاحب قبلہ
لکھنؤ

شہزادۂ محدث کبیر، نبیرۂ صدر الشریعہ، حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کو رب عزوجل غریق رحمت فرمائے اور ان کی قبر مبارک کو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری بنادے آمین۔

حضرت ممدوح کا نام سنا تھا، نجی مجالس میں سیدی الکریم حضور محدث کبیر دامت برکاتہم القدسیہ سے حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب کے پاکستان جانے اور پھر نہ آنے کے بارے میں اور ان کے احوال اختصار کیساتھ سماعت کیا تھا۔ کبھی دیکھنے اور بالمشافہ ملاقات کا موقع نہ ملا۔ وجہ بھی ظاہر ہے کہ ملک کے سیاسی حالات ایسے رہے کہ خاص کر کسی مذہبی شخص کا پاکستان سے انڈیا آنا یا یہاں سے وہاں جانا کتنا دشوار ہے یہ کسی سے مخفی نہیں، جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے دو تین بار محدث کبیر مدظلہ العالی نے ان کے تعلق سے کچھ باتیں بتائی تھیں، حضرت ہی کے ذریعہ انہیں کسی حد تک جاننے کا موقع ملا۔ ایک بار حضرت علامہ جمال مصطفیٰ قادری صاحب نے بھی ان کا ذکر فرمایا تھا۔

بہر حال ۵ رشوال المکرم مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء بروز پیر رات کے تقریباً ایک بجے سوشل میڈیا کے حوالہ سے میرے کرم فرما نقیب اہلسنت مولانا محشر فریدی صاحب نے یہ المناک خبر سنائی، جسے سنکر سخت صدمہ پہنچا۔ کلمہ ترجیع و دعاء کے بعد مختصراً حضرت کا ذکر خیر ہوا۔

بہر حال یہ ایک خوش آئند قدم ہے کہ سہ ماہی امجدیہ کا حالیہ شمارہ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالہ سے آرہا ہے۔ اچھا ہے، بہت کم لوگ ہندوستان میں انہیں جانتے تھے۔ تھوڑے لوگوں کو شاید اس کی خبر ہوگی کہ محدث کبیر کے شہزادے پاکستان میں رہتے تھے۔ عام طور پر لوگوں کو ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری، حضرت مولانا جمال مصطفیٰ قادری اور ولی عہد حضرت محمد ابو یوسف قادری ازہری صاحب کو جانتے ہیں۔ نام کے سبب بھی بعض احباب نے دریافت کیا کہ کیا وہ صدر الشریعہ کے فرزند تھے؟

اہلسنت کے لیے عموماً اور بالخصوص پاکستانی احباب کے لیے یہ ایک عظیم سانحہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب ہمارے

درمیان نہ رہے۔اب جبکہ ان کی رحلت ہوگئی، اللہ کو پیارے ہوگئے، ان کے حالات پڑھکر آدمی سوچنے پرمجبور ہے کہ اس زمانے میں بھی ایسے لوگ تھے جو ہواؤں کا رخ بدل دینے کی ہمت رکھتے تھے،انہوں نے حالات سے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا اور نہ ہی اسلاف سے بغاوت کی،کون حمایت کرتا ہے اورکون مخالفت کرتا ہے اس سے بے پرواہ ہو کر بلا خوف لومۃ لائم اپنے ہدف اور مقصد کے حصول میں لگے رہے۔دنیا کی رنگینیوں اور چمک دمک سے بے نیاز، ریا اور نام ونمود سے کوسوں دور رضا کے مسلک کی نگہبانی کرتے رہے، اپنے علم و عمل اور طرز زندگی سے اپنے والد ماجد حضور محدث کبیر اور جد کریم صدر الشریعہ علامہ حکیم امجد علی اعظمی قدس سرہٗ کا نام روشن کرتے رہے۔

اپنے خاندان کی روایتوں اور مذہبی وراثتوں کی جس انداز میں انہوں نے حفاظت وصیانت کی یقیناً یہ انہیں کا حق تھا۔وہ کام کی مشین تھے۔انہوں نے **"پدرم سلطان بود"** سے آگے بڑھکر اپنی ذات کو اس قابل بنایا کہ اپنے اور بیگانے ماننے پرمجبور ہوئے۔

آج جبکہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کا تذکرہ ہر خاص و عام کی زبان پر ہے۔جولوگ زندگی میں انہیں نہیں جانتے تھے بلکہ بہتوں نے ان کا نام تک نہ سنا تھا آج وہ سارے لوگ انہیں یاد کر رہے ہیں،ان کی شخصیت اور خدمات کے تذکرے ہر سنی کر رہا ہے۔وہ پوری زندگی مذہبی اور مسلکی حدود و قیود میں بسر کر کے راہی ملک عدم ہوئے۔ان کی زندگی کے ابواب بتاتے ہیں کہ **"یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے"** کے مصداق مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ رنگا رنگ دنیا میں رہ کر بھی سادگی کے مظہر اور صبغة الله وَمَنْ أحسنُ مِنَ الله صبغة و نحنُ عابدون کے رنگ میں رنگے رہے۔

انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ لوگ کیا کہیں گے بلکہ ان کے پیش نظر ہمیشہ یہ رہا ہے کہ اللہ کیا فرماتا ہے اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں۔انہوں نے دین کو اپنے لئے نہیں بلکہ خود کو دین وشریعت کا پابند کیا،نام ونفود اور ریاکاری، دیکھاوا جو عام طور پر آج کل مذہبی لوگوں میں پیدا ہو گیا ہے،ہرشخص اپنے نام ونمود کے لیے پیسے خرچ کر رہا ہے۔بناوٹی زندگی گزار رہا ہے، سچ سننے سے لوگوں کو گھبراہٹ اور حقائق کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ان حالات میں اگر کوئی شخص شریعت کے مطابق عمل کرتا ہے اور شریعت پر عمل کی دعوت دیتا ہے تو یہ بڑی بات ہے۔

زمین پر اتر کر کام کرنا کتنا مشکل کام ہے یہ کام کرنے والوں سے کوئی پوچھے، خاص کر ان علماء اور دعاۃ کے لیے زندگی کتنی کٹھن ہوگئی ہے۔جو ہر قدم پر شریعت اور سنت کی بات کرتے ہیں۔کوئی انہیں قدیم الخیال کہتا ہے،کوئی دقیانونیت کے طعنے دیتا ہے۔بعض انہیں متشدد اور فرقہ پرست اور نادان کہتے ہیں،لیکن ہمارے جنازے ہماری سچائی کا پتہ دیتے ہیں۔ہم نہیں ہوتے لیکن ہمارا مخالف ہماری حق گوئی و بیباکی کے خطبے پڑھتا ہے۔حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب خانوادۂ صدر الشریعہ کے ایسے گل

سرسبد تھے کہ اس کی خوشبو خوش عقیدہ مسلمانوں کے مشام جاں کو معطر کر رہی ہے۔ ان کے وجود سے ایک عالم مشکبار اور فیضیاب تھا۔

انہوں نے اپنی خاندانی روایات اور اور رشتوں کی پاسداری میں ذرہ برابر کوتاہی نہیں کی بلکہ وہ الولد سر لابیہ کے مصداق ٹھرے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، فقہ و افتاء، دعوت و تبلیغ، بیعت و ارشاد ہر عنوان کا وہ روشن باب بن کر فتح و کامرانی کی شاہراہ پر دوڑتے رہے۔ علم و حکمت اور تفکر و تدبر کے ساتھ عملی میدان میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔

حضور محدث کبیر نے ان کے تصلب کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"میں پاکستان میں ایک صاحب کے یہاں دعوت میں پہنچا تو وہاں ہمارے ایک محترم عزیز مل گئے۔ جب میں کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کے لیے واش بیسن پے گیا تو وہ قریب آگئے اور کہنے لگے بتاؤ، نہ تم میرے گھر آتے ہو اور نہ عطاء المصطفیٰ، میری کتنی بے عزتی ہوتی ہے۔ گھر میں پوچھا جاتا ہے کہ علامہ کیوں نہیں آتے یا ان کے صاجزادے عطاء المصطفیٰ؟ تو میں کیا جواب دوں؟"

میں نے علامہ صاحب قبلہ سے دریافت کیا کہ آخر ان میں کمی کیا تھی جو آپ نہیں تشریف لے جاتے تھے اور نہ ہی مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ:

"ان کا ملنا ملانا سب سے رہتا ہے۔ احتیاط نہیں برتتے ہیں، اس لیے ہم نہیں جاتے اور نہ ہی مولوی عطاء المصطفیٰ جاتے ہیں۔"

علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی ممتاز و منفرد تھے، وہ صرف تقریر و تصنیف اور تدریس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے عمل و کردار سے اپنے وجود کا احساس دلاتے تھے۔ ایک جانشین کو کیا ہونا چاہیے، ایک بیٹے کے اندر کون سی خوبیاں ہونی چاہیے، جدامجد اگر صدر الشریعہ ہوں تو نبیرہ کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے۔ والد گرامی اگر حضور محدث کبیر ہیں تو بیٹے کو دنیا کیسا دیکھنا چاہتی ہے؟

دنیا میں جانشین لاکھوں ملیں گے لیکن اگر اولاد آباء و اجداد کے علم و فضل کا خوگر نہ بن سکے تو حقیقی معنوں میں وہ اولاد باپ کی میراث کی حقدار کیسے ہو سکتی ہے، حدیث میں آیا ہے :ما من رجلٍ يَسلُكُ طرِيقًا ، يَطلُبُ فيه عِلْمًا إلَّا سَهَّلَ اللّٰهُ لهُ به طريقاً الى الجَنَّةِ ، و مَنْ أبْطأَ بِهِ عملُهُ لمْ يُسرِعْ بِهِ نَسبُهُ

اس حوالے سے جب ہم علامہ عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کی کتاب زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ واقعی وہ اپنے اب وجد کے سچے وارث و امین تھے۔ بلکہ حقیقی معنوں میں وہ عالم باعمل، اور مصلح و داعی تھے۔

صدر الشریعہ کو دنیا ان کی تدریسی اور تصنیفی اور فقہی تنوع کے اعتبار سے پہچانتی ہے۔ ان کے جانشین ممتاز الفقہاء حضور

محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اطال اللہ عمرہ وعم فیضہ کی شہرت سے کون واقف نہیں، آج پوری دنیائے اسلام میں تفقہ فی الدین اور علوم حدیث نبویہ کے حوالہ سے آپ کی شخصیت عظمتوں کے قطب مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ محدث کبیر کی علمی حیثیت اور ان کی فقہی بصیرت اور حدیثی شجر پر ان کا مخالف بھی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔

کوئی شبہ نہیں کہ حضور صدر الشریعہ کے سچے جانشین محدث کبیر ہیں، حضور صدر الشریعہ درس وتدریس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کی درسگاہ کا فیضان بریلی سے جاری ہوتا ہے تو پٹنہ ہو کہ بنارس، دادوں علی گڑھ ہو کہ اجمیر معلّٰی ہر جگہ ابر کرم بن کر چھا جاتا ہے۔

وہ جہاں گئے میر مجلس ٹھہرے، درس گاہ میں بیٹھے تو درس وتدریس کی زینت بڑھ گئی اور جب لکھنے پر آئے تو رفعتوں کے جھنڈے نصب کر دیے۔ ان کے جانشین محدث کبیر نے بھی تدریس کے میدان میں جب قدم رکھا بڑے بڑوں نے آپ کی عظمت وصلاحیت کا لوہا مانا۔ ۹۲ رسال کی عمر میں بھی کسی جواں سال مدرس کے مقابلہ میں زیادہ چستی اور ہلچل آپ کی درسگاہ میں ہوئی ہے۔ بڑی بڑی کتابوں کا درس دیتے ہیں، جبکہ رات کے زیادہ تر اوقات دعوت وتقریر میں صرف ہوتے ہیں۔

بہر حال حضور صدر الشریعہ اور محدث کبیر کے ظاہری اور باطنی علوم ومعارف کے پیکر جمیل اور معنوی جانشین تھے علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب۔ پوری زندگی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے رہے، پاکستان میں جہاں فلمی دنیا والوں سے زیادہ مذہبی لوگ فوٹو گرافی کے خوگر بن گئے، ہر مولوی، پیر، مفتی، بابا اس وقت تک وہ کمپلیٹ نہیں مانا جاتا جب تک کہ وہ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے سوتے جگتے اپنی فوٹو نہ شیر کرے۔ ایسے سماج میں رہ کر بھی مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب فوٹو گرافی سے دور رہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کا وہ صرف نعرہ لگانے کے قائل نہ تھے بلکہ خود اس پر وہ عامل تھے۔ حیرت ہوتی ہے ان علماء پر جو اپنے کو رضوی بھی کہتے ہیں، وہ بانگ دہل مفتی اعظم ہند اور حضور تاج الشریعہ کی عظمت کا اعتراف بھی کرتے ہیں، ان سے بیعت وخلافت کی نسبت بھی جوڑتے ہیں، لیکن عملی طور پر اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند اور تاج الشریعہ کے فتووں سے کوسوں دور نظر آتے ہیں۔ وہ عملی طور پر اعلیٰ حضرت کو فالو نہیں کرتے۔

یہی فرق ہے دیگر علماء اور شہزادۂ محدث کبیر حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ صاحب میں۔ وہ سچے طور پر اپنے والد وجد کے میراث علم کے وارث تھے۔ سرکار مفتی اعظم کے عملی مرید باصفا تھے۔ سیدی حضور تاج الشریعہ کی خلافت واجازت کے سچے محافظ تھے بلکہ سرکار تاج الشریعہ کے ہزاروں خلفاء میں گنے چنے افراد اس مقام ومنصب کے ہونگے۔ اللہ عز وجل حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ کی قبر پر رحمت کے پھول برسائے، آمین۔

حضور صدر الشریعہ کے کئی فرزندوں حضرت مولانا محمد یحییٰ، حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ اور کئی شہزادیوں، اور بہوؤں کا

انتقال صدر الشریعہ کی حیات ظاہری میں ہو گیا تھا جس کا تذکرہ حضرت نے بہار شریعت کے سترہویں حصے میں فرمایا ہے۔ گھر کے کئی افراد کا دنیا سے رخصت ہو جانا ان میں بھی بیٹے بیٹیوں کا کتنا صبر آزما اور مشکل وقت رہا ہوگا، اس کا اندازہ عام آدمی نہیں کر سکتا۔ حضور محدث کبیر واقعی ہر لحاظ سے اپنے والد ماجد کے جانشین واقع ہوئے، ہر خوبی و وصف کے آپ جامع تھے۔ بس صبر و رضا کی منزل باقی تھی اس سے بھی سرفراز ہو گئے۔

صدر الشریعہ کی حیات میں ان کے فرزند مولانا عطاء المصطفیٰ کی وفات ہوئی، حضور محدث کبیر کی حیات میں بھی آپ کے شہزادے اور پاکستان میں آپ کے جانشین مولانا عطاء المصطفیٰ اعظمی کی وفات ہوئی ، اللہ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور سیدی مخدومی محدث کبیر دام ظلہم القدوس، حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ گھوسی وخلف اکبر حضرت علامہ جمال المصطفیٰ صاحب قادری صدر المدرسین جامعہ امجدیہ گھوسی اور ولی عہد محدث کبیر حضرت مولانا مفتی ابو یوسف محمد ازہری دام ظلہم علینا اور جملہ اہل خانوادہ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکپائے حضور محدث کبیر

انیس عالم سیوانی

۱۲؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۲؍اپریل ۲۰۲۴ء

۞۞۞

(ص ۴۱ کا بقیہ یہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔)

عقائد میں تصلب اور اتباع اسلاف :

سیدنا امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی تعلیمات آپ کا اوڑھنا بچھونا تھیں۔ بدعقیدگی تو دور کی بات، جس سنی شخص یا عالم کو دیکھا کہ وہ رافضی یا بدعقیدہ کی تعریف کرتا ہے یا ان کے جنازے اور غم میں شریک ہوتا ہے، اس سے قطع تعلق فرما لیتے۔ آپ بزرگوں کی تعلیمات اور فتاویٰ سے ہٹ کر کسی آسانی، عیش پرستی، نفس پرستی، شہرت طلبی، حب جاہ اور دنیاوی ملمع کاری اور اغراض سے دور رہے۔

خانقاہ صدر الشریعہ کے ایسے پھول اور پیر طریقت تھے جس نے اپنی پہچان خود بنائی۔ اپنے نام کے ساتھ احقر العباد یا عاجزی والے کلمات لکھتے۔ اپنے لیے استاذ العلماء، عالم باعمل یا ولی کامل جیسے الفاظ لکھنے سے اپنے مریدین کو سختی سے منع فرماتے۔ مجھ جیسے ایک نہیں ہزاروں میدان عمل میں مصروف ومعروف علماء کے استاذ تھے۔ صحت، عاجزی اور عمل ایسا تھا کہ اگر عمامہ شریف نہ پہنیں تو شاگردوں کے ساتھ وہ ان کے دوست یا ہم سبق ہم عمر محسوس ہوتے۔

مقدس خاندان کا مقدس شخص، مقدس سرزمین اور مقدس سفر کے دوران، مقدس زندگی گزار کر رخصت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، بلندی درجات نصیب فرمائے اور ہم گنہگاروں کے لئے شفاعت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

از : مفتی عبد الرحمٰن قادری ملاوی، افریقہ

۞۞۞۞

علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی

ایک ہشت پہل شخصیت

از قلم : مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری

ناظم اعلیٰ : زینت کلیۃ البنات، بنارس

نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء کو سفر عمرہ کے دوران ایک سڑک حادثہ میں جاں بحق ہو گیے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ایک عظیم ترین علمی شخصیت کی رحلت سے برصغیر کی پوری علمی دنیا سوگوار و اشک بار ہے۔ شہزادۂ محدث کبیر کی رحلت کا صدمہ قادری منزل اور خانوادۂ صدر الشریعہ کا تنہا صدمہ نہیں بلکہ تمام علما، اہل حق اور ملی تنظیموں کا اجتماعی صدمہ ہے، وہ صرف خانوادۂ صدر الشریعہ کا متاع گراں مایہ نہیں؛ بلکہ پوری ملت اسلامیہ کا قیمتی سرمایہ تھے، ان کی وفات حسرت آیات جماعت اہل سنت کے لیے بڑا خسارہ ہے۔ ان کے انتقال کی خبر سن کر ایسا محسوس ہوا کہ شاخِ گل سے پھول ٹوٹ کر گر گیا، کوئی مرغ خوش نوا شاخ پر بیٹھا چہچہایا اور اڑ گیا۔ ایک مومن صالح ہم سے رخصت ہو گیا:

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے وہ طیب وطاہر گیا

اللہ رب العزت نے نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی کو بیشمار کمالات وخوبیوں سے نوازا تھا، وہ جہاں ایک متبحر صاحبِ نظر عالم، دیدہ ور فقیہ، عظیم محدث ومفسر، صاحب طرز ادیب، بے مثال معلم ومدرس تھے، وہیں عملی دنیا میں زہد وتقویٰ، تواضع وانکساری، حلم وبردباری، بےنفسی وخدا ترسی، رحمدلی وہمدردی جیسی عظیم صفات ان کی ذات میں موجود تھی۔ آپ کی شخصیت ہشت پہل ہیرا تھی؛ انھوں نے بہت سی خصوصیات اور کمالات کو اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔ حب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت مفتی صاحب قبلہ ہمیشہ سرشار رہتے، کھانے پینے میں، لباس اور وضع قطع میں سنتوں کا خیال فرماتے۔ آپ کی پوری زندگی ورع وتقویٰ، عزم واستقلال اور زہد و استغنا سے عبارت تھی، دنیا اور متاعِ دنیا کی طرف کبھی آپ کی نگاہ نہیں اٹھی، مال و دولت، جاہ ومرتبہ کی ذرا بھی محبت آپ کے دل میں نہیں تھی۔

گھوسی میں خانوادۂ صدر الشریعہ کا یہ امتیاز رہا ہے کہ علم و معرفت، تصوف وسلوک، شریعت وطریقت، تصنیف وتالیف، تقریر وخطابت، قیادت ورہبری کے وہ اوصاف جو دوسری

جگہوں پر الگ الگ پائے جاتے ہیں؛ اس خاندان میں ایک ساتھ جمع نظر آتے ہیں۔ حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کے جدامجد حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی حکیم امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ برصغیر ہندو پاک کی ایک ایسی عبقری شخصیت ہیں، جن کے علم وفضل اور تقوی اور ورع کا ایک زمانہ قائل ہے۔آپ اپنی پوری زندگی خلوص وللہیت کے ساتھ تصنیف وتالیف، درس وتدریس کی صورت میں دین اسلام کی حقیقی خدمت کرتے رہے،آپ کا شمار چودھویں صدی ہجری کے صف اول کے مشاہیر علماے کرام میں ہوتا ہے۔آپ نے شرک و بدعت کی تیز آندھی میں اہل سنت وجماعت کے چراغ کی بخوبی حفاظت کی اور نہ صرف حفاظت کی بلکہ اس کی روشنی کو گھر گھر پہنچانے میں بے انتہا تگ و دو اور غیر معمولی جدو جہد کی۔آپ کی بیش بہا خدمات جلیلہ نے اپنے بعد والوں کے لیے ایسے نقوش چھوڑے ہیں، جن سے وہ رہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔

آپ ایک زمانے تک مجدد اعظم سرکار اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی بارگاہ میں رہے اور ان کی ذات سے وافر مقدار میں اکتساب فیض کرتے رہے، حتی کہ وہ زمانہ بھی آیا کہ فقہ میں آپ کی بصارت وبصیرت اور اعلی درجہ کی کارکردگی کے پیش نظر ایک موقع پر اعلی حضرت نے فرمایا: کہ موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے، وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پایا جاتا ہے۔حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کا پاک وہند کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے ضخیم عربی کُتب میں پھیلے ہوئے فقہی مسائل کو سِلکِ تحریر میں پرَ و کر ایک مقام پر جمع کر دیا۔انسان کی پیدائش سے لے کر وفات تک درپیش ہونے والے ہزارہا مسائل کا بیان بہارِ شریعت میں موجود ہے۔ان میں بے شمار مسائل ایسے بھی ہیں جن کا سیکھنا ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن پر فرضِ عَین ہے۔فقہِ حنفی کی مشہور کتاب فتاوٰی عالمگیری سینکڑوں علماے دین علیہم الرحمہ نے عربی زبان میں مرتب فرمائی مگر قربان جائیے کہ صدر الشریعہ نے وہی کام اردو زبان میں تن تنہا کر دکھایا اور علمی ذخائر سے نہ صرف مفتیٰ بہ اقوال چن چن کر بہارِ شریعت میں شامل کیے بلکہ سینکڑوں آیات اور ہزاروں احادیث بھی موضوع کی مناسبت سے درج کیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود تحدیثِ نعمت کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں: **"اگر اورنگزیب عالمگیر اس کتاب (یعنی بہارِ شریعت) کو دیکھتے تو مجھے سونے سے تولتے۔"**

خانوادۂ صدر الشریعہ کا یہ تفرد ہے کہ بزمِ تدریس سجانے میں اس کا بڑا حصہ رہا ہے۔بکثرت دینی درس گاہیں اِسی خانوادے کی مرہونِ منت ہیں یا امجدی تحریک کا نتیجہ ہیں۔ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا فیضانِ علم اکنافِ عالم کو منور کر رہا ہے۔ اہل سنت اس احسان کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔اسی مبارک گھرانے کے چشم و چراغ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ ہیں، جنھوں نے کراچی میں بیٹھ کر علما کی پوری ٹیم تیار کی، فقہ و افتا کی مسند کو آراستہ کیا، اپنی خاندانی روایات کے مطابق فقہ حنفی کی عظیم خدمت انجام دی اور درس گاہ و

دارالافتا میں بیٹھ کر دین کی خدمت کا عظیم فریضہ انجام دیا، یقیناً آپ مسندِ تدریس کی زینت تھے۔ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ ایک اچھے مصنف بھی تھے؛ انہوں نے درس نظامی، عقائد و مسائل اور مختلف موضوعات پر تین درجن کتابیں تحریر فرمائی۔

نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ علم وعمل کا حسین امتزاج اور متعدد خوبیوں کا گلدستہ تھے۔ آپ کی سب سے انفرادی خصوصیت یہ کہ آپ بہت ہی باعمل شخص تھے۔ حرام تو کجا، جس چیز میں شبہ ہوتا ہے، اس سے بھی لازماً اجتناب فرماتے۔ انبیا کے وارث وہ علما ہوتے ہیں، جو اپنے علم پر عمل بھی کرتے ہوں۔ اگر کوئی عالم دین اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرے بلکہ اپنے نفس کی خواہشات پر چلے تو وہ انبیا کے وارثین میں شمار نہیں ہوگا۔ جب مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو ہم اس جہت سے دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں کامل نظر آتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب ساری عمر بغیر کسی لالچ لوگوں کو عملیات تعویذات اور نقش دیتے، آپ کے تعویذات میں بہت اثر تھا۔ سینکڑوں لوگ روزانہ آپ سے استفادہ کرتے۔ کبھی بھی آپ نے اپنے تعویذات کی اجرت یا اس سے ذاتی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ بڑے عالم عموماً مصروفیت کی وجہ سے امامت نہیں کرتے یا نمازوں کی ذمہ داری کم لیتے ہیں، مگر آپ کا شوق اور جذبہ ایسا تھا کہ ہمیشہ پنج وقتہ نماز کی امامت فرمائی اور اس کو اپنے لیے سعادت اور سرمایہ سمجھتے رہے۔

ام المدارس دارالعلوم امجدیہ میں مسند افتا پر مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ کے بعد جن شخصیات کا نام اور پہچانا گیا وہ بلاشبہ آپ اور مفتی عبد العزیز حنفی صاحب ہیں۔ آپ کو فتوی نویسی کرتے ہوئے ۴۰ سال گزر گئے اور آپ کے ہزاروں فتاویٰ جات تحریر کردہ وہ ہیں، جو آپ خود اپنے قلم سے بہت خوبصورت انداز میں لکھتے۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے دارالعلوم صادق الاسلام کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ کراچی اور مضافات میں یہ ادارہ دین متین کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہے۔ آخر عمر تک آپ اس ادارہ میں شیخ الحدیث اور رئیس دارالافتا کے منصب پر فائز تھے۔

حق گوئی آپ کا شیوہ تھا۔ زندگی بھر چاپلوسی، مصلحت پسندی سے دور رہے۔ جو آپ کا موقف ہوتا اس میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی تعلیمات آپ کا اوڑھنا بچھونا تھیں۔ بدعقیدہ تو دور کی بات، جس سنی شخص یا عالم کو دیکھا کہ وہ رافضی یا بدعقیدہ کی تعریف کرتا ہے یا ان کے جنازے اور غم میں شریک ہوتا ہے، اس سے قطع تعلق فرما لیتے۔ آپ بزرگوں کی تعلیمات اور فتاویٰ سے ہٹ کر کسی آسانی، عیش پرستی، نفس پرستی، شہرت طلبی، حب جاہ اور دنیاوی ملمع کاری اور اغراض سے دور رہے۔ خانوادہ صدر الشریعہ کے آپ ایسے فرد تھے، جس نے اپنی پہچان خود بنائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

۞۞۞

ایسے تھے میرے والد گرامی قدر

ازقلم : شہزادۂ گرامی قدر حضرت مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی صاحب
کراچی، پاکستان

شروع ہی سے والد محترم محنتی اور دین کے حصول کے لیے کوشاں رہے، غالبا 8 سال کی عمر میں اپنے والد حضور محدث کبیر حفظہ اللہ کے ساتھ ہوڑہ بنگال چلے گئے، وہیں ان کے زیر اثر تربیت پاتے رہے۔ آپ کی ہمہ گیر شخصیت کو نکھارنے میں جن نفوس کا عظیم کردار رہا ہے اُن میں سر فہرست صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی زوجۂ صالحہ ہیں، ابتدا میں جب شمس العلوم میں پڑھتے تو انہیں کے ساتھ رہتے اور وہی ان کی والدہ بھی تھی وہی والد کے فرائض بھی ادا کرتیں۔ شمس العلوم میں تعلیم بھی حاصل کرتے اور اپنی دادی جان کی خدمت بھی کرتے، پھر ایک وقت آیا کہ جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لیا اور ذوق وشوق سے تعلیم حاصل کرتے رہے، دوران تعلیم کھانا بھی خود پکاتے بلکہ اسی دوران اپنے والد محترم سے روٹیاں بنانا بھی سیکھی، کبھی کبھی اس کا سبب بھی مسکرا مسکرا کر بیان کرتے تھے۔

جب فارغت ہوئی تو درس وتدریس کا آغاز فوراً ہی کر دیا، اور اپنے وطن مالوف سے دور دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی میں اپنے فرائض انجام دینے لگے، یہ اُس وقت کی بات ہے جب یہ ادارہ ابتدائی دور سے گزر رہا تھا یہاں تک کہ کھانے کا بھی انتظام بالکل سادہ تھا، والد صاحب کبھی کبھی بتاتے تھے کہ کھانے میں گھن تک پک جایا کرتے تھے وہی سب کھاتے تھے۔ غالباً ایک سال یہاں تدریس کر کے پاکستان چلے آئے، آنے کا مقصد جو بھی رہا ہو مگر روک لیے گئے، پھر یہیں آباد ہو گئے۔ یہ بھی ایک طویل داستان ہے۔

ایسا نہیں کہ یہاں آباد ہوئے تو عیش وآرام تھا بلکہ سخت مشکلات کا سامنا کرتے رہے، جب وہ کراچی آئے اس وقت 22 برس سے عمر متجاوز نہ تھی، مگر پوری لگن کے ساتھ انہوں نے ہر کام کو انجام دیا، اُس وقت بھی ضروری کاغذات کے حصول میں لوگوں نے آس دلائی، مگر سب کام خود اپنی مدد آپ کے تحت کیا، ان سب سے دل برداشتہ ہو کر کام ترک نہ کیا، ابتدا میں ایک تنظیم بھی قائم کی جس کا مقصد لوگوں میں دینی شعور بیدار کرنا تھا اور وہ اس میں بہت حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

کام ایک طرف جاری تھا مگر حاسدین کا بھی ابتدا ہی سے اچھا خاصا جال تھا، جب دار العلوم کی نظامت کا منصب آپ کو

تفویض کیا گیا تو مدرسہ نے خوب ترقی کی، مگر بعض طلبہ اپنی غلط روش کو درست نہیں کر سکے اور دشمن ہو گئے اور اس حد تک دشمنی پر اتر آئے کہ قاتلانہ حملہ کیا، گھر میں گھس کر والدہ پر چاقو کا وار کیا، مجھے اغوا کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئے، گھر کا اسباب جو کچھ تھوڑا جمع تھا وہ لے اُڑے مگر ان سب مصائب کے باوجود وطن واقارب سے دور بھی منصب سے سبکدوش نہ ہوئے یہ انہی کی ہمت تھی، ایک بات جو مزے کی ہوئی وہ یہ کہ غالباً پچھلے برس ایک شخص والد صاحب کے مدرسہ میں لفافہ ڈال کر چلا گیا، جب کھولا تو لکھا تھا کہ:

"استاذ جی میں بہت پریشان ہوں، زندگی سے بیزار ہوں جو جو لوگ حملہ میں شامل تھے سب قتل ہو گئے، آپ کی نذر یہ رقم کر رہا ہوں جو کمی ہو معاف کیجیے اور مجھے آپ معاف کر دیجیے اور استانی صاحبہ سے بھی میں معافی کا خواستگار ہوں"

اس طرح کے مزید لجاجت والے جملے لکھے تھے، یہ خط والد صاحب نے مجھے دکھایا پھر شاید سب کی رائے یہ ہوئی کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ بہر حال ایسے واقعات بھی ان کی ہمت کم نہ کر سکے، نہ منصب نظامت کو خیر آباد کرنے کے لیے کافی نہ ہو سکے، یہ الگ بات ہے کہ کچھ وقت بعد سربراہِ اعلیٰ کے نورِ نظر کی غلطی پر اُس کا خارجہ کیا جس پر انہیں یہ روا نہ ہوا، اور یہ فرمایا کہ آپ ہمارا مدرسہ خراب کر دیں گے۔ تو والد صاحب نے صاف فرما دیا کہ میں یہ نظامت واپس کرتا ہوں۔ اور پھر باوجود اصرار کبھی یہ منصب قبول نہ کیا۔

چند برس قبل بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا کہ رویت ہلال کا جب تک شرعی ثبوت نہ ہوتا آپ صوم وعید کا حکم نہ دیتے بلکہ شرعی ثبوت کے نہ ہونے کی وجہ سے حکومتی اعلان کی مخالفت کرتے اور اگلے روز عید کی نماز پڑھاتے، یہ ایک ایسا امر تھا جو اچھے خاصے علماء کہلانے والوں سے ہضم نہ ہو سکا بلکہ رضویت کا دم بھرنے والے بھی درپہ ہوئے، بہر حال وہ حضرات علمی گفتگو تو نہ کر سکے پروگرام کچھ اور بنایا اور

ایک روز میں دوپہر کے وقت فتاوی رضویہ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ دستک ہوئی میں نے دروازہ جوں ہی کھولا تو ایک شخص اندر گھس آیا اور پستول تان کر میرے سر پر رکھ دی، اتنے میں والد صاحب سامنے سے آئے تو اس نے اُن پر گولی چلا دی، خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ نشانہ خطا ہوا بال بال بچ گئے ہلکی سی خراش آئی، پھر شور شرابہ ہوا تو بھاگ کھڑا ہوا مگر جاتے جاتے ایک فائر مجھ پر بھی کر دیا مگر قسمت نے یاوری کی اور میں صاف بچ گیا۔

یہ سب ہونے کے باوجود آخر عمر تک وہ اسی پر گامزن رہے، شریعت پر کبھی سمجھوتا نہ کیا بلکہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جان کی بھی پروا نہیں کی۔

آپ کی حق گوئی تو مخالفین میں بھی مشہور تھی، بڑے بڑے اثر رسوخ رکھنے والوں کے خلاف بول دیا کرتے تھے

اور سخت مخالفت کے باوجود اُس سے رجوع نہ کرتے، ایک موقع پر تقریر کے دوران اس مفہوم کی بات فرمائی کہ :اب حال یہ ہوگیا کہ جس کو حکومت وقت کافر قرار دے اُسی لوگ کافر کہتے ہیں اور باقی کفری عقائد رکھنے والوں کو کافر بولتے ہمت نہیں ہوتی۔یعنی قادیانوں کو حکومت کافر کہا تو تم بھی کہتے ہو مگر یہی عقائد رافضیوں ودیوبندیوں کے ہیں تو اُن کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہو۔ یہ بات مسجد کی کمیٹی ہضم نہ کرسکی اور مٹنگ بلا کر تنبیہ شدید چاہی مگر آپ اُن کی کسی بات کو خاطر میں نہ لائے اور اپنے موقف پر قائم رہے، اسی طرح کی باتیں اُن کو کھلتی تھیں یہاں تک کہ کمیٹی کے بعض افراد جوان کے پیچھے جمعہ نہ پڑھتے وہ کیسٹ ریکارڈ کروا کر سنتے کہ انھوں نے کیا کہا، اور اعتراض کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے، پھر آخر کار ایک موقع پر آپ کے ہی شاگرد کو آپ کی جگہ منبر پر بٹھا دیا مگر عوام کے سخت احتجاج نے کمیٹی کے اس عمل کو روگ لگا دی۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ سے افتا کی برسوں تربیت پائی اُن کے بعد کار افتا انجام دیتے، ایک موقع پر سیاسی حالات نے پلٹا کھایا اور شاہ احمد نورانی صاحب نے بد مذہبوں سے اتحاد کا رنگ جمایا، اور ایک تنظیم قائم کی جس کا نام متحدہ مجلس عمل رکھا، اس تنظیم کو ووٹ دینے کے متعلق استفتاء آیا آپ نے حق واضح کیا اور اس تنظیم کو کامیاب کو ووٹ دینے کو دلائل و براہین کی روشنی میں حرام قرار دیا، ادارہ اس فتوے کو برداشت نہ کرسکا ہر چار جانب سے مخالفتیں ہوئیں، طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں، قادیانیوں کا ایجنٹ تک کہہ دیا، بالآخر ادارہ نے منصب افتا سے الگ کر دیا مگر آپ کی ہمت کو سلام کہ فوراً ہی آپ نے اپنے ادارے دار العلوم صادق الاسلام میں شعبۂ افتاء قائم کیا جس کا نام امجدی دار الافتاء قرار پایا اور تادم مرگ یہی سے فتاوی صادر کرتے اور امت کی راہنمائی میں سرگرم رہے۔

اوراد واشغال :

ہم نے جب سے ہم نے ہوش سنبھالا یہی دیکھا کہ دلائل الخیرات شریف اپنے ورد میں رکھتے اتنے پابند تھے کہ سفر وحضر کبھی یہ وظیفہ ترک نہ ہوتا اور باقاعدہ ایک بوتل میں پانی رکھتے اسی میں روز پڑھ کر دم کیا کرتے اور سالوں سے یہی معمول رہا اور وہ پانی لوگوں کو دیا بھی کرتے، اسی طرح پابندی سے ہر ماہ سترہوی شب کو محفل منعقد کرتے جس میں خلفائے اربعہ سے منسوب ختم کا ورد ہوتا اور مکمل قصیدہ بردہ شریف کا ورد کیا جاتا اور 17 رمضان المبارک کو سالانہ محفل کا انعقاد کرتے جس میں خصوصی طور پر اصحاب بدر کے اسما کا ورد ہوتا، اور شوال کی پندرہویں شب کو اسمائے اصحاب بدر کے ساتھ ساتھ شہدائے احد کی پڑھے جاتے، ہر ماہ پابندی سے چھٹی شریف کا اہتمام کرتے جس میں ختم خوجگان کا ورد ہوتا نعت ومنقبت کا سلسلہ ہوتا اور پند ونصائح سے لوگوں کو بہرہ ور کیا جاتا، ہر ماہ گیارہویں شریف کا بھی اہتمام کرتے جس میں ختم قادریہ نعت ومنقبت اور خصوصاً طلبۂ کرام کی تربیت کرتے اور ان کو پابند کرتے کہ اس محفل میں وہی تقاریر وغیرہ کا کریں، اس

کے علاوہ عرس رضوی وحامدی ونوری وامجدی کا ہر سال وقت ودن کی قید کے ساتھ انعقاد کرتے اور لوگوں کو ان کے کردار کی طرف راہنمائی کرتے، بلکہ عرس حافظ ملت وحضور تقدس علی خان صاحب علیہما الرحمہ وغیرہما کا بھی انعقاد کرتے۔ اور یہ بھی روز کا معمول تھا کہ عشا بعد سورۂ ملک کی تلاوت کرتے، اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ان کی قبر کو منور و مجلی فرمائے۔

صلاۃ وصوم کے پابند تو تھے ہی نوافل کی کثرت بھی کرتے اوابین کو سفر میں بھی ترک کرتے نہ دیکھا، ایام بیض کے روزے بھی رکھا کرتے تھے۔ حزب البحر شریف سے خاصا لگاؤ تھا یہ بھی دیکھا گیا کہ نماز پڑھانے آئے سنتوں سے فازع ہونے بعد بھی کچھ وقت باقی ہے تو حزب البحر کا ورد شروع کر دیتے، اس کے علاوہ بھی دیگر اوراد اشغال ان کا معمول تھا۔ زہد وتقویٰ اُن کا شعار تھا مجھے یاد آتا ہے کہ جب میری سب سے چھوٹی بہن پیدا ہوئی تو وہ ابتداء میں بہت کمزور تھی بلکہ اُس کے بچے کی امید بھی کم کم تھی، ڈاکٹر نے پُر زور مطالبہ کیا کہ خون چڑھانا پڑے گا ورنہ بچ نہ سکے گی، والد صاحب نے انکار کیا جس پر وہ سیخ پا ہوا، والد صاحب کا آخری جملہ یہ تھا کہ :

آپ اس بات کی گارنٹی لے سکتے ہیں کہ خون چڑھانے سے بچ ہی جائے گی؟ تو اُس نے صاف انکار کر دیا۔ تو آپ نے خون نہ چڑھوایا اور الحمدللہ اب تک وہ بقید حیات ہے۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب تنخواہ آتی غالباً 6 ہزار تھی تو اُس میں سے 2 ہزار وہ چندے میں دے دیا کرتے کہ اگر مجھ سے کوئی کوتاہی سرزد ہوئی تو یہ رقم اُس کا کفارہ ہو جائے۔ آپ حساب وکتاب میں بھی بہت صاف واقع ہوئے، ان ایام میں جب میں حساب کتاب دیکھ رہا ہوں تو ایک ایک پائی کا حساب نہایت صاف شفاف لکھا موجود ہے۔ مدرسہ کی رقوم کی حفاظت وہ اپنی رقوم کی حفاظت سے کہیں زیادہ سمجھتے تھے، مدرسہ کی ایک خطیر رقم کسی کاروبار میں لگائی کہ نفع آئے گا تو مدرسہ ترقی کرے گا جب تک نفع آتا رہ پورا آنا پائی کا حساب کر کے مدرسہ کی رقم میں ملا دیتے مگر سوئے اتفاق کہ کاروبار کی سب رقم ڈوب گئی، جس کا انہیں بہت افسوس رہتا بار بار یہی کہتے کہ یہ میں خود ادا کروں گا، مگر اس کی نوبت نہ آئی اور بلاوا آ گیا، والد صاحب کی خواہش کی تکمیل کا عزم مسمم کیا ہے، آپ حضرات آسانی کے لیے دعا فرماتے رہیں، باتیں اور واقعات تو بہت ہیں مگر یہ چند سطریں بے ترتیب سپرد قلم کر رہا ہوں کہ ابھی تک ذہن والد صاحب کی جدائی سے غمگین ہے، یکسوئی نہیں ہو پا رہی ہے، افکار منتشر ہیں، اور مدارس وغیرہ کی ذمہ داریاں مزید برآں۔ ان سب کے باوجود بڑوں کے اصرارِ پیہم نے مجبور کر دیا، اور جو کچھ لکھ سکا لکھ دیا، پھر کبھی موقعہ ملا تو ضرور کچھ لکھوں گا۔

مسلک اعلیٰ حضرت کا

سچا محافظ

از قلم : مفتی خورشید عالم برکاتی صاحب قبلہ
استاذ: جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

❁❁❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آج ہند و پاک جس خانوادے کے علمی فیضان سے مالا مال ہے وہ خانوادۂ صدر الشریعہ ہے، تقریباً ہر ذی علم اس بات کو جانتا ہے کہ ہند و پاک میں اکثر دینی مدارس اسی خانوادے کے علمی فیضان کے مرہوت منت ہیں اس خاندان کو دُنیا صدر الشریعہ علامہ شاہ حکیم ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی ہے،

بہار شریعت ،فتاویٰ امجدیہ ،کشف الاستار جیسی عظیم تصانیف جو ہر دار الافتاء کی زینت ہے چھوٹے بڑے عالم کی ضرورت ہے اِسی خاندان کے مورث اعلیٰ کی دین ہے۔

جہاں اس خانوادے نے کتابوں کی شکل میں عظیم قیمتی سرمایہ قوم کو دیا ہے وہی قوم کے دین و ایمان و اعمال کی حفاظت وصیانت کے لئے بڑے بڑے علماء بھی پیدا کئے ہیں جس کی جیتی جاگتی تصویر فی ھذا الزمان حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی ہیں جو اس وقت پوری دُنیا میں سکہ رائج الوقت کی طرح مسلک اعلیٰ حضرت کو عام و تام کر رہے ہیں۔

اس خانوادے کے ایک چشم و چراغ نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر محافظ مسلک اعلیٰ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات ہے جو اب ہمارے درمیان نہ رہے حضرت سفر عمرہ کے درمیان ۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اپریل کی شب عمرہ سے فارغ ہو کر دبئی کی طرف جاتے ہوئے طائف وریاض کے درمیان ایک کار ایکسیڈینٹ میں شہید ہو گئے، اللہ اُن کو غریق رحمت فرمائے۔

حضرت کو جس جہت سے بھی دیکھا جائے آپ ممتاز نظر آتے ہیں اگر اخلاق و کردار پر نظر ڈالیں تو آپ اپنے دادا فقیہ اعظم ہندوستان حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے

عکس جمیل تھے میں نے اُن کے ماننے والوں سے سُنا سارے لوگوں کی زبان پر یہی تھا کہ آپ اخلاق و کردار کے مجسمہ تھے جو بھی آپ سے ملا وہ آپ کا ہو کر رہ گیا، ہمیشہ آپ نے متانت و سنجیدگی کا مظاہرہ کیا اور مذہب و مسلک کا جھنڈا اُٹھائے رکھا، اس پرفتن دور میں بھی آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت سے بالکل سمجھوتا نہیں کیا جب کہ اس اونچائی پر پہونچ کر بڑے بڑوں کے قدم حصول شہرت کے لئے پھسل جاتے ہیں۔

جہاں آپ کے والد بزرگوار حضور محدث کبیر پوری دُنیا بالخصوص ہندوستان میں ترویج و اشاعت نیز تعلیمات اعلیٰ حضرت کو روک دینے میں لگے ہیں ٹھیک اسی طرح آپ بھی پاکستان کی سرزمین پر مذہب و مسلک بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت کو عام کرنے میں سینہ سپر رہے، میری نظر میں اس وقت پورے پاکستان میں مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی کرنے والا اگر کوئی تھا تو وہ ذات شہزادۂ حضور محدث کبیر ہی کی تھی آپ نے اس ترقی یافتہ دور میں بھی کیمرہ کی اسکرین پر گفتگو نہ کی اور نہ ہی اُس کے جواز کا فتویٰ دیا جب کہ پاکستان کے علماء کے حالات سے سبھی واقف ہیں۔

غالباً ۲۰۱۴ میں جب آپ آخری مرتبہ ہندوستان تشریف لائے تو گھر والوں نے اصرار کیا کہ اب آپ یہیں رہ جائیں تو آپ نے برجستہ کہا کہ ہم نے جو دین و مسلک کا کام پاکستان میں شروع کیا ہے وہ کون کریگا، آپ کا یہ جملہ بتارہا ہے کہ آپ کے اندر خدمت دین اور اُمت مسلماں سے کتنا لگاؤ تھا، خدمت دین اور اُمت مسلماں کو صحیح راستہ دکھانے کے لئے گھر چھوڑنا گوارہ کرلیا اپنے مشن سے سمجھوتا نہیں کیا صحیح معنوں میں ایسے ہی ہوتے ہیں اللہ والے، مفتی صاحب نے اپنی پوری زندگی شریعت کی روشنی میں گزار دی حرام تو دور مکروہات سے بھی بچتے رہے واجبات تو واجبات ہیں مستحبات پر بھی عمل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ اُن کے درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے آمین ثم آمین۔

خورشید عالم برکاتی

خادم التدریس : جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

اٹھ گیا دہر سے وہ مفتی دوراں افسوس!!!

ازقلم: حضرت مولانا وصال احمد اعظمی صاحب
استاذ: دارالعلوم غوثیہ تیغیہ، رسول آباد سلطان پور

۵ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ ار بجے شب میں مجھے یہ الم ناک خبر ملی کہ نبیرۂ حضور صدرالشریعہ و شہزادۂ محدث کبیر حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ امجدی طائف کی سر زمین پر ایک سڑک حادثے میں شہید ہو گئے۔ اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع پیغام بصیرت گروپ میں مولانا انعام المصطفیٰ اعظمی زید فضلہ نے دی تھی۔ جوں ہی اس خبر پر نظر پڑی میرے اوپر اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی، فوراً میں نے اپنے حقیقی بھانجے مولانا مفتی محمد احمد امجدی استاذ جامعہ امجدیہ کو فون کیا کہ ابھی میرے موبائل پر اس طرح کی اطلاع ملی ہے، حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہاں بارہ بجے کے قریب یہ واقعہ ہوا ہے، صحیح ہے وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ناگہاں کون ہوا بزم جہاں سے رخصت
کیوں سیہ پوش ہوئی محفل علم و حکمت
اشک آنکھوں میں ہیں چہروں پہ ہے چھائی وحشت
ہر طرف غم کا سماں آہ و فغاں کی شدت
زہد و تقویٰ کا نشاں عشق کی پہچان تھا وہ
نام پاک شہہ لولاک پہ قربان تھا وہ

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی ایک کامیاب مدرس، عمدہ خطیب، مرشد برحق، بالغ نظر مفتی، بلند پایہ مصنف شاندار مترجم اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب و ترجمان تھے۔ قدرت نے انہیں تصنیف و تالیف کی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ آپ کے برق بار قلم سے تین درجن کتابیں منظر عام پر آ کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

فراغت کے بعد آپ پاکستان چلے گئے اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے بڑے والد حضرت علامہ مفتی عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ دارالعلوم امجدیہ کراچی کے شیخ الحدیث تھے (جن کی زیارت کا شرف راقم کو ہوا ہے۔ جب کہ میری عمر بہت کم تھی) حضرت کو اپنے ادارے میں رکھ لیا۔ حضرت ازہری صاحب جانتے تھے کہ مولانا عطاء المصطفیٰ بہت قیمتی آدمی ہیں۔

دارالعلوم امجدیہ ہی میں حضرت مفتی محمد وقار الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (تلمیذ صدرالشریعہ) نائب شیخ الحدیث تھے۔ مفتی عطاء المصطفیٰ امجدی اپنے دو عظیم ترین فقہاء و مفتیان کرام کے فیض یافتہ اور پروردہ تھے جس سے آپ کے فقہی وفنی کمالات روز روشن کی طرح نمایاں ہو گئے۔ حضرت مفتی

صاحب سے چند بار ملاقات کا موقع ملا، ایک بار جب میں جامعہ امجدیہ میں نور الایضاح پڑھ رہا تھا، وہ کتاب حضرت علامہ علاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی کے زیر درس تھی، صبح کے وقت حضرت مفتی صاحب قبلہ ہماری درس گاہ میں جلوہ باہر ہوئے، حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے اشارہ کیا کہ ایک سبق بچوں کو آپ پڑھا دیں، فوراً حضرت مفتی صاحب تیار ہو گئے اور نور الایضاح کتاب الطہارۃ کا ایک سبق عربی زبان میں بڑی سلاست کے ساتھ پڑھانا شروع کیا۔ ایک سوال میں نے عربی میں کیا تو اس کا آپ نے معقول جواب بھی عنایت فرمایا۔ حضرت کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ اس وقت میں نے جانا کہ حضرت مفتی صاحب کو عربی زبان پر مکمل دستگاہ حاصل ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : انا عبد من علمی حرفاً واحداً ان شاء بالم و ان شا الشرق "میں اس شخص کا غلام ہوں جس نے مجھے ایک حرف سکھایا چاہے وہ مجھے بیچ دے چاہے وہ غلامی میں باقی رکھے۔" مولیٰ علی کے ارشاد عالی کے مطابق میں بھی حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ قادری امجدی علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں ہوں۔

علامہ عطاء المصطفیٰ امجدی کی علمی و قلمی خوبیوں کے معترف رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ بھی تھے، ضیاء النحو پر علامہ نے تقریظ لکھی ہے، فرماتے ہیں:

"اس کتاب کے جواں سال مصنف مولانا عطاء المصطفیٰ سلمہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے پوتے ہیں اس تعلق سے وہ بھی علوم امجدی کے صحیح وارث ہیں ابھی عنفوان شباب کی منزل سے گزر رہے ہیں لیکن علمی استعداد قابل قدر ہے، تحقیق و جستجو کا شوق اور خوب سے خوب تر بننے کی لگن ایک عظیم مستقبل کا پتہ دیتی ہے۔"

غالباً ۲۰۱۴ء میں گھوسی تشریف لائے تھے۔ ایک روز بعد مغرب ڈاکٹر رضوان الحق صاحب (مرحوم) کے مطب پر توشہ شریف کے فاتحہ میں آپ نے شرکت فرمائی تھی، ساتھ میں آپ کے صاحبزادے بھی تھے اور مولانا جمال مصطفیٰ قادری پرنسپل جامعہ امجدیہ بھی تھے، بہت سے علماء تھے، دعا آپ ہی نے کی تھی۔ اس وقت ملاقات ہوئی تھی وہی آخری ملاقات تھی۔

کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا
کہ زمیں کی پستیوں میں آسماں سو جائے گا

موت برحق ہے، سب کو آتی ہے، کل نفس ذائقۃ الموت، تفسیر قرطبی میں ہے : "ان کل انسان یُخلق من طین البقعة التی یدفن فیھا" ہر انسان اس جگہ کی مٹی سے پیدا کیا جاتا ہے جہاں اس کو دفن کیا جاتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کی تخلیق رب کریم نے طائف کی مٹی سے کی تھی جہاں آج مدفون ہیں۔

(بقیہ ص ۹۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔)

نبیرۂ صدر الشریعہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری

کی تصنیفات کا مختصر تعارف

(قسط اول)

از قلم : حضرت مولانا مفتی حسان المصطفیٰ قادری صاحب
خادم التدریس والافتاء : جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

بہار اعتکاف

صفحات : ۶۲

سن اشاعت : باردوم، ۲۰۰۶ء

ناشر : اعظمی پبلشر

(دارالعلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی)

''بہار اعتکاف'' نامی یہ کتاب ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے ،جس میں مصنف نے اعتکاف کے فضائل و مسائل، اعتکاف کے مقاصد اور اس کی اقسام کو بہترین انداز میں تحریر فرمایا ہے ۔اس کتاب کی خصوصیت فنائے مسجد سے متعلق مسائل و مباحث کا ذکر ہے ۔اس حوالے سے مصنف نے اپنا نظریہ پوری وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ معتکف کا بلا ضرورت فنائے مسجد میں جانا موجب فساد اعتکاف ہے ۔صاحب کتاب نے اپنے موقف پر فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ امجدیہ ،بہار شریعت کی عبارات اور مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ کے ملفوظات پیش کیے ہیں ۔اور اخیر میں اپنا ایک تحقیقی و تفصیلی فتویٰ بھی شامل اشاعت کیا ہے ۔باب اعتکاف میں فنائے مسجد سے متعلق سے ایسی تفصیلات ہم نے کسی اور اردو زبان کی کتاب میں نہ دیکھی ۔شہزادۂ صدر الشریعہ ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر حضرت علامہ الشاہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی (ہندستان) ،پاسبان مسلک رضا مرد حق حضرت علامہ الشاہ مفتی سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ پاکستان اور حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی قدس سرہ پاکستان کی تقریظات نے اس کتاب کو باوزن اور قابل استناد قرار دیا ہے ۔مفتیان کرام ایک مرتبہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور فرمائیں ۔کتاب کی پی ڈی ایف فائل نیٹ پر موجود ہے ۔

بہار ایصال ثواب

صفحات : ۶۴

سن اشاعت : شوال المکرم ۱۴۳۵ھ/اگست ۲۰۱۴ء

ناشر : اعظمی پبلشر

(دارالعلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی)

اس کتاب کا موضوع ایصال ثواب کی شرعی حیثیت ہے۔ ۶۴ر صفحے کی اس کتاب میں مصنف نے ایصال ثواب کے ثبوت و جواز کے حوالے سے اہل سنت و جماعت کے نظریہ کو قرآن وحدیث اور کتب عقائد وفقہ کی بے شمار عبارات سے واضح کیا ہے۔تقریباً ۸ر کتب تفسیر، ۳۰ رکتب حدیث ،۷ رکتب فقہ ،۳ رکتب تصوف، ۵ رکتب متفرقہ اور ۲۱ رکتب فرق باطلہ کی عبارات پیش کر کے، اہل سنت و جماعت کے موقف کی بہترین ترجمانی کی ہے۔شروع کے پانچ صفحات مصنف کے تعارف پر مشتمل ہے۔حالانکہ یہ تعارفی تحریر بڑی مختصر ہے، مگر مصنف کی حیات کے ضروری گوشوں کو محیط ہے اور یہی پانچ صفحاتی تحریر کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ ''تذکرہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری'' کے نام سے سوشل میڈیا پر عام ہے۔ حالات مصنف کے بعد پانچ صفحے کی تقدیم ہے، جسے خود مصنف نے تحریر کیا ہے۔اس کے بعد اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے۔ ایصال ثواب کے ثبوت و جواز پر یہ ایک شاندار کتاب ہے، جسے اعظمی پبلشر پاکستان نے شائع کیا ہے۔کتاب کی پی ڈی ایف فائل نیٹ پر دستیاب ہے۔

افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صفحات : ۱۷۱

سن اشاعت : معلوم نہیں

ناشر : تحریک اتحاد اہل سنت پاکستان

۱۷۱ر صفحات پر مشتمل اس کتاب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور آپ کی حیات مبارکہ کے تمام گوشے کتاب و سنت اور اقوال صحابہ و ائمہ اہل سنت کی روشنی میں عمدہ اور سلیس انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔زبان عام فہم اور آسان ہے۔مصنف نے جہاں کہیں عربی عبارتیں نقل کی ہیں، ساتھ میں اس کا اردو ترجمہ بھی تحریر کر دیا ہے۔تقریباً ۱۴۰ر ذیلی عنوانات کے تحت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات کو عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔کتاب کے اخیر میں روافض کے احکام اور شیخین کریمین کے گستاخوں کا انجام بھی شامل کرلیا ہے، جس سے کتاب کی اہمیت و افادیت بڑھ گئی ہے۔تحریک اتحاد اہل سنت پاکستان نے اسے شائع کیا ہے۔اس کتاب کی پی ڈی ایف فائل نیٹ پر موجود ہے۔

تذکرۂ رئیس التحریر

صفحات : ۱۶

سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۲۵ھ/اپریل ۲۰۰۴ء

ناشر : تحریک اتحاد اہل سنت کراچی پاکستان

یہ رسالہ رئیس القلم مفکر اسلام حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے تذکرے پر مشتمل ہے۔مصنف نے اس رسالہ میں آپ کی حیات کے ضروری گوشوں کو بیان کرنے کے بعد آپ کے پانچ مناظروں میں بحیثیت مناظر شریک ہونے اور فتح و

کامیابی کے پرچم لہرانے کی روداد اختصار کے ساتھ بیان کی ہے، اور آپ کا وہ مشہور زمانہ مناظرہ جس میں دیوبندی مناظر مولوی ارشاد کے ساتھ لفظ ''ارشد'' اور ''ارشاد'' پر مباحثہ ہوا تھا، اسے بھی تفصیل کے ساتھ دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے۔ فن مناظرہ کے شائقین کو ایک مرتبہ ضرور اس رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پی ڈی ایف فائل نیٹ پر دستیاب ہے۔

عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت

صفحات : ۱۰۴

سن اشاعت: ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/اپریل ۲۰۰۵ء

ناشر : اعظمی پبلشر

یہ کتاب جشن ولادت رسول منانے کے جواز پر ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں قرآن کریم کی متعدد آیات سے ذکر ولادت رسول کو ثابت کیا ہے، جا بجا رسول کریم کی احادیث، صحابہ کرام کا عمل، فقہا کی تصریحات اور خود مخالفین کی عبارات پیش کر کے اہل سنت و جماعت کے موقف کو مدلل اور مبرہن کر دیا ہے۔ مختلف مقامات پر امام اہل سنت کے اشعار، فتاویٰ رضویہ کی عبارات سے بھی اس کتاب کو آراستہ کیا گیا ہے۔ اخیر میں قائلین عدم جواز کی طرف سے قائم کیے گئے آٹھ سوالوں کے تحقیقی و تفصیلی جوابات ہیں، جسے مفتی صاحب نے شامل اشاعت کر کے اس کی افادیت کو دو چند کر دیا ہے۔

مسئلۂ کف ثوب

صفحات : ۱۲

سن اشاعت: جولائی ۱۹۹۶ء

ناشر : بزم انوار مدینہ کراچی پاکستان

۱۲ر صفحے کا یہ ایک مختصر سا رسالہ کف ثوب کے موضوع پر ہے، جسے جولائی ۱۹۹۶ء میں بزم انوار مدینہ کراچی پاکستان نے شائع کیا۔ اس رسالہ میں کپڑا موڑ کر یا لٹکا کر یا گھرس کر نماز پڑھنے کی صورت میں نماز کے حکم کو واضح کیا گیا ہے؟۔ در اصل یہ رسالہ ایک استفتاء کا جواب ہے، جسے مفتی صاحب نے احادیث رسول اور تصریحات فقہاء سے مزین فرمایا ہے۔ رسالہ تحقیقی اور علمی ہے، فقہی جزئیات کی بہتات ہے، اس لیے اس کا مطالعہ مفتیان کرام بالخصوص تخصص کے طلبہ کے لیے نہایت نفع بخش ہے۔ نیٹ پر موجود ہونے کی وجہ سے اس کا حصول آسان ہے۔

برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت

صفحات : ۲۴

سن اشاعت : ربیع الاول ۱۴۲۶ھ /اپریل ۲۰۰۵ء

ناشر : اعظمی پبلشر

(دار العلوم صادق الاسلام، لیاقت آباد کراچی)

اس رسالہ کا موضوع ضبط تولید اور خاندانی منصوبہ بندی ہے۔ مصنف نے اس میں توالد و تناسل کے سلسلہ کو کنٹرول

کرنے کی تمام صورتوں کو اختصار اذ کر کیا ہے اور ان کا شرعی حکم بیان کیا ہے۔ساتھ ہی طبی نقطہ نظر سے کچھ ضروری اور مفید باتیں بھی باحوالہ تحریر کیں ہیں۔ اخیر میں نس بندی ونل بندی کی حرمت کو قرآن وحدیث اور کتب فقہ کی عبارات سے ثابت کیا ہے۔ ۲۴/ صفحے کا یہ رسالہ قابل استفادہ ہے۔

احادیث نبوی کی روشنی میں نماز کا طریقہ

صفحات : ۲۴

سن اشاعت : محرم الحرام ۱۴۲۶ھ/مارچ ۲۰۰۵ء

ناشر : اعظمی پبلشر

(دارالعلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی)

اس رسالہ کی ترتیب کی وجہ یہ ہوئی کہ مرتب علیہ الرحمہ نماز وعبادات اور دیگر امور سے متعلق ہفتہ واری محفل منعقد کیا کرتے، جس میں طلبہ کی نماز اور دیگر عبادات ومعاملات کی اصلاح فرماتے، ایک دن آپ نے نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ بیان کیا، جسے لوگوں نے کافی پسند کیا اور فرمائش کر دی کہ اسے کتابی شکل میں مرتب کر دیں تاکہ سبھی لوگ اس سے فائدہ اٹھاسکیں۔لوگوں کی فرمائش کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک ۲۴/ صفحاتی رسالہ منصہ شہود پر جلوہ گر ہے، جس میں نماز سے متعلق ضروری مسائل اور نماز کی ادائے گی کا مسنون طریقہ بیان کیا گیا ہے۔اب تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔چوتھا ایڈیشن جمادی الاول ۱۴۴۱ھ میں پاکٹ سائز میں شائع ہوا، جس کے صفحات ۸۰/ ہیں۔اور یہی ایڈیشن نیٹ پر موجود ہے۔

پرائز بانڈ پر انعام جائز

صفحات : ۱۲۸

سن اشاعت: ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۷ء

ناشر : اعظمی پبلشر

(دارالعلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی)

یہ کتاب پرائز بانڈ کی خرید وفروخت اور اس پر دیے جانے والے انعام کی حلت کے بیان میں ہے۔دراصل پاکستان میں حکومت کی جانب سے لوگوں کے لیے مختلف رقوم کے بانڈز جاری کیے جاتے ہیں۔ بانڈز فروخت کرنے کے بعد قرعہ اندازی کی جاتی ہے۔قرعہ میں جن کا نام آتا ہے، حکومت کی طرف سے انھیں انعامات دیے جاتے ہیں، البتہ انعام نکلے یا نہ نکلے بانڈ کی اصل قیمت محفوظ رہتی ہے، جسے مالک جب چاہے اصل قیمت میں فروخت کرسکتا ہے۔مصنف نے اس کتاب میں یہ واضح کیا ہے کہ حکومت کی جانب سے جاری کردہ ہر قیمت کے بانڈز کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس پر قرعہ اندازی کے ذریعہ جو انعام ملتا ہے اسے لینا بھی جائز ہے۔ ۱۲۸/ صفحے کی اس کتاب پر حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی صدر دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ کراچی نے تقریظ جلیل تحریر فرمائی ہے۔کتاب کے پہلے صفحہ پر بار دوم کا سن اشاعت ۱۴۳۹ھ/ ۲۰۱۷ء درج ہے۔کتاب، پی ڈی ایف فائل میں دستیاب ہے۔

ضیاء العارفین ترجمہ منہاج العابدین

''ضیاء العارفین''،تصوف میں امام غزالی کی مشہور ترین کتاب منہاج العابدین کا ترجمہ ہے ۔کتاب کی ضخامت ۵۴۷ رصفحات ہے ۔شروع کے گیارہ صفحات امام غزالی کے تعارف پر مشتمل ہے ۔اس کے بعد اصل کتاب کا آغاز ہوتا ہے ۔مترجم نے ۶ نومبر ۱۹۹۴ء سے ترجمہ کا آغاز کیا اور ۳ رمئی ۱۹۹۵ء میں مکمل کتاب کا ترجمہ تحریر فرما دیا ۔ترجمہ نگاری پر آپ کو کامل عبور حاصل تھا ۔یہی وجہ ہے کہ آپ نے متعدد کتابوں کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ کیا ہے ۔ترجمہ نگاری پر مہارت کی وجہ سے مفتی صاحب کی اس کتاب کے مطالعہ سے کہیں بھی یہ احساس نہ ہوگا کہ یہ کسی کتاب کا ترجمہ ہے ،بلکہ قارئین یہ محسوس کریں گے کہ یہ ایک مستقل تصنیف ہے ۔موصوف کی ترجمہ نگاری پر دسترس کی یہ واضح دلیل ہے ۔سرورق نہ ہونے کی وجہ سے اس کتاب کا سن اشاعت اور کہاں سے یہ شائع ہوئی معلوم نہ ہوسکا ۔

جنوں کی دنیا

صفحات : ۵۴۴

سن اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ/اکتوبر ۲۰۰۴ء

ناشر : اعظمی پبلشر

(دارالعلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی)

مذکورہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف لطیف ''لقط المرجان فی احکام الجان'' کا سلیس اردو ترجمہ ہے ۔اس میں جنوں کی حقیقت ،ان کا وجود ،ان کے نام وطبقات ،ان کی خوراک وسکونت ،ان کے نکاح اور دیگر معاملات وغیرہ کا ذکر ہے ۔زبان آسان اور رشستہ ہے ۔سلاست و روانی ایسی ہے کہ یہ اردو زبان کی مستقل ایک کتاب ہوگئی ہے ۔واضح رہے کہ امام سیوطی کی ''لقط المرجان'' علامہ بدرالدین شبلی علیہ الرحمہ کی کتاب '' آکام المرجان فی احکام الجان'' کی تلخیص ہے ،اور تلخیص ہونے کے باوجود جنوں کے تمام احکام وامور کو محیط ہے ۔جنوں کے احکام و حالات سے متعلق اہم ترین کتاب ہونے کی وجہ سے مفتی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا اور ترجمہ نگاری کا حق ادا کر دیا ۔اس ترجمہ کے ربع اول کی تصحیح حضور محدث کبیر دام ظلہ نے فرمائی اور حضور شارح بخاری نے اس پر تقریظ تحریر فرما کر مستند بنا دیا ہے ۔

(جاری)

خانوادۂ امجد کا ایک قابل فخر فرزند

ازقلم : مفتی شمیم رضا اویسی امجدی صاحب
خادم التدریس : طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

خانوادۂ امجدیہ برِصغیر ہند و پاک کا وہ ممتاز ترین خانوادہ ہے جس کی دینی ، ملی ، مذہبی ، مسلکی ، مشربی اور اصلاحی خدمات کا دائرہ صدیوں پر محیط ہے، اس خانوادے کے افراد نے تاریخ کے ہر دور میں اپنی علمی اور دعوتی حیثیتوں کو ثابت کیا اور ہر محاذ پر دین وسنیت کی قیادت فرماتے ہوئے اِحقاقِ حق اور ابطال باطل کا ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ، یہاں سے علم وفضل کے صدہا ایسے چراغ روشن ہوئے جن کی شعاعوں سے اکناف عالم میں باطل کی ظلمتیں چھٹ گئیں اور خوش عقیدگی کے اجالے پھیل گئے۔

علمی اور ثقافتی افق پر ایسے ایسے نجوم وکواکب مہر درخشاں بن کر چمکے جن کی تابناک کرنوں نے علم وفن کے ہر گوشے کو منور کر دیا ، یہاں سے ایسی ایسی عبقری شخصیتوں نے جنم لیا جن کی عظمتوں کے نقوش آج بھی علمی کائنات میں مرتسم ہیں ، اس خانوادے کے جیالوں نے اپنے اسلاف کی علمی اور روحانی میراث کی ہر زمانے میں حفاظت فرما کر اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت میں ایک مرکزی اور کلیدی کردار کیا ، دینی وملی خدمات اور علمی وفقہی کارناموں کے باعث پوری دنیائے علم و دانش میں متعارف اس خانوادے میں جن جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیات نے جنم لیا ان میں نبیرہ ءصدرالشریعہ جانشین حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی ذات کافی نمایاں اور ممتاز ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ بڑی خوبیوں کے حامل تھے، جید الاستعداد عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ، خاندانی شرافت ونجابت ، علمی قابلیت وصلاحیت ، خداداد ذہانت ، زورقلم ، حق گوئی و بے باکی ، شگفتہ مزاجی ، ایثار وقربانی ، دینی وملی ہمدردی جیسی بے شمار خصوصیات آپ کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں ، آپ کی ذات ”الولد سر لابیہ“ کی صحیح ترین مصداق اور حضور صدرالشریعہ کے کنزِ علم وعمل کا ایک عظیم

گوہر نایاب تھی، آپ اپنے والد بزرگوار حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کی مکمل تصویر تھے گویا:

وہی، چہرہ، وہی نقشہ، وہی شوکت، وہی جلوہ
وہی ہمت، وہی ہیبت، وہی تیور، وہی جذبہ

آپ علیہ الرحمۃ کی پوری زندگی علم وتحقیق، تعمیر وتبلیغ، درس وتدریس اور فکر وقلم سے عبارت تھی، جس شوق اور جذبے سے انہوں نے علم حاصل کیا اسی انداز سے مسندِ درس وتدریس کو زینت بخشی اور علم وقلم کے گوہرِ آبدار لٹائے اور اپنی کم عمری میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ آج زمانہ ان کی رفعتوں اور کارناموں کے اعتراف میں رطب اللسان ہے۔

آپ کی زندگی کے پانچ اہم نقوش:

ایک باکمال استاذ:

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرتِ علامہ مفتی محمود اختر القادری الامجدی صاحب قبلہ نے حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کی اجازت سے آپ کو دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی میں بحیثیت مدرس منتخب کیا، مسلسل ایک سال تک نہایت حسن و انتظام کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے خصوصاً اس زمانے میں آپ کو عربی ادب سے کافی خاصا شغف تھا اس لیے اکثر نحو و صرف کی کتابیں آپ کے زیرِ درس رہیں، مفتی محمود اختر صاحب قبلہ کبھی کبھی چھپ کر آپ کا درس سماعت کرتے اور اپنے انتخاب پر فخر محسوس کرتے۔

تقریباً ایک سال بعد 1985ء میں شہزادہ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایماء پر دارالعلوم امجدیہ کراچی تشریف لے گئے اور چھبیس سال کے ایک طویل عرصے تک تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق وفلسفہ وغیرہ کتابوں کا درس بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں ملک پاکستان کی کئی عبقری شخصیات موجود تھیں اس کے باوجود آپ نے اپنی انتھک کوششوں کے ذریعے بہت جلد ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا اور آپ کی علمی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے اپنا ایک ذاتی ادارہ "دارالعلوم صادق الاسلام" قائم فرمایا اور ۲۰۰۳ء سے تادم آخر باضابطہ طور پر یہیں درس وتدریس کے ذریعے تشنگانِ علومِ نبویہ کو سیراب کرتے رہے۔

ایک عظیم مفتی:

تفقہ فی الدین ایک ایسا اثاثہ ہے کہ اس دولتِ بے مایہ کو ہر دل کی تجوری میں مقفل نہیں کیا جا سکتا، قرآن وحدیث کے مطالعے سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ تفقہ فی الدین کا تعلق کسب وحصول سے پہلے مشیت ایزدی سے ہے، حدیث پاک میں ہے:

من يرد الله به خيرا يفقهه في

الدین

یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا اِرادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

اسی باعث علما فرماتے ہیں کہ فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے اور اس علم کو دیگر علوم سے برتری حاصل ہے اس لیے کہ یہ علم دیگر علوم تک رسائی کا بہترین اور واحد ذریعہ ہے۔

کسی زمانے میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت نے حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمۃ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا کہ:

”آپ موجودین میں تفقہ جس کا نام ہے
وہ مولوی امجد علی میں زیادہ پائیے گا“

اس صداقت خیز جملے کی برکت سے آج اس علمِ تفقہ کا اثر آپ کی نسلوں میں بھی برقرار ہے۔

مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ ملک پاکستان کے صف اول کے فقہاء میں شمار ہوتے تھے، علمی مآخذ کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کی ضروریات پر گہری نظر رکھنے کی وجہ سے ان کے فتاویٰ کو اہلِ علم کے مابین کافی اعتماد کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں دارالافتاء کے سربراہ کی حیثیت سے آپ نے ہزاروں فتوے جاری کیے جو عقائد، عبادات اور دیگر اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔(امید ہے کہ آپ کے وارثین و متعلقین بہت جلد اسے منصۂ شہود پر لائیں گے۔)

ابتدائے عمر میں ہی آپ کو فقہی جزئیات وکلیات پر اچھا عبور حاصل تھا اور عمر کے اضافے کے ساتھ آپ کی علمی گہرائی، وسعتِ مطالعہ اور ممارست وتجربہ میں اضافہ ہوتا گیا، آپ کی فقہی خصوصیات میں یہ امر بہت اہمیت کا حامل تھا کہ ابتدا سے لے کر اخیر عمر تک آپ کے فتاویٰ مبنی بر تحقیق ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ اکابرین علماء نے آپ کی ذات پر حد درجہ اعتماد فرمایا۔

حضرت علامہ مولانا مفتی وقار الدین صاحب قبلہ، حضرت علامہ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری صاحب قبلہ اور حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ علیہم الرحمۃ والرضوان وہ عبقری شخصیات ہیں جنہوں نے آپ کی علمی حیثیت کا اعتراف کیا اور برسرِ ممبر جا بجا اس کا اعلان بھی کیا۔ان بزرگوں کے پاس جب بھی کوئی شخص استفتاء لے کر آتا تو اکثر و بیشتر یہ حضرات مستفتی کو آپ کے پاس بھیج دیتے اور بعد میں اس فتوے کی تائید وتصویب فرماتے۔

گلشن اسلام مسجد میں دورانِ خطاب ایک بار حضرتِ علامہ مولانا عبد المصطفیٰ ازہری صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ نے برملا یہ فرمایا کہ:

”مجھے مفتی عطاء المصطفیٰ پر علمی معاملات میں کافی حد تک اعتماد اور بھروسہ ہے بالخصوص علم میراث میں انہیں یدِ طولیٰ حاصل ہے لہٰذا وہ جو فرمائیں آپ ان کے مطابق عمل کریں“

مسلک کے بے باک داعی:

آپ تجرِ علمی، ذہانت وظرافت، قوتِ فیصلہ باریک بینی ونقطہ بیانی میں اپنی مثال آپ تھے۔ صدق گوئی اور اظہارِ حق میں اکابرین کا پرتو تھے، ملامت کی پروا کیے بغیر جس کو حق سمجھتے دوٹوک انداز میں کہہ ڈالتے۔ اِحقاقِ حق اور ابطال باطل کا جذبہ آپ کو والد بزرگوار سے ورثے میں ملا تھا، یہی وجہ ہے کہ سرزمین پاکستان میں بدعقیدگی، گمراہی اور مسلک بیزاری کے جتنے بھی فتنوں نے جنم لیا آپ نے تقریر وتحریر کے ذریعے بھرپور تعاقب کیا اور ہر فتنے کا دندان شکن جواب دے کر مسلک حق مسلکِ اعلیٰ حضرت کی حفاظت وصیانت کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

پاکستان جیسے آزاد خیال ملک میں رہ کر تصلب قائم رکھنا اپنے آپ میں ایک بہت بڑا چیلنج ہے، آپ نے اپنی پوری زندگی مسلکِ اعلیٰ حضرت کے سچے داعی کی حیثیت سے گزاری۔ آپ نے تمام مسائل میں بریلی شریف کے موقف کی تائید کی، تصویرکشی، ویڈیو بازی جیسی دیگر بیماریوں سے ہمیشہ خود کو دور ونفور رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان آپ کی ذات سے بے حد متاثر رہا کرتے تھے۔ جب بھی تاج الشریعہ پاکستان تشریف لے جاتے آپ کے وہاں قیام ضرور فرماتے۔ جب بھی کوئی پاکستانی نژاد شخص کسی مسئلے کی بابت مشورہ دریافت کرنے آتا تو آپ فرماتے کہ:

"میں یہاں پاکستان میں مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب پر اعتماد کرتا ہوں، وہ یہاں کے حالات سے اچھی طرح واقف ہیں لہٰذا آپ انہیں کی طرف رجوع کریں!"

ایک تعزیتی محفل میں حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی نے فرمایا کہ:

"مفتی عطاء المصطفیٰ بچپن سے ہی کافی ذہین اور محنتی تھے میں نے ان کی تعلیم پر بھرپور توجہ دی اور انہوں نے بھی تعلیم سے اپنا رشتہ ہمیشہ مضبوط رکھا اور ایک اچھے عالم دین بنے۔ میری خواہش تھی کہ میں انہیں اپنے ساتھ معاون کی حیثیت سے رکھوں لیکن افسوس کہ ان کی معاونت میرے مقدر میں نہ تھی اور وہ یہاں سے بچھڑ گئے۔ وہاں (پاکستان) کے ماحول میں بے لاگ فتوے لکھتے، جب سنی اور وہابی لیڈروں نے جن میں سنی کئی علماء بھی شامل تھے بھٹو کی جماعت کے خلاف مشترکہ طور پر ایک محاذ بنایا تو کسی نے مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب سے فتویٰ پوچھا کہ:

شریعت میں یہ اتحاد جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے صاف لکھ دیا کہ:

بدمذہبوں سے کوئی دنیاوی سیاسی اور معاشی اتحاد جائز نہیں ہے کہ اس طرح کے

معاملات میں دینی خطرات کا سامنا پڑ سکتا ہے اور تجربہ بھی شاہد ہے کہ تصلب اس طرح کے اتحاد سے ختم ہو جاتا ہے، اس فتوے کے بعد بہت سارے لوگ آپ کے خلاف ہو گئے حتیٰ کہ اپنوں نے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی لیکن یہ اپنے موقف پر بغیر کسی لومۃ لائم کے ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔''

ایک ماہر قلمکار:

حضور حافظ ملت کا ایک مشہور جملہ ہے کہ:

''سب سے زیادہ آسان تقریر کرنا ہوتا ہے، اس کے بعد درس وتدریس کا معاملہ آتا ہے اور جہاں تک تصنیف وتالیف اور تخریج کی بات ہے یہ کام سب سے زیادہ مشکل اور دشوار ہے۔''

مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ نے اس مشکل کام کو بھی بحسن وخوبی انجام دیا آپ ایک بہترین قلمکار اور منفرد اسلوب کے مالک صاحب انشا پرداز تھے، آپ کی تحریر پرمغز، مدلل ایسی عام فہم اور سلیس ہوتی کہ دل کی اتھاہ گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی آپ کا قلم بالکل آپ کی فکر کا ترجمان تھا، رب قدیر نے آپ کے قلم میں ایسی برکت اور روانی رکھی تھی کہ جس سے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی یہی وجہ ہے کہ آپ کا قلم ہر کتاب پر دادِ تحقیق دیتا ہوا اپنی منزل کی طرف گامزن رہا، آپ کی 70 صفحات پر مشتمل مشہور فنی کتاب ضیاء النحو جسے آپ نے محض 10 دن میں مرتب فرمایا تھا۔ اس کی تقریظ لکھتے ہوئے ایک مقام پر قائد اہلسنّت، علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

''اس کتاب کے جواں سال مصنف مولانا عطاء المصطفیٰ سلمہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے پوتے ہیں، اس تعلق سے وہ بھی علوم امجدی کے صحیح وارث ہیں، ابھی عنفوانِ شباب کی منزل سے گزر رہے ہیں لیکن علمی استعداد قابل قدر ہے، تحقیق وجستجو کا شوق اور خوب سے خوب تر بننے کی لگن ایک عظیم مستقبل کا پتہ دیتی ہے۔''

اور یقیناً جس تیزی سے آپ کا قلم چل رہا تھا اگر آپ علیہ الرحمۃ مزید کچھ سال رہ جاتے تو اہلسنّت کی جھولی میں مزید علمی جواہر پارے ڈال جاتے، لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے پیچھے تقریباً 40 ایسی مستقل تصنیفات و تالیفات اور تعلیقات وحواشی چھوڑے ہیں جن سے آپ کی فکری گہرائی اور عظمتِ قلم کا احساس ہوتا ہے،

چند اہم کتابوں کی فہرست درجہ ذیل ہے:

(1) شرح مشکوٰۃ المصابیح

(2) ضیائے اصول حدیث

(3) ضیائے اصول فقہ

(4) ترجمہ منیۃ المصلی

(5) ترجمان رضا چار اہم فتاوے

(6) مسئلۂ کف ثوب

(7) برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت

(8) ضیاء السراجی

(9) ترجمہ منہاج العابدین المعروف ضیاء العارفین

(10) سوانح حیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیکرزھدوتقویٰ:

علماء فرماتے ہیں علم کی حقیقت بدون تقویٰ نصیب نہیں ہوتی اس لیے کہ حقیقی علم حاصل کرنے کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے ، انسان چاہے جتنا ذہین وفطین اور ذی استعداد کیوں نہ ہو بغیر اتقاء علوم حقہ قلب پر وارد نہ ہوں گے۔ مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمۃ کی شخصیت اس حوالے سے بھی کافی نمایاں اور ممتاز تھی ، آپ گوناگوں فضیلتوں کے حامل ہونے کے باوجود بہت ہی متواضع ،منکسر المزاج اور تقویٰ شعار تھے۔

قرآنی تعلیمات کا اصل مقصود بھی تقویٰ ہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم " (الحجرات،13)

ترجمہ: تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جوتم میں زیادہ تقوے والا ہے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا فرمان عالیشان ہے:

”وانّ احب الاعمال الی اللہ ادوَمُھا واِن قلّ “ (بخاری شریف،حدیث نمبر ۶۴۶۴)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو پابندی سے ہوا گرچہ کم ہو۔

مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ اس حدیث پاک کی یقیناً عملی تصویر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بچپن ہی سے فرائض وسنن ومستحبات کے پابند اور منہیات سے دور رہتے۔ حرام تو کجا شبہات سے بھی اپنا دامن ہمیشہ پاک وصاف رکھتے۔ صبح وشام خلق خدا کی رہنمائی آپ کا شیوہ تھا، تدریسی، تعمیری، تصنیفی اور تبلیغی مصروفیات کے باوجود پنج وقتہ جماعت کی امامت فرماتے۔

بعد نمازِ مغرب لوگوں سے خاص ملاقات کا وقت متعین رکھتے جس میں شرعی سوال و جواب کی نشست کے علاوہ تعویذات کے ذریعے پریشاں حال اور آسیب زدہ لوگوں کا روحانی علاج فرماتے۔

آپ کی شخصیت میں اللہ رب العزت نے ایسی جاذبیت رکھی تھی جو بھی ایک بار آپ سے ملاقات کر لیتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ بہترین طبیعت کے مالک نہایت ہی خلیق وملنسار، سادگی پسند، مجسمۂ زہد وایثار اور اسلاف کی چلتی پھرتی یادگار تھے۔

مؤرخہ ۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۴ راپریل ۲۰۲۴ء بروز اتوار تقریباً ساڑھے بارہ بجے شب آپ کی شہادت کی خبر برِ صغیر کے علمی، مذہبی اور روحانی حلقوں میں بجلی بن کر گری۔ اس حادثاتی موت پر ہر کوئی غمگین تھا، ذہن و دماغ پر حزن و ملال کی ایک ناقابل بیان کیفیت تھی، دل مطمئن نہیں ہو رہا تھا کہ اس جواں سوالی میں اتنا بڑا حادثہ کیسے پیش آسکتا ہے؟ مگر مشیتِ ایزدی اور قضا و قدر کے فیصلے پر سوائے یقین کرنے کے چارہ ہی کیا ہے۔

یہ ایسا اندوہناک صدمہ ہے جسے الفاظ کے قالب میں ڈھالنا مشکل ہے کہ خانوادۂ امجد کا ایک قابل فخر فرزند جو شریعت و طریقت کا حسین سنگم تھا، جس کے اندر صلاحیت و صالحیت بدرجہ اتم موجود تھی، جو اپنے والد بزرگوار کا حقیقی جانشین تھا، جو اپنے اجداد کی علمی روایتوں اور تہذیبی شرافتوں کا وارث کامل تھا، جو اسلاف کے صوری و معنوی کمالات کی مکمل تصویر تھا، علمی کروفر، صوفی فکر و نظر اور قلندرانہ مزاج کا حامل ایک ماہر فقیہ، باکمال روحانی استاذ، عظیم رہنما و قائد، کثیر التصانیف قلمکار افسوس آج ہم سے رخصت ہو گیا۔

کیسے بھولوں کہ اختیار نہیں
پھر وہ بے اختیار یاد آیا

مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمۃ کے پاس اگر کچھ بھی نہیں ہوتا پھر بھی اتنے مبارک سفر میں اتنی مقدس سرزمین پر شہادت کی موت ان کی فضیلت کے لیے کافی ہے۔ مزید آپ کا مدفن مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو شریف میں دائمی قربت کی سند لیے ہوئے ہے۔

دفن ہوں گے ترے کوچے میں سند ہے اس کی
آج اتراتے ہوئے پھرتے ہیں مرنے والے

دعا ہے کہ رب قدیر آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی اولاد کو آپ کا سچا جانشین بنائے، آمین۔

شمیم رضا اویسی امجدی
خادم التدریس: طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ
گھوسی ضلع مئو

۞۞۞۞
۞۞۞
۞۞
۞

علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ پر

ایک نظر

از قلم : حضرت علامہ مولانا مفتی ممتاز احمد نوری صاحب قبلہ

سابق استاذ : مدرسہ بحر العلوم، مئو

تاریخ پیدائش اور خاندان:

۱۴ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ بمطابق ۱۹۶۴ء بڑا گاؤں مدینۃ العلماء گھوسی ضلع مئو ہے نام ونسب مفتی عطاء المصطفیٰ بن حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ بن صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی بن مولانا جمال الدین بن مولانا خدا بخش بن مولانا خیر الدین علیہم الرحمہ آپ کے آباو اجداد علماء ہی نہیں بلکہ علماء گر ہیں۔

تعلیم وسند فراغت:

ابتدائی تعلیم قادری منزل میں اپنی دادی محترمہ سے حاصل کی اور درس نظامی ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء دار العلوم شمس العلوم گھوسی میں شروع کے قریب ایک سال کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیا اور حضور حافظ ملت کی پاکیزہ صحبت سے ایک سال تک سرفراز ہوتے رہے آپ کے مشہور اساتذہ میں آپ کے والد حضور محدث کبیر صاحب قبلہ، بحر العلوم علامہ مفتی عبد المنان علیہ الرحمہ، علامہ عبد اللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ، حضرت علامہ محمد شفیع اعظمی علیہ الرحمہ، حضرت قاری محمد عثمان گھوسوی علیہ الرحمہ وغیرہم ہیں ۔فراغت ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء ۱۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

درس وتدریس اور فتویٰ نویسی :

تدریس کا سلسلہ آغاز سب سے پہلے دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی سے (۲۰) سال کی عمر میں کیا اور پہلا فتویٰ گونگے کے نکاح کے بارے میں دیا اس کے بعد ستمبر ۱۹۸۵ء تا ۱۵ جنوری ۲۰۱۱ء دار العلوم امجدیہ کراچی میں ۲۶ رسال تک اپنے علمی جواہر پارے بکھیرتے رہے اسکے علاوہ دار العلوم صادق الاسلام لیاقت آباد کراچی میں درس و تدریس و افتاء نویسی کا سلسلہ جاری فرمایا۔ نیز خدمت خلق کے لئے اپنے پیر و مرشد سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے فیض و برکت سے تعویذات کے ذریعہ بھی خدمت فرماتے رہے۔

آپ کی خصوصیات :

آپ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ احقاق حق اور ابطال باطل میں کبھی پس وپیش سے کام نہ لیا اور نہ کسی مصلحت کو سامنے آنے دیا۔ وا پنے علمی و قلمی خدمات سے مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کرتے رہے خود مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہے اور طلباء، مریدین ، متعلقین کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے رہتے تھے بزرگان دین کے اعراس کے موقعوں پر عوام اہلسنت کے دلوں میں عشق مصطفیٰ و عشق اولیاء کرام کی شمع فروزاں کرتے رہے ۔جب کسی طالب علم نے کسی بھی وقت پڑھنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے کبھی بھی رد نہیں فرمایا۔

عقد مسنون اور بیعت وخلافت واجازت :

آپ کا نکاح علامہ غلام ربانی علیہ الرحمہ کی صاجنزادی جو رشتے میں آپکی سگی پھوپھی کی صاجنزادی تھیں سے ۱۹۸۴ء میں آپ کے والد گرامی حضور محدث کبیر نے پڑھایا۔ ۱۷ ربیع النور ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۷۶ء میں حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ۱۸ / ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا علیہ الرحمہ نے خلافت عطا فرمائی اور ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۰ھ کو حضور محدث کبیر علامہ ضیا المصطفیٰ اعظمی نے بھی خلافت سے سرفراز کیا اور اجازت حدیث (۱) حضور محدث کبیر (۲) حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا علیہ الرحمہ (۳) علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ (۴) بحر العلوم مفتی عبد المنان علیہ الرحمہ (۵) علامہ مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ نے عطا فرمائی۔

حضور صدر الشریعہ اور مفتی عطاء المصطفیٰ کا وصال باکمال :

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا وصال حالت سفر حج میں ہوا اور آپ شہید راہ مدینہ ہوئے ٹھیک اسی طرح آپ کے پوتے حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کا وصال حالت سفر عمرہ میں ہوا۔ اور آپ شہید راہ مکہ و مدینہ کہلائے وصال کی تاریخ ۱۵ اپریل ۲۰۲۴ء مطابق ۵ شوال ۱۴۴۵ھ سفر عمرہ کے دوران طائف ہائی وے پر رات تقریباً ۹:۳۰ / بجے کار حادثے میں ہوا حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب نے پڑھائی اور طائف شریف میں دفن ہوئے کل عمر تقریباً ۶۰ سال ہوئی۔

حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کے تین زمانے۔

(۱) آپ گھوسی میں پیدا ہوے اور تعلیم سے آراستہ ہونے کے بعد دارالعلوم جمد اشاہی علیمیہ بستی سے درس وتدریس اور افتا کا آغاز کیا۔

(۲) دوسرا دور گھوسی سے پاکستان جا کر دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ایک شاندار اور جاندار انداز میں درس وتدریس اور فتویٰ کا کام کیا اور ایک ادارہ دارالعلوم صادق الاسلام کے نام سے قائم کیا اور دین متین کی خدمت مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں کیا جو لائق تقلید ہے۔

(۳) حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ کا تیسرا دور پاکستان سے عمرہ کے ارادہ سے ہوا جو طائف شریف کے قریب جا کر ختم ہو گیا یعنی ایک کار حادثے میں سفر آخرت کر کے شہید راہ مکہ و مدینہ ہوئے اور طائف شریف میں دفن ہوئے رب سے دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی قبر پر رحمت و انوار کی بارش فرمائے

حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ کی تصنیفات:

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی تصنیفات پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو ان کی تصنیفات میں فن نحو، صرف، منطق، اصول حدیث، اصول فقہ، تصوف اور مسائل جدیدہ وغیرہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔آپ کی تصنیفات قریب ۳۴ ہیں جس میں حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف کتاب منہاج العابدین کا ترجمہ سلیس اردو میں وضاحت کے ساتھ ہے۔اس کتاب میں ان لوگوں کا رد ہے جو شریعت اور طریقت کو الگ الگ نظر سے دیکھتے ہیں اور گمراہ ہو رہے ہیں اس لئے کہ بے شریعت کے طریقت کو پانا ممکن ہی نہیں۔

حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ کو کمال کی خوش خبری:

اس بشارت کے بارے میں دو حدیث شریف پیش خدمت ہے۔(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو حج کے لئے نکلا اور مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا۔

(۲) حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو اس راہ میں حج و عمرہ کے لئے نکلا اور مر گیا اس کی پیشی نہیں ہوگی نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہوگا۔

نوٹ :۔ ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں حضور صدرالشریعہ علیہ الرحمہ اور آپ کے پوتے حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ قیامت تک حج و عمرہ کے ثواب کے مستحق ہوئے۔

حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ قائم مقام حضور محدث کبیر تھے۔شکل و صورت اور علم میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ اپنے والد حضور محدث کبیر کے جانشین تھے۔جب حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہو گیا تو حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب نے اپنے پوتے حضرت مولانا ریاض المصطفیٰ کو مدینہ شریف میں سرکار کے روضہ کے سامنے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا اور اسی پاک جگہ سے اپنے دوسرے پوتے حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔یہ نیک کام مدینہ منورہ میں ۹ شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۹ راپریل ۲۰۲۴ء کو ہوا۔

مفتی ممتاز احمد نوری
مناف پورتال نرجا گھوسی ضلع مئو

نبیرۂ صدرالشریعہ

مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک داعی

ازقلم: حضرت حافظ افتخار احمد قادری صاحب قبلہ
کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت مغربی اتر پردیش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نبیرۂ صدر الشریعہ،خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، قائم مقام حضور محدثِ کبیر حضرتِ علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری علیہ الرحمتہ والرضوان مسلک اعلیٰ حضرت کے اس بے باک داعی اور نڈر مجاہد کا نام ہے جس نے ابتداء سے لے کر دم واپسی تک مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کے فرائض انجام دیے۔ جو گروہی عصبیت سے دور رہ کر اپنی بساط سے کہیں زیادہ دین حق کی تبلیغ و ارشاد میں محو و منہمک رہے۔

کئی سالوں تک ملک کے طول وعرض میں اپنی بے مثال خطابت کے ذریعے سوادِ اعظم کو درسِ حیات دیتے رہے۔ وعظ ونصیحت کے علاوہ تعمیری وتحریری مصروفیتوں کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ پورے عالم اسلام کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے یہ ایک عظیم سانحہ سے کم نہیں کہ علم وعرفان کی یہ شمع ،فکر وفن کی ایک انجمن، زہد و ورع کا ایک گلشن تھا جو خزاں کی نذر ہو گیا۔ آہ نبیرۂ صدر الشریعہ،خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، قائم مقام حضور محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری رحمتہ اللہ علیہ جیسے ایک قابل رشک فرزند کو زمین نے اپنی آغوش میں ہمیشہ کے لیے چھپا لیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

نبیرۂ صدر الشریعہ،خلیفۂ حضور تاج الشریعہ قائم مقام حضور محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری علیہ الرحمہ کی ذات نہ اپنوں کے لئے محتاج تعارف تھی اور نہ بے گانوں کے لیے۔ فرق اتنا ہے کہ اپنے جانتے ہیں تو عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت کی حیثیت سے اور بے گانے جانتے ہیں تو قصر باطل پر گر گر کر اسے خاک سے ڈھیر کر دینے والے ایک برق پتاں کی حیثیت سے۔ آپ کی ذات اپنوں کے لئے نعمت الٰہی تو غیروں کے لئے عذابِ کبریا، جہاں اپنے ان سے مل کر فرحت وانبساط سے جھوم جاتے تھے وہیں ایوانِ باطل کے مکین آپ کے نام

سے ہمہ دم لرزہ براندام رہا کرتے تھے؛

یکساں رہی ہے کب نظر تیری سبھی کے واسطے
شعلہ کسی کے واسطے شبنم کسی کے واسطے

کہتے ہیں کہ تقریر وتحریر دونوں الگ الگ فن ہیں اور بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں اللہ رب العزت بیک وقت ان دونوں فنون میں ملکہ و مہارت عطا فرماتا ہے۔نبیرۂ صدر الشریعہ،خلیفۂ حضور تاج الشریعہ قائم مقام حضور محدثِ کبیر حضرتِ علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ایسے ہی خوش نصیب لوگوں میں ایک تھی۔علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ جب ممبر خطابت پر جلوہ افروز ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ تقریر کے اسپیشلسٹ ہیں۔

یہ بھی اپنی حرماں نصیبی ہے کہ جس ذات کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے قلم اُٹھایا ہے اسے بہت قریب سے دیکھنے کا شرف بھی حاصل نہیں ہوا،البتہ بہت پہلے جب میں دارالعلوم عربیہ قادریہ کریم گنج پورن پور میں جماعت اولیٰ کا طالب علم تھا اس وقت عرس رضوی میں مرکز الدراسۃ الاسلامیہ الجامعۃ الرضا متھرا پور بریلی شریف میں بحیثیت سامع حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔

آپ نے اس عرس رضوی میں خطاب بھی فرمایا تھا،آپ کا پر مغز علمی خطاب سننے کے بعد میں نے اندازہ لگایا کہ آپ کی تقریر سراسر علمی جواہر پاروں پر مشتمل دلائل سے بھر پور اور نکتہ آفرینیوں سے مملوء ہوا کرتی تھی، جب گرجتے تھے تو لگتا تھا کہ شیر دھاڑ رہا ہے،لہجہ میں وہ رعب و دبدبہ کہ قصر باطل میں زلزلہ پیدا ہو جائے۔مگر ساتھ ہی بیان میں بلائی شیرنی کا احساس ہوتا تھا اور جہاں تک تصنیف کا سوال ہے تو نبیرۂ صدر الشریعہ،قائم مقام حضور محدث کبیر حضرتِ علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری علیہ الرحمہ اس میدان میں بھی اوج ثریا کے مسند نشیں نظر آتے ہیں۔

آپ نے درجنوں کتابیں یادگار چھوڑیں ہیں جو تقریباً سبھی طبع ہو چکی ہیں۔بلا شبہ آپ درس نظامی،عقائد ومسائل اور دیگر بہت سی کتابوں کے مصنف ومترجم تھے قارئین!!! چند کتابوں کے نام ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ضیاء النحو
(۲) ضیاء الصرف
(۳) ضیاء فارسی
(۴) فارسی کی پہلی کتاب کا حاشیہ
(۵) ضیاء المنطق
(۶) ضیاء اصول حدیث
(۷) ترجمہ صرف میر
(۸) ترجمہ مشکوۃ المصابیح شریف
(۹) ترجمہ منیۃ المصلی
(۱۰) منہاج العارفین ترجمہ منہاج العابدین

(۱۱) جنوں کی دنیا ترجمہ لفظ المرجان فی احکام الجان
(۱۲) جشن عید میلاد النبی ﷺ
(۱۳) فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۱۴) حسن قرأت
(۱۵) کف ثوب
(۱۶) بہار اعتکاف
(۱۷) راحت القلوب
(۱۸) سلام کے فضائل و اہمیت
(۱۹) سماع موتیٰ
(۲۰) نماز کا طریقہ
(۲۱) فضائل رمضان المبارک
(۲۲) فضائل شعبان المعظم
(۲۳) پرائز بانڈ پر انعام لینا جائز ہے
(۲۴) حج و عمرہ ایک نظر میں
(۲۵) سوانح رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری وغیرہم۔

الغرض نبیرۂ صدر الشریعہ، خلیفۂ حضور تاج الشریعہ، قائم مقام حضور محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری علیہ الرحمہ کی ایک طویل زندگی اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف تھی، آپ کے سانحۂ ارتحال سے دنیائے سنیت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کو پر کرنے والا آج کوئی دُوسرا دور دور تک نظر نہیں آتا کیونکہ آپ باطل پرستی و شاتمان نبی کے لئے چیلنج اور شیشہ پلائی ہوئی دیوار تھے نہ صرف یہ بلکہ آپ نے اپنی تقریروں، تحریروں نیز فتویٰ نویسی، مصروفیات وخدمات سے ہزاروں علماء سیکڑوں مقررین و دانشوارن قوم بناڈالے۔ دعا ہے کہ جب تک چاند سورج میں روشنی، کہکشاں میں جمال، پھولوں میں لطافت ہے اللہ رب العالمین ان کی تربت اطہر پر رحمت و انوار کی جھما جھم بارش برسائے۔ آمین یارب العالمین۔

از: (حافظ) افتخار احمد قادری
کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت
مغربی اتر پردیش

علامہ عطاء المصطفیٰ

تواضع انکساری کے پیکر جمیل

از قلم : حضرت علامہ مفتی محمد داؤد امجدی ناگوری صاحب
خادم : امام احمد رضا مرکزی دار الافتاء والقضاء، میرا روڈ، ممبئی

اتر پردیش، اعظم گڑھ کے قریب ایک بہت ہی زرخیز خطہ ''ضلع مئو'' ہے، جس کے اندرون شہر اور اطراف و اکناف میں بہت ساری علمی، ادبی اور روحانی شخصیات نے جنم لیا ہے۔ اسی مردم خیز ضلع میں ایک قصبہ ''گھوسی'' کے نام سے آباد ہے، جہاں بڑے بڑے جید علما وفقہا پیدا ہوئے، اسی لیے کتب تاریخ میں اس شہر کو ''مدینۃ العلماء'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

گھوسی شہر کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں محقق عالم دین، حضرت علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی لکھتے ہیں :

> '' کہا جاتا ہے کہ ستیہ جگ میں اجودھیا سوریہ ونشی راجاؤں کے خاندان کا ایک راجہ ''نہش'' گزرا ہے، جس نے گھوسی آباد کیا اور یہاں کوٹ بنوایا اور اپنے نام پر اس شہر کا نام ''نہش نگری'' یا ''نہوشی'' رکھا جو بعد میں گھوسی ہو گیا۔'' (معارف شارح بخاری)

ممدوح گرامی شہزادۂ محدث کبیر حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ اعظمی نوراللہ مرقدہ کی ولادت ۱۴/ رجب المرجب ۱۳۷۴ھ بمطابق ۱۹۶۴ء کو حضور محدث کبیر کے کاشانہ مبارک، بڑا گاؤں، مدینۃ العلماء گھوسی، ضلع مئو، یوپی میں ہوئی۔

آپ نے ناظرہ کی مکمل تعلیم اپنی دادی محترمہ اہلیہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہا سے حاصل کی، پھر درس نظامی کے لیے گھوسی کا مشہور و معروف ادارہ شمس العلوم میں داخلہ لیا، ایک سال یہاں پڑھنے کے بعد باغ حافظ ملت ''مصباح العلوم جامعہ اشرفیہ'' میں آپ داخل ہوئے، جہاں مکمل ایک سال حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی پاکیزہ صحبت سے فیضیاب ہوئے، حضور حافظ ملت نے خوب شفقت و کرم نوازی کے ساتھ بہترین تربیت فرمائی۔ جامعہ اشرفیہ میں آپ نے والد گرامی حضور محدث کبیر، علامہ نصیر الدین، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، علامہ عبد الشکور، علامہ عبد اللہ عزیزی وغیرہ اساتذۂ کرام سے اکتساب علم کیا۔

۲۰ سال کی عمر میں دار العلوم علیمیہ، جمد اشاہی میں پہلا فتویٰ گونگے کے نکاح کے بارے میں دیا، پھر پاکستان تشریف لے گئے اور ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ء تک عظیم فقیہ اسلام، ناشر فکر رضا، حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ کی زیر نگرانی فتویٰ نویسی کا سلسلہ چلتا رہا، مفتی وقار الدین قدس سرہ کے وصال کے بعد کئی سال تک دار العلوم امجدیہ کے منصب افتا پر آپ فائز رہے، پھر آپ نے اپنے ادارہ صادق الاسلام میں امجدی دار الافتاء کے نام سے دار الافتاء قائم فرمایا اور وصال تک آپ نے اسی دار الافتاء میں صدر مفتی کی حیثیت سے منصب افتا کو رونق بخشی۔ آپ کی مصروفیت کا عالم یہ تھا کہ صبح دار العلوم امجدیہ میں منصب افتا و تدریس سنبھالتے اور دن میں خواتین اسلام کو اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ اپنے گھر میں درس نظامی کی تعلیم دیتے تھے۔

آپ ہمہ وقت مسلک اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کی فکر میں رہتے، اپنے والد گرامی حضور محدث کبیر کے نقوش پر چلتے ہوئے آپ نے لالچ و حرص کو اپنے قریب نہ آنے دیا اور دین و شریعت کے معاملے میں کسی مصلحت کے شکار نہ ہوئے، دکھاوا، شوبازی، تصنع جیسی قبیح حرکات سے کوسوں دور رہے۔ بلکہ جو کام بھی کیا فقط اللہ و رسول کی رضا کے لیے کیا، آپ نے علمائے کرام کے خطابات کے ذریعے لوگوں کی اصلاح فرمائی، اسلاف کی روش پر چلتے ہو گھر گھر جا کر محافل کا انعقاد کیا، نہ صرف خود مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہے بلکہ اپنے طلبا، مریدین اور متعلقین کو بھی ہمیشہ اسی مسلک پر چلنے کے تلقین کرتے رہے، علم دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اشاعت اور لوگوں کے عقائد و اعمال کی مضبوطی کے لیے آپ نے تقریباً ۲۵ سے زائد کتابیں تحریر فرمائیں اور کئی عربی کتب کے تراجم کر کے قوم و ملت کی اصلاح کے راستے ہموار کیے، لوگوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لیے کئی مدارس قائم کیے جن میں ایک عظیم الشان ادارہ **"مدرسہ صادق الاسلام"** ہے، جو مسلک رضا کی ترویج و اشاعت کے لیے کراچی میں مصروف عمل ہے۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا شمار ان علمائے ربانین میں ہوتا ہے، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

یعنی اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

(بخاری شریف، 1/43، حدیث 71:)

اور ایک حدیث میں یوں فرمایا گیا کہ:

بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے اور سب زمین والے اور سب آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی یہ سب درود بھیجتے ہیں، علم سکھانے والے پر جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔

(ترمذی، 4/314، حدیث 269:)

سبحان اللہ! کیا شان ہے ان علمائے اسلام کی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کریمہ کو ساری دنیا میں عام کیا

اور مذکورہ فرامین مقدسہ کے مصداق بن گئے۔

جب مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تو ہر چہار جانب سے علما و مشائخ کے تعزیت نامے اور حضرت کی خوبیوں پر لکھے گئے اصحاب قلم کے مضامین آنا شروع ہوئے، بے شمار مضامین آئے، بہت لوگوں نے آپ کے بارے میں تعریفی کلمات کہے۔مگر افسوس! کہ یہ سب آپ کے جانے کے بعد ہوا، ہمیں زندگی میں جیسی قدر کرنے کا حق تھا، ویسی نہ کر سکے، بلکہ بہت لوگوں نے تو نام ہی وصال کے بعد سنا۔ بعد میں پتا چلا کہ حضرت کو اللہ جل شانہ نے عظیم خوبیوں سے نوازا ہے، جن کی قدر ہم ان کی زندگی میں جان نہ سکے لیکن بعد وصال یہ عقدہ سب پر کھل گیا کہ اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم ستارہ اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک کر ڈوب گیا۔ یہاں مجھے محقق رضویات علامہ عبد الحکیم شرف قادری قدس سرہ کی ایک بات یاد آگئی، آپ فرماتے ہیں :

"ہمارے ہاں یہ رسم ہے، کہ کسی اہم شخصیت کی رحلت کے بعد ان کے عرس کا اہتمام کرتے ہیں، ان کی سوانح اور خدمات پر کوئی کتابچہ شائع کر دیتے ہیں۔ لیکن زندگی میں اس بات پر توجہ نہیں دی جاتی، کہ ان کی دینی، علمی اور روحانی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا جائے، یا ان کے حالات یا علمی افادات کو قلم بند کیا جائے۔" (کنز الایمان دہلی، شارح بخاری نمبر، ص 67)

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی نور اللہ مرقدہ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا، جب آپ حیات تھے، تب کسی نے نہ جانا، نہ پہچانا حتی کہ سوشل میڈیا پر آپ کے ایک مقتدی کا میں نے تبصرہ پڑھا، جس میں انہوں نے کہا کہ :

"میں حضرت کے پیچھے روزانہ نماز پڑھتا تھا، مگر مجھے وصال کے بعد پتا چلا کہ حضرت اتنے بڑے عالم تھے"۔

اس کی ایک وجہ یہ رہی کہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ اپنی پوری زندگی میں بہت سادہ مزاج، تواضع، انکساری کے پیکر بنے رہے۔ انہوں نے لوگوں پر کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ اتنے بڑے علمی گھرانے کے فرزند ہیں، یا بہت بڑے عالم ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے بڑے بڑے علما، جو آج دنیا بھر میں معروف ہیں، وہ آپ کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔

اللہ کریم حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی جملہ دینی، ملی، تبلیغی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

محمد داؤد امجدی ناگوری

خادم : امام احمد رضا مرکزی دار الافتاء والقضاء، میرا روڈ، ممبئی

شہید راہ مدینہ

مفتی عطاء المصطفیٰ رحمہ اللہ

از قلم: حضرت مولانا سید شہباز اصدق صاحب
صدر شعبہ افتاء: دار العلوم قادریہ غریب نواز (ساوتھ افریقہ)

کہتے ہیں کہ دوریاں تعلقات کی حرارت کو سرد خانہ میں ڈال دیتی ہیں اور پھر رشتے وہیں دم توڑتے نظر آتے ہیں بقول شاعر

قریب آؤ تو شاید سمجھ میں آجائے
کہ فاصلے تو غلط فہمیاں بڑھاتے ہیں

لیکن کچھ شخصیات ہمیشہ سے ایسی رہی ہیں جنہوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ محبت رابطے کی محتاج نہیں ہوتی اور نہ ہی فاصلے سے اس میں کوئی کمی پیدا ہوتی ہے بلکہ ادب و احترام سے جوڑے رشتے اور خلوص کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تعلقات ہزار میل کی دوریوں اور ہزار سال کے فاصلوں کے باوجود ہمیشہ زندہ بلکہ تازہ دم رہتے ہیں۔ ایسی ہی شخصیات میں ایک نام نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ امجدی قادری صاحب رحمہ اللہ کا ہے۔

موصوف برسوں پہلے ہندوستان جنت نشان سے ہجرت کر کے پڑوسی ملک پاکستان تشریف لے گئے جہاں آپ نے مدرسہ صادق الاسلام قائم فرما کر دین متین کی عظیم تبلیغ کا آغاز کیا اور پھر وہیں کے ہو کر رہ گئے، دو ملکوں کے فاصلے کے سبب ہندوستان آنا جانا بھی کم ہی رہا جس کے سبب خاندان کے افراد اور وطن کے احباب سے ملنا جلنا بھی کم ہی میسر آیا۔ اہل خانہ، اعزہ و اقربا اور دوست و احباب سے برسوں دور ہونے کے باوجود موصوف ہر ایک کے دل میں بستے تھے۔ طیبۃ العلماء گھوسی کے دس سالہ قیام کے دوران مجھے بار بار یہ احساس ہوا کہ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب گو کہ یہاں سے ہجرت فرما گئے ہیں لیکن اب بھی ان کے ذکر جمیل سے یہاں کی محفلیں آباد ہیں۔ گھوسی کے متعدد اصحاب علم و فضل کو یہ کہتے ہوئے بارہا سنا کہ علامہ صاحب کے منجھلے فرزند ارجمند مولانا عطاء المصطفیٰ اعلی اخلاق و کردار کے حامل، خوب سیرت، ذی علم، اپنی خاندانی روایات کے امین ہیں۔ شکل وصورت بھی اپنے والد ماجد حضور محدث کبیر جیسی پائی ہے اور علوم اسلامیہ میں تبحر و کمال بھی انہیں اپنے والد گرامی سے ورثہ میں ملا ہے۔

ابھی کل شام گھوسی کے عظیم عالم دین، عربی زبان وادب کے معروف اسکالر اور حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید حضرت علامہ افتخار احمد قادری مدنی صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ غریب نواز، ساوتھ افریقہ) گھر تشریف لائے، دوران گفتگو مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب کے وصال کا تذکرہ آیا تو آپ نے اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ جامعہ اشرفیہ میں وہ میرے زیردرس تھے طبیعت میں بے حد تواضع، شرافت اور سنجیدگی تھی۔

الغرض وطن سے دور رہنے کے باوجود خانوادہ کے اقربا اور وطن کے دوست واحباب سے آپ کے رشتے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آئی تھی بلکہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کی سعادت مندی اور اخلاص نے ان رشتوں کو پہلے سے زیادہ مضبوط کردیا ہے۔

دوری ہوئی تو اس کے قریں اور ہم ہوئے
یہ کیسے فاصلے تھے جو بڑھنے سے کم ہوئے

یہ امر بھی مشاہدہ میں ہے کہ جو لوگ اپنی فیملی کے ساتھ والدین سے دور کہیں شفٹ ہوجاتے ہیں تو پھر عموماً ان کے والدین ان سے خوش نہیں رہتے۔اس کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی دنیا میں مگن رہتے ہیں اور والدین کے حقوق کی ادائگی سے غافل ہوجاتے ہیں لیکن شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ رحمہ اللہ کا اعلی اخلاق و کردار ان کو یہاں بھی سرخروئی سے ہمکنار کرتا نظر آتا ہے۔آپ اپنے والدین کے محبوب نظر تھے۔

دو سال قبل عرس رضوی میں آپ کے والد ماجد حضور محدث کبیر مدظلہ العالی نے پاکستان میں آپ کو اپنا جانشین بنا کر اپنی محبوبیت کا اعلان فرمایا تھا۔جب کہ والدہ ماجدہ کی نظر میں آپ کی محبوبیت کا میں شاہد ہوں۔آپ کی والدہ ماجدہ فخر القراء استاذ گرامی حضرت علامہ قاری احمد جمال صاحب مدظلہ العالی کی ہمشیرہ ہیں۔مجھ گدائے غوثی کو آٹھ سال ان کی خدمت کرنے کا موقع میسر رہا ہے۔انہیں میں دادی کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔ان آٹھ سالوں میں تقریباً ہر روز ان کی زبان سے میں نے ان کے لاڈلے بیٹے مولانا عطاء المصطفیٰ کا ذکر جمیل سنا ہے۔وہ اکثر اچھی اور کسی تعریف والی بات پر کہتیں میرے عطاء المصطفیٰ۔

حضرت مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب بھی اپنی سعادت مندی کا ثبوت پیش کرتے تھے اور اکثر اپنی والدہ ماجدہ سے بات کرنے کے لیے میرے فون پر کال کرتے۔اپنی والدہ ماجدہ سے باتیں کرتے، ان کی دلجوئی کرتے، کبھی مذاح بھی کرتے، اپنے فرزند سے بھی بات کراتے اور فون پر ہی تنبیہ کرتے کہ سید صاحب کے اس نمبر پر دادی سے بات کیا کرو اور خیریت لیا کرو۔

اپنے لاڈلے اور پیارے بیٹے سے بات کرنے کے بعد وہ اس قدر خوش ہوتی تھیں کہ پھر میرا آدھا گھنٹہ مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب کی تعریف وتوصیف سننے میں ہی نکل جاتا تھا۔ایک دفعہ میں نے ان سے از راہ لطف کہا کہ:

”دادی اگر آپ ان (مولانا عطاء المصطفیٰ

صاحب) سے اس قدر پیار کرتی ہیں اور بقول آپ کے وہ بھی آپ سے بے حد محبت کرتے ہیں اور خیال رکھتے ہیں تو آپ ان کے پاس جا کر کیوں نہیں رہتیں؟

اس سوال پر دادی نے فرمایا کہ :

عطاء المصطفیٰ نیک، شریف اور سعادت مند ہیں، وہ مجھے پاکستان لے گئے تھے اور ان دنوں وہ میرا بڑا خیال رکھتے تھے لیکن چونکہ یہاں (ہندوستان میں) میرے دو بیٹے (مولانا علاء المصطفیٰ صاحب اور مولانا جمال المصطفیٰ صاحب) رہتے ہیں۔جن کی یاد مجھے بار بار آتی تھی اس لیے پھر میں ہی بضد ہو کر ہندوستان چلی آئی۔"

ان باتوں کے ذکر سے میرا مقصود یہ ہے کہ کسی بھی اچھے اور کامیاب انسان کے لیے اس دنیا میں عظیم سعادت کی بات یہ ہے کہ اس کے والدین اس سے راضی ہوں اور بفضلہ تعالی حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفی اس سعادت سے بہرہ ور تھے۔

ان ایام میں حضرت مفتی عطاء المصطفی صاحب رحمہ اللہ سے میرا فون پر رابطہ رہا جس سے اندازہ ہوا کہ موصوف علم و فضل کے دھنی، خوش اخلاق، خوب سیرت، سلیم الطبع، سلیم الفطرت اور امجدی گلستان کے گل سر سبد تھے۔معروف شخصیات کی بیٹے اکثر" پدرم سلطان بود" کے زعم میں رہتے ہیں، چھوٹوں پر شفقت کجا بڑوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنے کے لیے روادار نہیں ہوتے ایسے میں حضرت مفتی عطاء المصطفی صاحب رحمہ اللہ کی ذات والا صفات نعمت اور غنیمت تھی کہ آپ حضور صدر الشریعہ قدس سرہ العزیز کے پوتے، حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کے فرزند ارجمند اور خود مرجع فتوی صاحب تقوی فقیہ و مفتی ہونے کے باوجود کبھی کبر وغرور کو پاس بھٹکنے بھی نہیں دیتے تھے بلکہ مَن تَواضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ پر عمل کرتے ہوئے ہمیشہ تواضع وانکساری کا مظاہرہ کرتے، چھوٹوں پر شفقت، معاصرین سے محبت، اور اکابرین سے ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے ۔اور یہی وہ وصف خاص تھا کہ جس نے آپ کو ہر دل عزیز بنا دیا تھا۔

اچانک ایک حادثہ میں آپ کی شہادت انتہائی افسوس ناک ہے، یقینا نیک بندوں کا انجام بھی نیک ہوتا ہے۔عمرہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کے دیار میں آپ کی شہادت اور پھر سیدنا عبد اللہ بن عباس کے جوار مبارک میں آپ کی ابدی آرام گاہ آپ کی سعادت مندی اور نیک بختی کی دلیل ہے۔

سید شہباز اصدق

صدر شعبہ افتاء دار العلوم قادریہ غریب نواز (ساوتھ افریقہ)

حضور محدث کبیر کے عکس جمیل اور مظہر کامل

اظہارِ خیال: حضرت علامہ مفتی مشتاق احمد امجدی صاحب قبلہ

ازہری دارالافتاء، ناسک، مہاراشٹر

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ کی شخصیت چہاردانگ عالم میں محتاج تعارف نہیں، آپ کا آبائی وطن ''گھوسی'' ہے، یہ ملک عزیز ہند کی مشہور و معروف ریاست اتر پردیش، ضلع مئو کا ایک چھوٹا قصبہ ہے، یہ قصبہ صنعت کے ساتھ نامور علما و محققین سے اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔ عام بول چال میں اس مبارک و مسعود خطہ کو ''**طیبۃ العلماء**'' کے معز ز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

خانوادۂ صدرالشریعہ ملک ہند کا وہ مثالی خاندان ہے جو کئی جہات سے دوسرے خانوادوں پر فوقیت و برتری رکھتا ہے، اس علمی و دینی گھرانے کے پرنور جلوے نہ صرف ہندو پاک بلکہ دنیا کے چپے چپے میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس علمی خانوادہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس گھرانے کے مردوں کے ساتھ یہاں کی خواتین بھی دینی و مذہبی علوم و فنون پر کامل دسترس رکھتی ہیں، اس خانوادے کے جیالوں کی طرح اس خاندان کی پردہ نشین حریمان محترم بھی مسند تدریس پر فائز ہو کر قرآن و سنت کا درس دیتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتی ہیں اور قوم مسلم کی شہزادیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لیے اپنی نظر کیمیا اثر سے ایک سے بڑھ کر ایک عالمہ و فاضلہ، محدثہ و مفتیہ، مصنفہ و مبلغہ پیدا کرتی ہیں۔ اگر یوں کہا جائے تو شاید بے محل نہ ہوگا کہ ''**اسلامیات کے فروغ اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں اس گھرانے کے علما و فقہا کی طرح، یہاں کی خواتین اسلام نے جو کردار ادا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے**''۔ ہنوز یہ مبارک سلسلہ جاری ہے، خدا کرے تاقیامِ قیامت جاری و ساری رہے۔

ممدوح گرامی، محقق اہل سنت، شہید راہ مدینہ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی نوراللہ مرقدہ اسی عالی شان علمی و مذہبی خانوادے کے عظیم جیالے، گلشن امجدی کے مہکتے پھول اور اپنے خاندانی و موروثی علمی امانتوں کے سچے امین تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۶۴ء کو مدینۃ العلماء بڑا گاؤں گھوسی میں ہوئی، ناظرہ قرآن کریم اور ابتدائی اردو و فارسی کی تعلیم اپنے گھر پر اپنی دادی جان سے حاصل کی

اور ۱۹۷۴ء کو شمس العلوم گھوسی سے درس نظامی کا آغاز فرمایا۔ یہاں محض ایک سال رہ کر از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ منتقل ہو گئے اور ایک سال حضور حافظ ملت کی صحبت بابرکت میں رہ کر اکتساب فیض کیا، ۱۹۷۶ء کو حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کا وصال باکمال ہوگیا۔ بعدہٗ دیگر اساتذۂ کرام سے علمی تشنگی بجھاتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۸۳ء کو ۱۹؍سال کی عمر میں جملہ مروجہ علوم وفنون کی تکمیل فرما کر دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اور پھر جب ھل من مزید نے آپ کو بے چین و بے قرار کر دیا اور اسلامیات میں مزید درک وکمال کا شوق وذوق جوش مارنے لگا تو اسلامی قانون میں اختصاص کرنے کا ذہن بنایا، چناں چہ اختصاص فی الفقہ کے لیے دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی کا رخ فرمایا اور کہنہ مشق اور تجربہ کار مفتیان کرام کی بارگاہ میں رہ کر فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کی، یہیں سے آپ نے تدریس کا بھی آغاز فرمایا اور اختصاص فی الفقہ کی دستار وخلعت سے سرفرازی کے بعد پڑوسی ملک تشریف لے گئے اور ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ء تک یہاں کی قدیم دینی درسگاہ دار العلوم امجدیہ میں حضرت العلام مفتی محمد وقارالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگرانی باضابطہ فتویٰ نویسی فرماتے رہے، پھر رفتہ رفتہ علوم وفنون کے مختلف مدارج ومقامات کو بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا ،حتی کہ آپ نے متعدد علوم وفنون کے میدانوں میں عظمت ورفعت کے وہ جھنڈے لہرائے جن کی اونچائی اور بلندی کا اندازہ لگانا ہر کہ ومہ کا کام نہیں۔

فقیر راقم وآثم کو براہ راست آپ سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں، تاہم اپنے اساتذہ سے جو کچھ سنا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح وعیاں ہے کہ آپ بڑے خلیق وملنسار، شکیل ووجیہ، بارعب اور باکردار، حق گو وحق پرست تقویٰ شعار و پرہیزگار، عابد شب زندہ دار اور راہ عزیمت کے عظیم شہسوار تھے۔

آپ نے اہل سنت وجماعت کی تبلیغ واشاعت کے لیے ہر ممکن طریقہ اپنایا اور اپنی خصوصی دلچسپی اور کوشش ولگن سے اہل سنت وجماعت کو بام عروج تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا فرمایا، آپ نے فروغ سنیت کے لیے جن طریقوں کو استعمال فرمایا ان میں سر فہرست تدریس و تقریر، تحریر وقلم، تصنیف وتالیف، تحقیق وریسرچ اور افتا وقضا شامل ہیں۔

آپ نے دینی وفقہی تربیت اپنے مشفق وکرم فرما اساتذۂ کرام سے ضرور لی ہے جن کے احسانات سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا مگر آپ کی روشن ومثالی زندگی میں جس ذات ستودہ صفات کے نقوش حیات نے سب سے زیادہ رنگ بھرنے کا کام کیا وہ آپ کے والد ماجد ممتاز الفقہا، سلطان الاساتذہ، رئیس المناظرین، علامہ علی الاطلاق حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہ القدسیہ ہیں۔

حضور محدث کبیر دام ظلہ کا اسم گرامی علمی دنیا میں سکۂ رائج

الوقت کا درجہ رکھتا ہے،آپ کی بافیض شخصیت سے کون متعارف نہیں،آپ نے ملک ہند کے ساتھ کئی بیرونی ممالک میں دین وسنیت کے لیے جوکدوکاوش فرمائی ہے وہ آفتاب نیم روز کی طرح روشن ومنوراورآب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

آپ ہی کی عبقری شخصیت نے اہل حدیث کے سب سے بڑے جانکار اور محدث کہلانے والے مولوی کو دھول چٹایا،ان کے گمان کے مطابق مرکز غیرمقلدیت کہی جانی والی سرزمین ''بنارس''میں غیرمقلدیت کو ہمیشہ کے لیے ذلیل ورسوااور شرمسار کردیانیز مسلک اہل سنت وجماعت یعنی سواد اعظم مسلک امام اعظم ابوحنیفہ کا بول بالا فرمایا۔

افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں آج کل جو اسلامی پرچم لہرارہاہےاور یہاں اہل سنت کی کھیتی سرسبزوشاداب ہے ان میں نمایاں کردارحضورمحدث کبیر کا ہے۔اسی لیے دنیا حضورمحدث کبیرکو دوسرے القاب وآداب کے ساتھ''**فاتح ایشیاویورپ**'' سےبھی یاد کرتی ہے۔

وہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیت جن کی سرپرستی ونگرانی میں درجنوں علماوفقہا ہرسال نت نئے مسائل وواقعات کا حل تلاش کرتے ہیں اورقوم مسلم کی بروقت رہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیتے ہیں،وہ کوئی اور ذات نہیں، وہ ذات ستودہ صفات وہی ہے جو اپنے علم وفضل ،زہد وتقویٰ،فقہی بصیرت ودینی حمیت وغیرت میں فائق الاقران ونادرالزمان ہے میری مراد علم وفضل کے عظیم سلطان،تقویٰ وطہارت کے حقیقی پاسبان،مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب وترجمان سیدی وسندی حضورمحدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ۔

ایک طرف پدربزرگوار کی یہ اعلیٰ خوبیاں،روشن خدمات اورمتنوع اوصاف وکمالات اوردوسری جانب آپ کے صاجزدۂ گرامی شہید راہ مدینہ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی قدس سرہ النورانی کی پاکیزہ شخصیت اوران کےگوناں گوں زریں کارنامے،باپ اوربیٹے کی زندگی کے ان انمٹ نقوش وخطوط کو دیکھ کر یقیناً ہرشخص یہ کہنے پرمجبورہوگا کہ

> **''بلا شک وارتیاب حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی قدس سرہ علم وفضل ،تقویٰ وطہارت اوردیگر کمالات علمیہ میں اپنے والد حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کے مظہراتم اور پرتوِ کامل تھے''**

جس کی ضیابارکرنوں سے اہل سنت وجماعت کے قلوب وجگر روشن ومنورہیں ۔اوران شاء اللہ الرحمٰن صبح قیامت تک یونہی چمکتے دمکتے رہیں گے،خدا کرے ایسا ہی ہو!

نبیرۂ صدرالشریعہ ،شہزادۂ حضورمحدث کبیر حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی کی پہلودارشخصیت اورآپ کے متنوع محاسن وکمالات علمیہ کا ایک اجمالی تعارف آپ نے اوپر ملاحظہ کیا

ذیل میں قدرے تفصیل نذر قارئین ہے۔

انیس برس کی عمر میں آپ جملہ مروجہ علوم وفنون سے فارغ التحصیل ہوئے۔

بعدہ دو سالوں تک خاص فتویٰ نویسی کی تربیت لی۔

ٹریننگ کے بعد کم وبیش ۹؍سال تک مسلسل ایک ماہر وکہنہ مشق مفتی کے زیر نگرانی فتویٰ لکھتے رہے۔

پھر جب خود اس مقام پر فائز ہو چکے کہ دوسرے طالبین وشائقین فقہ وفتاویٰ آپ سے تربیت حاصل کریں تب سے تادم آخر تقریبا ۳۰؍برس تک فتاویٰ تحریر فرماتے رہے،

آپ کے قلم حق رقم سے ہزاروں کی تعداد میں علمی وتحقیقی فتاویٰ جاری ہوئے ہیں، سنا ہے کہ آپ کے فتاویٰ کی ترتیب کا کام جاری ہے ،خدا کرے کہ جلد تشنۂ تکمیل ہو اور ہمیں بھی آپ کے خوان علم سے خوشہ چینی کا شرف حاصل ہو۔

آپ نے تدریس کا آغاز فتویٰ نویسی کی تربیت کے دوران ہی کر دیا تھا جب آپ کی عمر صرف ۲۰؍برس تھی ،تب سے آخری سانس تک کم وبیش ۴۰؍سال بلاناغہ تدریس فرماتے رہے اور ہزاروں کی تعداد میں تلامذہ تیار فرما کر راہی ملک عدم ہوئے۔

سینکڑوں محافل ومجالس میں شریک ہو کر ناخواندہ سنی بھائیوں میں تبلیغ واشاعت کا اہم فریضہ ادا فرمایا۔

زندگی بھر تقریر وتحریر، تحقیق وریسرچ اور تدریس وتبلیغ کے ذریعہ افکار امام احمد رضا کی پاسبانی فرماتے رہے۔

کثیر تبلیغی دوروں ،انتظامی امور کی مختلف ترکیبوں اور دیگر غیر معمولی تدریسی وتحقیقی اور علمی مصروفیتوں کے باوجود قرطاس وقلم سے مضبوط رشتہ بنائے رکھا اور کم وبیش ۳۰؍ سے زائد چھوٹی بڑی کتابوں کا قیمتی علمی ودینی اثاثہ قوم کو عطا فرمایا۔کمال یہ ہے کہ آپ کی نوک قلم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والی کتابوں میں کئی کتب مدارس اہل سنت کے نصاب تعلیم میں شامل ہیں ۔آپ کی قابل ذکر تصنیفات یہ ہیں:

(۱) ضیاء النحو

(۲) ضیاء الصرف

(۳) ضیاء المنطق

(۴) ضیاء فارسی

(۵) ضیاء اصول حدیث

(۶) ترجمہ صرف میر

(۷) ترجمہ مشکوۃ المصابیح

(۸) ترجمہ منیۃ المصلی وغیرہ

آپ نے اسلامی نونہالوں کی دینی واسلامی تعلیم وتربیت کے لیے **"مدرسہ صادق الاسلام"** جیسا عظیم الشان مرکز قائم فرما کر ملک کے مختلف کونوں میں اس کی متعدد شاخوں کا بے مثال جال بچھایا اور اپنی انتھک کوشش اور غیر معمولی ذوق طبع کے سبب انہیں عروج وارتقا کی آخری منزل تک پہنچایا۔

معزز قارئین! مذکورہ قدرے کفایت تفصیل سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یقیناً ہمارے ممدوح گرامی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد ماجد حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کے عکس جمیل اور پرتوِ کامل تھے۔

یہی وہ خوبیاں اور وہ علمی کمالات تھے جن کے سبب حضور محدث کبیر دام ظلہ نے پچھلے دو سال قبل عرس امجدی کے پر بہار موقع پر سینکڑوں زائرین عرس امجدی کی موجودگی میں آپ کو پڑوسی ملک میں اپنا جانشین وقائم مقام مقرر فرمایا جو سو فیصد نہ صرف صحیح و درست تھا بلکہ حق بہ حقدار رسید کا کامل جلوہ تھا۔

مگر کسے معلوم تھا کہ جن کے کاندھوں پر بزرگ والد کا جنازہ ہونا چاہیے تھا، بزرگ باپ ہی کو اپنے بیٹے کا جنازہ اٹھانا ہوگا، جانشینی کو ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ دنیا بھر کے مومنوں کی ایمانی راجدھانی مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاًو کراماً سے بلاوا آیا جو درحقیقت پیکِ اجل اور خفتہ و سویا نصیبے کی معراج زندگانی تھی اور یہی ہوا زیارت شہر نبوی اور عمرہ سے فراغت کے بعد ریاض کے لیے چلتے ہوئے شہر طائف کے کسی سڑک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے اور دل کی ساری حسرتیں پوری ہوئیں، یہ بھی نصیب و قسمت کی بات ہے کہ آپ کو دفن ہونے کے لیے جلیل القدر و عظیم المرتبت صحابی رسول حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پڑوس نصیب ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ حضرت کی تمام خدماتِ دینیہ کو شرف قبولیت سے نوازے ،ان کے درجات عالیہ روز افزوں بلند فرمائے، ہمیں ان کے چھوڑے ہوئے انمٹ نقوش فکر کو اپنانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے نیز ان کے وصال سے اہل سنت و جماعت میں جو عظیم خلا پیدا ہوا ہے اپنی شان رحیمی و کریمی سے ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرما کر اس خلا کو پر فرمائے ۔آمین یا رب العالمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

غبار راہ مدینہ

ابوالاختر مشتاق احمد امجدی غفرلہ
خادم: ازہری دارالافتاء، ناسک
صدرالمدرسین: امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

۞۞۞۞
۞۞۞
۞۞
۞

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

از قلم : حضرت مولانا شاہد عباس خان امجدی صاحب
فاضل دار العلوم جامعہ امجدیہ کراچی پاکستان

استاذ محترم حضرت قبلہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان ہستیوں میں ہوتا ہے کہ جو حقیقتاً دین کا درد رکھنے والی اور بلاخوف لومۃ لائم حق گوئی کا فریضہ سرانجام دینے والی ہیں۔اس دور کے اندر فقیر جن علماء سے ان کی حق گوئی اور بے باکی سے متاثر ہوا ہے ان میں ایک نام حضرت استاذ محترم علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ان کی شخصیت کے حوالے سے جو چیزیں فقیر کے مشاہدے میں ہیں ان میں ایک بات جس کو میں سرفہرست آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب بھی میری ملاقات کسی مشہور عالم سے ہوتی تو میں ان کے سامنے جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ یا حضور تاج الشریعہ وغیرہ علماء کے تصلب پہ مبنی مواقف رکھتا تو اکثر ایسا ہوتا کہ وہ عالم آگے سے یہ کہتے ہوئے اس موقف سے برأت کا اظہار کرتے کہ دیکھیں حکمت عملی بھی کوئی چیز ہوتی ہے ،وہ حکمت عملی دراصل اس عالم میں موجود صلح کلیت یا عقیدے کی عدم پختگی پر دلالت کرتی جس کو وہ حکمت عملی کا نام دیتے۔

لیکن حضور عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی سے جب بھی فقیر کی گفتگو ہوئی اور میں نے ان کے سامنے حضور سیدی اعلیٰ حضرت یا حضور تاج الشریعہ وغیرہ جو متصلب سنی تھے ان کا کوئی بھی موقف رکھا تو استاذ محترم نے بلا تاخیر اس موقف کی حمایت کی۔ ایک مسئلہ جو فتاویٰ بریلی شریف کے اندر بالکل آخری فتوے میں موجود ہے جمہوریت سے متعلق چونکہ ہمارے ملک پاکستان میں ایسے مولوی حضرات آئے جنہوں نے اپنی جماعتیں بنائیں اور سیاست میں داخل ہوئے اور چونکہ موجودہ جمہوری سیاست کی خرابیاں ہر ذی شعور بندے کے سامنے ہیں مثلاً : بدمذہبوں سے اتحاد اور معاذ اللہ بعض جگہوں پر بدمذہبوں کی مدح سرائی ۔تو اس حوالے سے فقیر نے مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب سے رابطہ کیا اور جمہوریت سے متعلق یہ مسئلہ دریافت کیا کہ کیا آپ اس فتوے کی حمایت کرتے ہیں تو آپ نے فوراً ہی کہا کہ : ''**اگر ہمارے بزرگوں نے اس فتوے کو لکھا ہے تو میں اس کی بیانگ دہل تائید کرتا ہوں اور میرا ابھی یہی موقف ہے۔**'' تو اس سے میرا دل بڑا خوش ہوا اور اس پر فخر ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دور میں بھی ایسے علماء ہمیں عطا فرمائے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر اتوار کو بعد نماز ظہر فقہی مسائل کے سوال و جواب کی نشست کا اہتمام فرماتے کئی مرتبہ مجھ ناچیز کو بھی اس میں حاضر ہونے کا

موقع ملا جب آپ سے سوال ہوتا تو بڑے ہی سہل انداز میں اس کا جواب عطا فرماتے اور اس موقع پر آپ کی فقہی بصیرت کا اندازہ ہوتا اور آپ کے وسیع مطالعہ پتہ چلتا۔ ہر ایک کو اس مجلس میں سوال کرنے کی اجازت ہوتی تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی ہی توجہ سے اس کا سوال سنتے اور اس کو جواب عطا فرماتے۔

استاذ محترم کی عاجزی و انکساری کے بھی کیا کہنے کہ جب فقیر ان کے پاس گیا اور عرض کی کہ: حضور مجھے بھی اپنے تلامذہ کی صف میں شامل ہونے کا شرف عطا کیجئے تو آپ نے بڑی عاجزی سے یہ کہا کہ: میاں آپ دورۂ حدیث پڑھ رہے ہو (چونکہ میں ان دنوں جامعہ امجدیہ کراچی میں دورۂ حدیث کر رہا تھا) فرمایا کہ: آپ تو بڑے بڑے علماء سے پڑھ رہے ہو مجھ حقیر سے پڑھ کر کیا کرو گے؟ تو میں نے عرض کی: حضور آپ یہ عاجزی فرما رہے ہیں مجھ ناچیز کو اپنی شاگردی میں قبول کیجئے اور میرے لیے یہ شرف کی بات ہوگی تو ناچیز نے بخاری شریف کتاب العلم کی ایک حدیث کی عبارت آپ کے سامنے پڑھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ کیا اور شرح فرمائی اور یوں اپنی شاگردی میں مجھ کو قبول کیا۔

آج جس طرح ہمارے اندر عقیدے کی پختگی نہ ہونے کے برابر ہے اور تصلب فی المسلک نظر نہیں آتا لیکن اس کے باوجود استاذ محترم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ دولت عطا کی تھی کہ ہم جب بھی کسی بڑی رات کو کسی بزرگ کے عرس کی محفل ہوتی یا گیارویں شریف ہوتی تو بڑے ہی شوق سے آپ کے مدرسہ صادق الاسلام چاندنی چوک میں حاضر ہوتے اور جب واپس لوٹ کر جاتے اور طلباء پوچھتے کہ کہاں گئے تھے تو ہم بڑے فخر سے کہتے کہ آج ہم آپکے بریلوی کے مدرسے میں محفل میں شرکت کرنے کے لیے گئے تھے۔ استاذ محترم کی مجھ پر ایک خاص شفقت جو مجھے ہمیشہ یاد رہے گی وہ یہ ہے کہ: **"بلوچستان کی ایک ہندو عورت جس کے ساتھ ناچیز کی بحث شروع تھی وہ دین اسلام سے کافی حد تک متاثر تھی لیکن وہ کہتی تھی چند میرے اشکالات ہیں جن کے مجھے جوابات چاہیے تو ناچیز اس کے ساتھ دو تین دنوں تک گفتگو کرتا رہا اور جہاں کہیں مجھے کوئی مشکل پیش آتی علمی حوالے سے تو میں استاذ محترم سے عرض کرتا اور استاذ محترم اس کے لیے وقت نکال کر مجھے جواب بھی دیتے، میری رہنمائی بھی کرتے بالآخر بحمد للہ تعالیٰ اس عورت نے کلمہ شریف پڑھ لیا اور ناچیز نے اس کا اسلامی نام کنیز فاطمہ رکھا۔"**

اور پھر استاذ محترم کو یہ خوشخبری سنائی تو آپ نے بڑی ہی شفقت سے میری دل جوئی بھی کی اور دعائیں بھی دیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو مزید اسلام کی تبلیغ کرنے کا ہنر عطا فرمائے اور بحمد للہ آپ کی یہ آڈیو فقیر کے پاس محفوظ بھی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ استاذ محترم کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے مشرف فرمائے اور چونکہ استاذ محترم کی قبر شریف سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قرب میں بنی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا فیضان بھی استاذ محترم کو نصیب فرمائے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں استاذ محترم کی حق گوئی کا حصہ عطا فرمائے۔

شاہد عباس خان امجدی

فاضل دار العلوم جامعہ امجدیہ کراچی پاکستان، مقیم حال میانوالی پنجاب پاکستان

گلستان صدر الشریعہ کا گل سرسبد

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ

(۱۳۸۴ھ/ ۱۴۴۵ھ)

از قلم: حضرت مولانا ابوسنان عتیق الرحمن رضوی
جیلانی مشن، مالیگاؤں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینۃ العلماء سرزمین گھوسی کا عظیم دینی علمی امجدی خانوادہ جو اپنی دینی علمی خدمات فضل وکمال کے اعتبار سے دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صاحب بہار شریعت، صدر الشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کا کئی جہات سے دنیائے سنیت پر بڑا احسان ہے۔ آپ کی ذات سے رب تبارک وتعالیٰ نے ایسے ایسے کام لیے جن سے آج بھی عالم اسلام سیراب ہو رہا ہے اور اپنی علمی تشنگی بجھا رہا ہے۔

یہ وہ عظیم علمی گھرانہ ہے جہاں آج بھی مرد تو مرد مستورات بھی دینی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہوتی ہیں۔ اس عظیم گھرانے کی تاریخ رہی ہے کہ یہاں کی خواتین بھی بڑی علمی صلاحیتوں کی حامل گزریں۔ اب بھی اس خانوادہ میں سیکڑوں علما و عالمات کا وجود ہے، جو اپنے علم فضل وکمال سے دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ہمارے ممدوح، جگر گوشۂ حضور محدث کبیر، حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ بھی اسی گلستان صدر الشریعہ کے گل سرسبد ہیں۔

آپ مدینۃ العلماء گھوسی میں ۱۴؍رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹۶۴ء کو اس خاکدانِ گیتی پر جلوہ افروز ہوئے۔ ابتدائی کتابیں، ناظرہ کی تعلیم اپنی دادی جان سے حاصل کیں۔ درس نظامی کے لیے گھوسی کی معروف علمی دانش گاہ شمس العلوم گھوسی میں داخل ہوئے۔ یہاں سے مدرسہ مصباح العلوم، اشرفیہ تشریف لائے، جلالۃ العلم، حافظ ملت، ابوالفیض علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی (۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۲ء۔ ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء) کے دسترخوان علم وفضل سے موتی چنتے رہے۔ حضور حافظ ملت کی شخصیت ساز تربیت اور نگاہ فیض سے خوب استفادہ کیا۔

آپ کی تربیت نے علامہ موصوف کی علمی عملی صلاحیتوں کو

خوب نکھارا۔ والد ماجد کی خصوصی نظر عنایت نے آپ کو اپنے اجداد کی علمی صلاحیتوں کا عکس جمیل بنا دیا۔شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری علیہ الرحمہ سے شرف بیعت نے روحانیت میں چار چاند لگا دیے۔ جانشین سرکار مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری از ہری علیہ الرحمہ نے اپنی خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ والد ماجد شہزادۂ حضور صدر الشریعہ، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی نے خلافت عطا فرمائی نیز سرزمین پاک کے لیے آپ کو اپنا قائم مقام و جانشین مقرر فرمایا۔ متعددا کا برین اہل سنت سے اسناد احادیث سے مشرف ہوئے۔ دار العلوم صادق الاسلام کا قیام فرما کر مہمانانِ رسول کی علمی تشنگی کی سیرابی کا سامان کیا۔ درس و تدریس اور وعظ و نصیحت نیز دروس حدیث سے اصلاح امت اور تحفظ و فروغ مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت و جماعت کا فریضہ انجام دیا۔

آپ کی حیات جہد مسلسل، زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام اور اپنے اجداد کرام کی حیات وخدمات کا پرتو ہے۔ آپ نے پوری زندگی خدمت دین متین صرف کی۔ فتویٰ نویسی، فقہی نشستوں کے ذریعے پیش آمدہ مسائل کا شرعی حکم واضح کر کے امت مسلمہ کی شرعی، دینی رہبری و رہنمائی فرمائی۔علم و فضل، تقویٰ وطہارت، مزاج، دینی معاملات میں سختی کے حوالے سے اپنے اجداد اور بزرگوں کی بولتی تصویر تھے۔

ضیاء النحو، ضیاء الصرف، ضیاء فارسی، فارسی کی پہلی کتاب کا حاشیہ، ضیاء المنطق، ضیاء اصول حدیث، ترجمہ صرف میر، ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح شریف، ترجمہ منیۃ المصلیٰ، منہاج العارفین ترجمہ منہاج العابدین، جنوں کی دنیا، ترجمہ لقط المرجان فی احکام الجان، جشن عید میلاد النبی ﷺ، فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حسن قرأت، کف ثوب، بہار اعتکاف، راحت القلوب، سلام کے فضائل و اہمیت، سماع موتی، نماز کا طریقہ، فضائل رمضان المبارک، فضائل شعبان المعظم، پرائز بانڈ پر انعام لینا، حج و عمرہ ایک نظر میں، سوانح رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری آپ کی چند علمی یادگاریں ہیں۔

اپنے علم، فضل و کمال سے تشنگان علوم اسلامیہ کو سیراب کرنے والا، بزرگوں کی روحانی امانتوں کا امین، اپنے اجداد کی علمی وراثتوں کا وارث، برج صدر الشریعہ کا یہ چمکتا دمکتا ستارہ گزشتہ شب ۱۵/ اپریل ۲۰۲۴ء کو سفر عمرہ سے واپسی پر مقام طائف کی طرف ایک سڑک حادثے میں غروب ہوگیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ افسوس ناک خبر ملتے ہی دل مغموم ہوگیا۔ اور آپ کی حیات و خدمات کے دریچے صفحہ ذہن پر ابھرنے لگے۔ آپ کی رحلت صرف ایک خاندان یا ایک علاقہ کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت کے لیے عظیم خسارہ ہے۔ آپ کی رحلت نے دنیائے سنیت میں ایک خلا پیدا کر دیا ہے۔

رب تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کے شہزادگان بالخصوص، برادر عزیز علامہ ریاض المصطفیٰ اعظمی صاحب کو قوت و توانائی، اور حوصلوں کو جلا بخشے تا کہ وہ علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی

علیہ الرحمہ کے علمی کارواں کو آگے لے کر چل سکیں۔ اور آپ کے مشن کی تکمیل اور آپ کے علمی وارث و جانشین بنیں، آمین۔

اس اندوہ ناک لمحات میں ہم آپ کے، اہل خانہ کے شانہ بشانہ ہیں۔ فقیر قادری آپ سب کی خدمت میں بالخصوص حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، علامہ ابو یوسف ازہری و خانوادۂ امجدیہ کو تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے۔ علامہ موصوف کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں، رب تبارک وتعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آپ کی تمام دینی علمی، ملی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے۔ انبیاء، صدیقین، صالحین، شہداء کا قرب نصیب فرمائے۔ اور ہم سب کو اس رنج کی گھڑی میں صبر اور اس پر عظیم اجر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین می نماییم
و حق الغوث الاعظم محی الدین رضی
اللہ تعالی عنہ

شریک غم و دعا گو:

ابوسنان عتیق الرحمن رضوی
(جیلانی مشن، مالیگاؤں)

❁❁
❁

(ص ۵۸ کا بقیہ یہاں پر ملاحظہ فرمائیں۔)

ایک سورج تھا کہ تاروں کے گھرانوں سے اٹھا
آنکھ حیراں ہے کیا شخص زمانے سے اٹھا
بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رُت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا
کس سے اس درد مصیبت کا بیاں ہوتا ہے
آنکھیں روتی ہے قلم روتا ہے دل روتا ہے
آہ ! اے مسند نشین مسند علم و عمل
لے گئی آغوش رحمت میں تجھے تیری اجل
ڈھونڈ کر لائیں کہاں سے ہر کوئی تیرا بدل
تیری رحلت سے نظام سنیت میں ہے خلل

خدائے قادر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں حضرت مفتی صاحب کی تمام تر دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ان کی بے حساب مغفرت فرمائے، حضرت کی اہلیہ محترمہ اور بچوں کو خصوصیت کے ساتھ حضور محدث کبیر صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

وصال احمد اعظمی
خادم دار العلوم غوثیہ تبغیہ رسول آباد
❁ ۱۲ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ ❁

مصنف بہار شریعت کے پوتے

ازقلم: حضرت مولانا محمد افضل امجدی صاحب
مدرس : جامعہ حنفیہ قصور، پاکستان

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

آج رات تقریباً دو بجے دارالعلوم کراچی کے رفقاء مکتب واٹس ایپ گروپ سے ایک انتہائی غمناک خبر موصول ہوئی کہ مربی من مشفق من استاد من میرے مربی میرے مشفق میرے استاد حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفی قادری امجدی اعظمی شہزادۂ حضور محدث کبیر و نبیرۂ صدر الشریعہ مصنف بہارِ شریعت ارض مقدسہ مکۃ المکرمۃ کی وادی مبارکہ طائف شریف کے قرب میں دوران سفر ایک حادثہ میں جام شہادت نوش فرما گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اچانک ملنے والی یہ خبر میرے لیے ایسے ہی ہے جیسے کوئی وزنی چٹان میرے سر پر رکھ دی گئی ہو۔

آہ : علم و عمل تقویٰ وطہارت کا ایک اور چراغ درخشاں ہم سے چھپ گیا، حضرت استاذ گرامی کی رحلت سے جو صدمہ مجھے پہنچا میں اس کا کیسے اور کس سے اظہار کروں، میرے غم کا کون مداوا کرے گا؟

ابھی عید کے روز حضرت استاذ من کو راقم نے بذریعہ ٹیلی فون عید سعید کی مبارک باد پیش کی اور حضرت قبلہ من سے حضور محدث کبیر ممتاز الفقہاء مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی قادری امجدی مدظلہ العالی کی خیریت دریافت کی اور اہل فلسطین کے لئے نیز مفتی سلمان ازہری رضوی صاحب کی رہائی کے لئے دعا کی درخواست پیش کی، حضرت استاذ من نے بڑی مسرت و شادمانی سے عید کی مبارک باد قبول فرمائی، حضور محدث کبیر مرشد من کی خیریت بیان فرمائی اور اہل فلسطین کے لیے کثیر دعائیں کیں، مفتی سلمان ازہری صاحب مدظلہ العالی کی رہائی کی دعا فرمائی۔ حضرت نے فقیر حقیر کے گھر والوں کی خیریت دریافت فرمائی اور بڑی دعاؤں سے نوازا۔

راقم نے حضرت سیدی الشاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ کے رسالہ مبارکہ" سراج العوارف فی الوصایا والمعارف" کے پڑھنے اور اس میں مندرجہ وظائف کی اجازت طلب کی تو حضرت نے بڑی خوشی خوشی اجازت مرحمت فرمائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حضرت سیدی الشاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ عنہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے پیر و مرشد حضرت سیدی الشاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ حضرت

استاذ من دار العلوم امجدیہ کراچی میں سالہا سال تعلیم و تدریس فرماتے رہے، منصب افتاء پر رونق افروز رہے۔ آپ کے قلم سے ہزار ہا فتاویٰ جاری ہوئے، ادارے کی جامع مسجد امجدی میں فرائض امامت و خطابت بھی سر انجام دیتے رہے۔

کئی کتب و رسائل کے مصنف و مترجم ہیں۔صرف میر، مشکوۃ المصابیح، منیۃ المصلی کا ترجمہ فرمایا اور اوراد و وظائف کے بڑے پابند تھے۔ دلائل الخیرات شریف کی بڑی پابندی سے سفر و حضر میں تلاوت فرماتے۔کئی سالوں سے دلائل الخیرات کی تلاوت سے آپ نے کبھی ناغہ نہیں فرمایا۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ و رضی اللہ عنہ کی کتاب مستطاب" لقط المرجان فی احکام الجان" کا ترجمہ بنام "جنوں کی دنیا" فرمایا جو مکتبہ برکات المدینۃ کراچی سے مطبوعۃ ہے۔امام غزالی رضی اللہ عنہ کی مبارک کتاب" منہاج العابدین" کا ترجمہ فرمایا جو ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی سے مطبوعہ ہے۔ ابتدائی درجہ کے طلباء کے لئے صرف و نحو و منطق کی انتہائی سہل انداز میں کتب تحریر فرمائی مثلاً ضیاء الصرف، ضیاء النحو، ضیائے منطق، ضیائے اصول حدیث وغیرہ

آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے بڑے پابند اور سچے داعی تھے طلبہ سے اپنے بچوں کی طرح شفقت فرماتے تھے۔ مجھ حقیر پر تو آپ کے ان گنت احسانات ہیں۔ اصول الشاشی، سراجی، جلالین وغیرہ کئی کتب راقم نے حضرت سے ہی پڑھی۔ حضرت نے اپنے قائم کردہ ادارے صادق الاسلام میں راقم کو تدریس کے لیے بھی منتخب فرمایا اور مشق افتاء بھی کروائی۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کئی مرتبہ فقیر حقیر کے غریب خانہ قصور پنجاب میں تشریف لائے اور اپنی شفقتوں سے نوازا۔

(یہاں تک تحریر وصال والے دن کی ہے)

ایک دفعہ استاذ گرامی قبلہ من ہمارے محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خطاب فرانے کے لئے تشریف لائے۔ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جلسہ موضع مصطفیٰ آباد جس کا پرانا نام للیانی تھا علماء اہلسنت نے بدل کر اس کا نام مصطفیٰ آباد رکھا ہے، مصطفیٰ آباد کی اڈے والی مسجد میں حضرت نے ماشاء اللہ بہت عمدہ خطاب فرمایا جس میں کئی مقامی پیر حضرات اور عالم دین تھے۔ ہمارے پنجاب میں اب محافل میں دیکھا دیکھی یہ عمل عام ہو گیا ہے کہ نعت خوانوں پر لوگ پیسے لٹاتے ہیں حضرت قبلہ استاذ محترم کی موجودگی میں جب ایسا کیا گیا تو آپ نے نہایت عمدہ و احسن طریقہ سے اصلاح فرمائی جس کو عوام و مہمانان گرامی نے قبول کرلیا۔

استاد گرامی نہایت عالمانہ وقار میں تشریف لائے تھے، لباس ہمیشہ کی طرح اس موقع پر صاف ستھرا زیب تن فرمایا تھا، اسی طرح عمامہ شریف تو آپ نے حسب عادت شاندار انداز سے باندھا ہوا تھا۔ حضرت کی رہائش گاہ پہ مدعو پیر حضرات نے مجھ سے قبلہ استاذ گرامی کا تعارف

پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا یہ مصنف بہار شریعت کے پوتے ہیں۔ اس سفر میں قبلہ استاذ گرامی نے شیخ الاسلام والمسلمین حضور سیدنا بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری بھی دی اور نہایت ہشاش و بشاش تھے اور پاکپتن شریف حاضری پر بہت خوش تھے۔ دلائل الخیرات آپ نے اپنے ہمراہ لی تھی جسے آپ نے تلاوت فرمایا۔

اور دلائل الخیرات کی تلاوت کرنے کے تو اس قدر پابند تھے کہ ایک دفعہ قبلہ استاذ جی ہمارے غریب خانہ پر محفل میلاد میں شرکت فرمانے کے لئے تشریف لائے تو ہم نے حضرت سے گزارش کی کہ استاذ جی حضور بارڈر ایریا پر تھوڑا سا ہو کر آجاتے ہیں (اس سے تازہ ہوا بھی میسر آئے گی اور احباب کو کچھ آپ کے ساتھ وقت گزارنے کا بھی موقع مل جائے گا۔) حضرت نے ہماری گزارش کو قبول فرمالیا اور جانے آنے کا یہ وقت تقریباً عصر و بعد عصر کا تھا جس میں آپ دلائل الخیرات پڑھتے تھے تو میں نے دیکھا قبلہ استاذ صاحب نے دلائل الخیرات اپنے ساتھ ہی لے لی اور دوران سفر ہی اپنا وظیفہ تلاوت فرمالیا۔

راقم الحروف نے قبلہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کو ایک عرصہ دراز قریب سے دیکھا ان کے ساتھ سفر و حضر میں حاضر رہا درسگاہ و مسجد میں ملاحظہ کیا لیکن اس دوران آپ کے لباس و عمامہ شریف پر کبھی میل کچیل یا داغ دھبہ نہیں دیکھا۔ اس قدر آپ نفیس الطبع اور صاف ستھرے رہتے تھے اللہ اکبر! جب استاذ گرامی کا ظاہر اس قدر صاف ہے ان کا باطن کس قدر پاک و صاف ہوگا۔

آپ ہمارے ہاں کئی مرتبہ تشریف لائے حالانکہ قصور اور کراچی کے درمیان سینکڑوں کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ حضرت استاذ گرامی اس دور دراز کا سفر کرنے کے باوجود کبھی ایک چونی کا بھی مطالبہ نہ فرماتے تھے بلکہ ایک دفعہ تو آپ نہ صرف تشریف لائے بلکہ کپڑوں کے نئے دو سوٹ بھی پیش فرمائے، یہ ان کی دریا دلی تھی جس سے اللہ نے آپ کو نوازا تھا۔

طلبہ سے آپ اس قدر پیار و شفقت فرماتے تھے کہ جیسے ہی اچانک آپ کے وصال پر ملال کی خبر دور دراز پھیلی تو ایک ساتھی عالم دین جو مجھ سے سینئر ہیں کشمیر سے ان کا تعلق ہے اور سید صاحب ہیں وہ مجھے اپنے پیغام میں کہنے لگے کہ:

"افضل بھائی چند ماہ قبل میری والدہ محترمہ انتقال کر گئیں تھیں ان کے انتقال پر جتنا مجھے صدمہ ہوا آج استاذ جی قبلہ کے انتقال فرمانے پر مجھے اتنا ہی صدمہ لاحق ہے"

راقم کے ایک شاگرد سید غلام دستگیر شاہ صاحب گیلانی ہیں جو آج کل تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلے میں انگلینڈ میں مقیم ہیں۔ ماشاء اللہ، چند ماہ قبل جب وہ انگلینڈ سے کراچی آئے تو استاذ جی قبلہ نے انہیں فرمایا کہ مجھ سے ملاقات کر کے جائیے گا اور ہماری محفل میں بھی شرکت کیجئے گا اگرچہ آپ محفل میں

لیٹ پہنچیں لیکن شرکت کیجئے گا! وہ سید صاحب شاگردمن بتاتے ہیں کہ جب میں کراچی پہنچا تو محفل میں شرکت کرنے کے لئے حاضر ہوا تو لیٹ ہو چکا تھا محفل کا اختتام تھا تو قبلہ استاذ محترم مجھ سے فرمانے لگے سید صاحب! دعا آپ کروائیں! سید صاحب موصوف کہتے ہیں کہ میں نے معذرت کی لیکن اس کے باوجود استاذ جی نے فرمایا کہ سید صاحب دعا آپ کروائیں! یہ تھا استاذ جی قبلہ کا سادات و شاگردوں سے پیار وشفقت کا عالم۔

چند سال قبل اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری بیٹی کی نعمت سے نوازا جس کا تولد مقامی ہسپتال میں ہوا۔ راقم نے اس کی اطلاع بذریعہ فون حضرت استاذ گرامی کو دی تو آپ خوش ہوئے اور بیٹی کا نام کنیز زہرا تجویز فرمایا۔ بچی کا تولد چونکہ بذریعہ آپریشن ہوا اور عید الاضحیٰ کی تعطیلات بھی تھیں، ڈاکٹر سے کچھ غفلت بھی ہوئی جس کے نتیجہ میں بچی شدید علیل ہوگئی تو فقیر نے استاذ گرامی کو عرض کیا استاذ گرامی نے کچھ وظائف پڑھنے کی تلقین فرمائی اور شفایابی کی دعا فرمائی لیکن بچی پانچ دن کی علالت کے بعد وہی ہسپتال میں انتقال کر گئی۔ جس کا مجھے شدید صدمہ پہنچا۔ جب استاذ محترم کو فقیر حقیر نے یہ خبر سنائی تو آپ قبلہ من مجھے اس طرح تسلی دیتے رہے اور صبر کی تلقین فرماتے رہے جیسے نہایت شفیق اور مہربان پدر اپنے بچوں کو تلقین کیا کرتا ہے اور کیوں نہ ہو استاذ بھی تو ایک روحانی باپ ہوتا ہے بلکہ استاذ کا درجہ باپ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ یہ تھی استاذ گرامی کی شفقتوں اور محبتوں کی ایک جھلک۔

راقم الحروف پر استاذ گرامی تو اس قدر مہربان تھے کہ فقیر نے جب کبھی کچھ بھی اپنے استاد گرامی سے طلب کیا آپ نے منع نہیں فرمایا۔ کئی دفعہ ایسے ہوا کہ آپ سے عمامہ شریف راقم نے طلب کیا تو آپ نے فوراً اپنا عمامہ شریف مجھے عنایت فرمادیا، بسا اوقات فقیر کا دار العلوم کا کھانا کھانے کو دل نہ کرتا تو قبلہ استاذ گرامی کے گھر پیغام بھیجتا تو گھر سے کھانا کھانے کے لئے آجاتا، بلکہ ایک بات اور پیش کرتا چلوں: فقیر جب پہلی دفعہ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اس وقت ایک شخص کے جملہ اخراجات جو کاروان والے کو جمع کروانے تھے وہ پینتالیس ہزار روپے پاکستانی تھے، یوں ہم دونوں ماں بیٹے کے نوے ہزار روپے بنتے تھے لیکن راقم کے پاس نوے ہزار روپے نہ تھے، کچھ ہزار کم تھے جب فقیر نے اتنے روپے استاذ جی سے طلب کیے بطور قرض حسنہ کے، تو آپ نے ضرورت کے مطابق وہ رقم مجھے عنایت فرمادی، یہ تھی ان کی شان کریمانہ۔ اب ایسے شفیق استاذ چراغ لے کر تلاش کرنے سے شاید ملیں۔

راقم الحروف کو درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تحریری کام کرنے کا بھی بہت شوق ہے، چند چھوٹی بڑی کتابیں و رسائل منصہ شہود پر آچکی ہیں۔ حضرت استاذ من اس پر بہت خوش تھے اور وقتاً فوقتاً حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے بلکہ کئی کتابوں پر آپ نے اپنی قیمتی تقریظیں بھی تحریر فرمائی مثلاً

شرح اصول الشاشی، ضیائے ازواج مطہرات یعنی مومنوں کی مقدس مائیں، نور خدا اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ تک، بلکہ ایک رسالہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شگفتہ مزاجی۔ تو آپ نے نہ صرف اسے ملاحظہ فرمایا بلکہ کئی مقامات سے اسے فقیر سے سماعت بھی فرمایا اور اس پر تقریظ بھی تحریر فرمائی۔

حضور محدث کبیر مدظلہ العالی سے ''مومنوں کی مقدس مائیں'' پر گزارش کر کے تقریظ تحریر کروائی، اسی طرح استاد محترم کے برادر محترم مولانا جمال المصطفیٰ اعظمی صاحب جو ان دنوں الجامعۃ الاشرفیہ میں استاذ و مدرس تھے، کراچی پاکستان تشریف لائے تو آپ نے بھی'' ضیائے ازواج مطہرات المعروف مومنوں کی مقدس مائیں'' پر تقریظ تحریر فرمائی، فللّٰہ الحمد، اور یہ کتاب کراچی، لاہور اور اب ہندوستان میں بھی چھپ چکی ہے۔

راقم الحروف چونکہ کئی سالوں سے پنجاب قصور کے مدرسہ جامعہ حنفیہ قصور میں تدریسی ذمہ داری نبھا رہا ہے۔ خدمت افتاء بھی راقم کے ذمہ ہے اس لئے بسااوقات مسائل کے حل کے لئے استاد جی قبلہ سے بذریعہ فون رابطہ کرتا تو آپ جب بھی جس وقت بھی آپ سے کسی بھی مسئلہ کے بارے میں راہنمائی طلب کرتا تو استاد قبلہ بڑے ہی شفیقانہ اور احسن انداز میں راہنمائی فرماتے اور ساتھ ساتھ گھر والوں کی خیریت دریافت فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت استاد گرامی سے جب آخری دفعہ عید سعید کی مبارکباد پیش کرنے کے لئے راقم نے فون پر رابطہ کیا تو مفتی صاحب قبلہ نے حسب معمول خیر و عافیت دریافت فرمائی، دعاؤں سے نوازا اور ساتھ پوچھا اس سال کراچی کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا استاذ جی! جامعہ کے مہتمم صاحب لے کر ہی نہیں آئے پچھلے سال انہوں نے کہا تھا تو میں ساتھ آ گیا تھا اس سال نہیں کہا تو میں نہیں آیا (اس دوران فقیر نے ایک اور بات اداروں کے منتظمین کے متعلق عرض کی جو میرے اور استاذ جی کے درمیان راز ہے) جس پر استاد جی قبلہ بہت مسکرائے استاد جی کے مسکرانے پر میں بھی بہت ہنسا۔

راقم نے'' دیدار الٰہی و دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے بھی ایک کتاب تحریر کی جو کے پہلے کراچی سے پھر فرید بک سٹال لاہور سے بھی مطبوعہ ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستان کے مکتبہ اہلسنت مہراج گنج اتر پردیش سے بھی چھپی ہے اس میں کئی بزرگانِ دین کے وہ واقعات بھی درج کیے ہیں جن میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ عالم رویا و عالم بیداری میں، مصنف بہارِ شریعت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حکیم مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کا دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے کا واقعہ مجھے نہ مل سکا تو میں نے قبلہ استاد من سے دریافت کیا، انہوں نے حضور محدث کبیر سے رابطہ کر کے دریافت فرمایا جو راقم نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ملاحظہ ہو:

نبیرۂ صدر الشریعہ جگر گوشۂ محدث کبیر قبلہ استاذ جی مفتی

عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ والد ماجد سیدی وسندی محدث کبیر ممتاز الفقہاء حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی دامت برکاتہم العالیہ سے عرس امجدی ۱۴۲۹ھ کے موقع پر بذریعہ فون معلوم کیا کہ کیا کوئی ایسا واقعہ حضور سیدی وجدی صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی حکیم محمد امجد علی اعظمی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا سے حضور سرور کائنات آقائے دو عالم سیدنا ومولانا سید عالم نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے شرفیابی کا واقعہ ظہور پذیر ہوا؟

والد ماجد محدث کبیر مدظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ جب دوسری اور آخری بار ۱۳۶۸ھ حرمین طیبین کی زیارت کے لئے تشریف لے جارہے تھے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ قصبہ تحصیل گھوسی کے رہنے والے ہیں اور قصبہ یا دیہات سے کوئی حج وزیارت کے لے جاتا ہے تو پوا علاقہ امڈ پڑتا ہے اور سونے پر سہا گہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تو ویسے بھی جب کبھی آتے جاتے تو لوگوں کا ایک جم غفیر ہو جاتا لیکن اس دن کچھ اور ہی سما تھا والد صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ قادری منزل سے گھوسی اسٹیشن تک لوگ ایک عظیم الشان جلوس کی صورت میں رواں دواں تھے پورا پلیٹ فارم بھرا تھا لوگ خوشی و رشک سے مچل رہے تھے جب ٹرین کی روانگی کا وقت قریب ہوا تو بڑی رقت انگیز دعا فرمائی دعا کے درمیان ایک سکتہ سا طاری ہوا، اسی دوران سیٹھ محی الدین مرحوم (جو گھوسی کے ایک معزز شخص تھے) نے مٹھائی کا ڈبہ پیش کیا تو حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے بہت سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ابھی میں حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے دیدار سے شرف یاب ہو رہا تھا اور دیدار میں محو تھا تم درمیان میں مخل ہو گئے، گھوسی سے بمبئی تک یہ پورا سفر حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ پر خاص حضور پر نور علیہ التحیۃ والثناء کی عنایت نوازی تھی۔ سخت بخار نمونیہ کی وجہ سے اکثر غشی کی کیفیت طاری رہتی تھی باوجود اس کے جب کبھی نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی بارگاہ میں نعت شریف کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آنکھیں کھول لیتے اور لطف اندوز ہوتے آنکھیں پرنم ہو جاتیں اور جب حضور مفتی اعظم تاجدار اہلسنت، شہزادہ اعلی حضرت مولانا مصطفی رضا خان صاحب علیہ الرحمہ سے آخری ملاقات کر کے انہیں سفر حجاز مقدس کے لئے رخصت کیا تو حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو ان لفظوں میں رخصت فرمایا: جائیے! میں بھی پیچھے پیچھے آرہا ہوں، عین روانگی جہاز کے وقت حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت علیہ الرحمہ کا وصال مبارک ہوا۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا ورود مسعود حجاز مقدس کی سرزمین پر ایک ہفتہ بعد ہوا لیکن حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کا ورود مسعود سرزمین حجاز منور پر اسی دن ہو گیا۔

رئیس القلم حضرت علامہ مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ نے اس موقع پر فرمایا تھا:

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

قدم رکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تھی سفینے میں

ازقلم : مفتی عطاء المصطفیٰ قادری امجدی اعظمی نبیرۂ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ

(دیدار الٰہی و دیدار رسول صلی اللہ علیہ سلم، صفحہ ۱۵۵/تا ۱۵۷/ مطبوعہ مکتبہ اہلسنت مہراج گنج۔اتر پردیش۔ہند)

خود حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب بہار شریعت جلد ا۔ حصہ ٦۔ صفحہ ۱۰۳۴۔مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی پر یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو حج کے لئے نکلا اور فوت ہوگیا تو قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور فوت ہوگیا اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور فوت ہوگیا اس کے لئے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مسند ابی یعلی، مسند ابی ہریرہ ۵/ ۴۴۱/رقم ۶۳۲۷ : بہار شریعت حصہ ٦)

سبحان اللہ حدیث کے پہلے حصے کی بشارت خود صدر الشریعہ کے لئے ثابت ہوتی ہے اور دوسرے حصے کی بشارت استاد گرامی کے لئے ثابت ہوتی ہے کیونکہ صدر الشریعہ سفر حج میں تھے اور استاد گرامی سفر عمرہ میں تھے اور حالت سفر میں دونوں حضرات کا انتقال ہوا یوں یہ دونوں حضرات اس حدیث میں مذکور بشارت سے شاد کام ہوئے، ایسے ہی علماء ربانیین کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ملحوظ رہے کہ فرمایا وزن حبر العلماء بدم الشہداء فرجح علیہ یعنی علماء کرام کی دوات کی سیاہی کو قیامت کے دن شہیدوں کے خون کے ساتھ تولا جائے گا تو علماء کی سیاہی غالب آجائے گی نیز ارشاد فرمایا مجالسۃ العلماء عبادۃ یعنی علماء ربانیین کے پاس بیٹھنا عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کا خلد بریں میں مقام بنائے اور ان کی قبر مبارک پر وادی طائف میں انوار و تجلیات کی بارشوں کا نزول فرمائے اور آپ کے فیوض و برکات تا صبح قیامت جاری فرمائے خدا تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی دینی خدمات عالیہ کو قبول فرمائے آپ کی قبر مبارک کو ٹھنڈک و نور سے بھر دے آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر اور صبر پر اجر جزیل عطا فرمائے حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کا سایہ با کرامت دراز فرمائے آمین بجاہ خاتم النبیین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

کتبہ : محمد افضل امجدی قصور پنجاب پاکستان

خادم التدریس جامعہ حنفیہ قصور

۱۵/شوال المکرم ۱۴۴۵ ہجری بمطابق ۲۴/اپریل ۲۰۲۴ء

علامہ عطاء المصطفیٰ قادری امجدی علیہ الرحمہ

اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے۔

تحریر : مولانا آصف جمیل امجدی صاحب

ایڈیٹر : شان سدھارتھ

❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روئے زمین ہر دہر میں باکمال ہستیوں سے مزین رہی ہے جن کا وجود مسعود اسلام اور مسلمانوں کے لیے اللہ کریم کے بیش بہا خزانوں میں سے ایک ہے، انہی نفوس قدسیہ میں سے ایک عظیم المرتبت اور تاریخ ساز شخصیت نبیرہ ٔ صدرالشریعہ شہزادہ ٔ محدث کبیر علامہ عطاء المطفیٰ قادری امجدی علیہ الرحمہ کی ذات مبارکہ تھی جو امجدی فیضان سے لبریز تھی جنہوں نے اپنی حیات مستعار کی ہر آن مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے وقف فرما دیا تھا۔

آپ علیہ الرحمہ کی زندگی ہم اہل سنن کے لیے کھلی ہوئی روشن کتاب کی طرح تھی، بلاشبہ آپ کی ذات علماء سلف کی خدمات و افکار کی مظہر تھی۔ شریعت مطہرہ پر استقامت کا یہ عالم تھا کہ حق وصداقت کی تائید ونصرت میں یہ نہیں دیکھا کہ کس کی مخالفت ہو رہی ہے یا مدمقابل ظاہری شوکت وطاقت سے لیس ہے۔

آپ علیہ الرحمہ نے ہمیشہ اسلامی سچائی کے اظہار میں بلاخوف لومہ لائم حق ہی کہا۔ یقیناً وہ اپنے اسلاف کی سچی تصویر تھے۔ ان کی علمی روایت اور تہذیبی شرافت کے وارث کامل تھے۔ گوناگوں کمالات اور خوبیوں کے باعث اگر ایک طرف اپنے ہم عصروں پر بوئے سبقت لے گیے تو دوسری جانب اکابر علماء اور علمی شخصیات کی نگاہ توجہ و التفات کا مرکز بن گیے تھے۔

قدرت کی فیاضی نے آپ کو بہت سے انعامات سے نوازا تھا۔ آپ کا وصال ملت اسلامیہ کے لیے ایک اعصاب شکن صدمہ ہے اور امت مسلمہ کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا علمی خسارہ ہے۔ پوری ملت اسلامیہ ان کے غم میں سوگوار ہے، کیونکہ یہ محض ایک فرد کا غم نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ اور جماعت کا غم ہے۔ کیونکہ آپ کے ارتحال سے جو عظیم خلاء پیدا ہوگیا ہے شاید ایک طویل مدت تک پورا نہ ہو سکے۔

آپ علیہ الرحمہ کی زندگی کا روشن باب اجمالاً پیش کیا جا رہا ہے:

استاذ العلماء شہزادہ محدث کبیر حضرت مفتی عطاء المصطفی اعظمی ثم پاکستانی کی پیدائش ۱۴؍رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۹؍نومبر ۱۹۶۴ء کو حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے صاجزادے محدث کبیر حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی گھوسوی دامت بَرَ کاتُہم العالیہ کے گھر بمقام بڑا گاؤں، مدینۃ العلماء گھوسی، ضلع مئو سابق اعظم گڑھ اتر پردیش ہند میں ہوئی۔

آپ ایک دین دار شریف گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس وقت کسی کو کیا پتہ کہ یہ ننھا سا معمولی بچہ آگے چل کر ایک دن علم وعمل کا جبل شامخ ہوگا۔ دین وسنیت کے تحفظ کے لیے اپنی زندگی کا ہر آن قربان کرکے رضائے الٰہی کا بے کراں سرمایہ ہوگا۔ کسی مفکر کا قول ہے کہ" نام کا اثر انسان کی ذات و شخصیت پر بہت نمایا رہتا ہے" یہی وجہ ہے کہ آپ کے والد محترم امیرالمؤمنین فی الحدیث استاذ الاساتذہ حضور علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی نے آپ کا نام اپنے نام پاک کے وزن پر رکھا اور احسن طریقے سے حق کفالت وتربیت ادا فرمائی۔

آپ علیہ الرحمہ نے اپنی تعلیمی سفر کا آغاز مدینۃ العلماء گھوسی شریف کی پاکیزہ سرزمین پر عبادت و ریاضت، تقویٰ وطہارت اور علمی صلاحیتوں میں لاثانی مقدس ہستی زوجہ حضور صدرالشریعہ یعنی اپنی" دادی جان" کے عنبری علمی سائے سے فرمایا، جہاں آپ نے ناظرہ قرآن پاک اردو فارسی قاعدہ بقاعدہ قادری منزل میں پڑھا۔ سن ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۷۴ء کو باصلاحیت اساتذہ کی زیرنگرانی اپنے آبائی وطن گھوسی شریف میں قادری منزل کے تھوڑے فاصلے پر"شمس العلوم" نامی عظیم دینی وملی ادارے میں داخلہ لے کر تعلیمی زندگی کو مزید رمق عطا فرمائی۔ یہاں آپ کے اساتذہ کرام میں دو عبقری شخصیت کا ذکر ملتا ہے ایک مولانا سیف الدین دوسرے مولانا عاصم اعظمی صاحب قبلہ کا۔ جنہوں نے آپ علیہ الرحمہ کی علمی لیاقت میں چار چاند لگانے میں اپنے شب و روز کو ایک کر دیا تھا۔

علامہ عطاء المصطفیٰ قادری امجدی علیہ الرحمہ اپنی اعلیٰ تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے سن ۱۳۹۵ھ بمطابق ۱۹۷۵ء کو" جامعہ اشرفیہ" مبارک پور اعظم گڑھ کا رخ فرمایا اور یہیں سے تعلیم پوری کرکے سن ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء کو ۱۹؍سال کی کم عمری میں سند فراغت سے سرفرازی بھی حاصل کی، آپ علیہ الرحمہ کی دستار بندی جید علماء کرام اور آپ کے والد ماجد حضور محدث کبیر اطال اللہ عمرہٗ نے فرمائی۔

بعد فراغت" دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی" ضلع بستی کے اندر بحیثیت مدرس آپ کی تقرری ہوئی۔ یہاں آپ نے تقریباً ایک سال تک مسند تدریس پر پوری آن

بان شان اور وقار کے ساتھ فائز رہے۔ اور دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی میں ہی آپ کی علمی لیاقت اور انداز تدریس کو دیکھ کر علماء نے آپ کے تجر علمی کا اعتراف فرمایا تھا آپ علیہ الرحمہ نے اسی ادارے سے بیس سال کی عمر میں ۱۹ر ستمبر ۱۹۸۴ء میں گونگے کے نکاح کے متعلق پہلا فتویٰ تحریر فرمایا تھا۔ بعد ازاں اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ کے لیے خیر آباد کہہ کر پاکستان تشریف لے گئے ستمبر ۱۹۸۵ء تا ۱۵ر جنوری ۲۰۱۱ء" دار العلوم امجدیہ" عالمگیر روڈ کراچی (پاکستان) میں چھبیس (26) سال تک اپنے علمی جواہر پارے بکھیرتے رہے اور ایک عالم آپ کے فیضان سے فیض یاب ہوتا رہا۔

آپ علیہ الرحمہ نے "دار العلوم امجدیہ" کراچی پاکستان میں ایسا امتیازی نتیجہ خیز تدریسی خدمات انجام دیا کہ آپ وہاں کے لیے سب سے بہتر استاذ ثابت ہوئے۔ آپ کی خصوصیت میں سے ایک عظیم خاصہ یہ بھی تھا کہ احقاق حق اور ابطال باطل میں کبھی پس وپیش سے کام نہ لیا اور نہ کسی مصلحت کا شکار بنے۔ بے شمار طلباء کو علم دین سے آراستہ و پیراستہ کرتے رہے ہزاروں اساتذہ آپ کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اس کے علاوہ "دار العلوم امجدیہ" میں ناظم امتحان کی حیثیت سے اپنے فرض منصبی کو کماحقہ ادا فرماتے رہے۔

دار العلوم امجدیہ میں ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۸ء ناظم تعلیمات رہے۔ دار العلوم امجدیہ میں ہی ۱۹۹۳ء سے ۲۰۰۳ء تک منصب افتاء پر بھی رہے۔ جامع مسجد امجدی رضوی میں ۱۲ر فروری ۱۹۸۶ء تا ۱۵ر جنوری ۲۰۱۱ء امام وخطیب کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔

پاکستان کی سب سے عبقری شخصیت جو اپنی دینی ملی اور رفاہی خدمات کی وجہ سے سب میں نمایاں مقام رکھتی تھی وہ ذات پاک مفتیِ اعظم پاکستان حضور مفتی وقار الدین قادری کی تھی آپ علیہ الرحمہ کو مفتیِ اعظم کی علمی صحبت میسر آئی اور ان کے وصال (۱۹۹۳ء) تک ان کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔ ان کے وصال کے بعد مسند افتاء پر فائز المرام بھی ہوں۔

آپ نے پاکستان کے اندر سن ۱۹۹۲ء میں" دار العلوم صادق الاسلام" نامی ایک دینی ادارے کی داغ بیل بھی ڈالی اور باضابطہ طور پر ۲۰۰۳ء سے آپ نے یہیں پر تدریسی خدمات انجام دینا شروع فرمادیا۔ تادم تحریر" دار العلوم صادق الاسلام" کراچی پاکستان میں مختلف مقامات پر دین متین کی ترویج واشاعت کرنے میں سرگرم عمل ہے۔

شرف بیعت:

۱۷ر ربیع النور ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹ر مارچ ۱۹۷۶ء میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔

خلافت:

۱۸ر ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ کو نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج

الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری نور اللہ مرقدہ نے مولانا شوکت حسن خان صاحب قبلہ کے دولت خانہ فیڈرل بی ایریا میں عطا فرمائی اور ۳/ رجمادی الاولی ۱۴۱۰ھ شہزادہ صدر الشریعہ حضور محدث کبیر مفتی ضیاء المصطفیٰ گھوسوی اعظم اللہ عزتہ نے خلافت سے سرفراز کیا۔

اجازت حدیث:

حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی، تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں علیہ الرحمہ، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ، علامہ عبدالمنان اعظمی علیہ الرحمہ، علامہ مفتی محمد وقارالدین علیہ الرحمہ جیسی عظیم ہستیوں سے اجازت حدیث ملی تھی۔

وصال:

شہزادۂ محدث کبیر علامہ عطاء المصطفیٰ قادری امجدی کا وصال ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء بمطابق ۵/ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ سفر عمرہ کے دوران ریاض/ طائف ہائی وے پر عرب شریف کے وقت کے مطابق رات تقریباً 9:30 بجے کار حادثے میں وصال فرما گئے۔

غسل:

آپ علیہ الرحمہ کو آب زم زم شریف سے غسل دیا گیا، آپ کے چھوٹے بھائی جانشین حضور محدث کبیر قبلہ علامہ ابو یوسف محمد قادری ازہری (ولی عہد آستانہ امجدیہ گھوسی شریف) آخری دیدار کی حسین کیفیت کچھ یوں بیان فرماتے ہیں کہ "مسکراتے نورانی چہرے کے دیدار کے بعد آب زم زم شریف سے غسل دیا گیا تو چہرے کی نورانیت میں مزید اضافہ ہوگیا، جیسے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں مسکرا رہے ہوں واقعی ایک مرد صالح کی جو صفات ہوتی ہیں سب ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں"۔

نماز جنازہ:

آپ کے والد گرامی وقار امیر المؤمنین فی الحدیث استاذ الاساتذہ حضور علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی اطال اللہ عمرہ المعروف بہ "محدث کبیر" نے پڑھائی۔

تدفین:

آپ علیہ الرحمہ کو طائف شریف میں صحابی رسول مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر انور سے متصل دوسری قبرستان میں دفنایا گیا۔

اللہ کریم آپ کی قبر پاک پر تا صبح قیام قیامت رحمت ونور کی موسلا دھار بارش نازل فرمائے۔

آصف جمیل امجدی صاحب

ایڈیٹر: شان سدھارتھ

نقوش وتاثرات اور تعزیت نامے

پیغام تعزیت

(حضرت علامہ مولانا سید نجیب حیدر نوری، سجادہ نشین: خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (یو. پی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ خبر ہم سب کے لیے بڑی افسوس ناک ہے کہ ہماری جماعت کے ایک بے حد عبقری، فعال، متحرک، صاحب علم، صاحب دل، ممتاز مفتی اور مایہ ناز صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی قدس سرہ ایک حادثے کی زد میں آکر ہم سے رخصت ہوئے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دبستان امجدی کے ایک باوقار تربیت یافتہ فقیہ، داعی و مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ برصغیر ہندو پاک میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کرنے والے علمائے حق میں سے تھے۔ آپ نے برصغیر ہندو پاک میں اپنی اعلیٰ اخلاقی اقدار اور ممتاز علمی خدمات کے ذریعہ ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل کیا اور اپنے جد امجد حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور والد ماجد حضرت محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کی مذہبی اور مسلکی خدمات کی خوب خوب توسیع فرمائی۔

مذہب ومسلک کے معاملات میں تصلب اور فکر ونظریات میں استقامت کے سبب آپ علمائے کرام، مشائخ عظام اور عوام اہل سنت کے مابین یکساں طور پر مقبول اور معروف تھے۔ ان کے سانحۂ ارتحال سے جملہ احباب اہل سنت میں جو غم اور ملال کا عالم ہے وہ ان کے محاسن وکمالات ظاہری و باطنی اور ان کی عظیم مخلص دینی خدمات کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ ان کے درجات کو بلند فرماتے ہوئے ان کی بے حساب مغفرت فرمائے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب الکریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ان کے پسماندگان بالخصوص حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی کو صبر جمیل کامل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریک غم

سید نجیب حیدر نوری، سجادہ نشین: خانقاہ برکاتی، مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (یو. پی)

اظہار تعزیت

(حضرت علامہ محمد سبحان رضا خان قادری المعروف سبحانی میاں مدظلہ العالی بریلی شریف)

باسمہٖ تعالیٰ وتقدس

ابھی ابھی عزیزم مفتی محمد سلیم بریلوی زید مجدہ نے یہ المناک خبر دی کہ مورخہ ۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء بروز پیر نبیرۂ صدرالشریعہ، شہزادۂ محدث کبیر، حضرت مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب حجاز مقدس کے شہر طائف میں وصال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

معلوم ہوا کہ مرحوم موصوف بذریعہ کار سفر کر رہے تھے کہ راستہ میں ایکسڈنٹ میں جاں بحق ہو گئے۔ آپ ایک سنجیدہ، متقی، باصلاحیت اور مذہب ومسلک کی اشاعت کا جذبہ رکھنے والے بےلوث عالم ومفتی تھے تدریس، فتوی نویس اور تصنیف وتالیف سے خصوصی لگاؤ تھا۔ بلاشبہ آپ کا وصال خانوادۂ صدرالشریعہ کے لئے ایک جانکاہ صدمہ اور پوری جماعت اہلسنت کے لئے ایک عظیم علمی وروحانی خسارہ ہے۔ اس غم کی گھڑی میں پورا خانوادۂ رضویہ حضرت محدث کبیر اور ان کے پورے گھرانہ کا شریک وسہیم ہے۔

اللہ کریم حضرت کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے، ان کی قبر پر انوار ورحمت کی بارشیں نازل فرمائے اور ان کے پسماندگان، اولاد وامجاد وجملہ مریدین ومعتقدین خاص کر ان کے والد بزرگوار حضرت محدث کبیر اطال اللہ عمرہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

شریک غم

فقیر قادری محمد سبحان رضا خان سبحانی غفرلہ

خادم مرکز اہلسنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۶ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ

❁❁❁

تعزیت نامہ

(حضرت علامہ مولانا الحاج سید محمد حسینی اشرفی مصباحی صاحب قبلہ ناگپور)

افسوس کہ شہزادۂ محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی ایک سڑک حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت محدث کبیر مدظلہ العالی کے اس غم میں برابر کا شریک ہے، مولائے کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے شہزادہ محدث کبیر کو غریق رحمت فرمائے۔ ان کے درجات بلند فرمائے اور حضرت محدث کبیر، اُن کے اہل خانہ اور بالخصوص مفتی صاحب کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین!

شریک غم : حضرت علامہ مولانا الحاج سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

(شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرتِ علامہ مولانا علاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری)

(ناظم اعلیٰ : جامعہ امجدیہ رضویہ وکلیۃ البنات الامجدیہ گھوسی مئو)

شہید راہ مدینہ برادرِ صغیر حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ جنہیں "علیہ الرحمہ" لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے یقیناً ایک ایسی شخصیت کے مالک تھے جن پر اکابرین کو ناز تھا جن کی عظمتوں کا ہر کوئی قائل و معترف تھا وہ نہ صرف ایک عظیم علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے بلکہ اس کے علمی امانتوں کے امین و وارث بھی تھے، علمی دنیا میں جہاں وہ درس و تدریس کے اعلیٰ عہدے صدر شعبہء افتا، شیخ الحدیث اور صدر المدرسین جیسے منصب پر فائز تھے تو دوسری جانب قرطاس وقلم کے میدان میں بھی اپنی بلند پایہ علمی خدمات کا خوب مظاہرہ کیا، درجنوں تحقیقی موضوعات پر علمی اسلوب میں کتابیں تصنیف فرمائیں جو ان کی زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں، ایک زمانے تک اپنے علمی اور تحقیقی جواہر پاروں سے دنیائے علم و ادب کو بہرہ ور کرتے رہے، آپ کی گفتگو میں شرافت و ذہانت، لہجے میں حلاوت و لطافت، شخصیت میں جامعیت و انفرادیت اور اس پر مستزاد خاندانی وجاہت گویا

"ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے"

آج ان کی یاد میں چند کلمات لکھتے ہوئے ہاتھ کانپ رہے ہیں کہ کس طرح ایک جواں سال، وفا شعار، صاحب کردار، متحمل و بردبار، محب و ملنسار، چھوٹوں پر شفیق، بڑوں کی عظمت کا پاسدار اور علم و عمل کی دولت سے ہمہ وقت سرشار بھائی کی شہادت کا زخم کریدا جائے؟

پاکستان ہجرت کرنے بعد ان سے ملاقات کا سلسلہ بہت کم ہوگیا تھا تقریباً 2014ء میں آخری بار ہندوستان تشریف لائے

اور چند ایام قیام کرنے کے بعد دوبارہ اپنے وطن واپس ہو گئے اور اس بیچ ملاقات کا سلسلہ منقطع رہا لیکن مشیت ایزدی کہ امسال ماہ شعبان المعظم مدینہ منورہ میں ان سے آخری ملاقات ہوئی، جہاں والد بزرگوار کی معیت میں ہم سارے بھائی اکٹھے ہوئے، یہ ملاقات بڑی خوشگوار ثابت ہوئی، کئی سالوں بعد ہمیں ایک دوسرے کے چہرے کی زیارت نصیب ہوئی، دل کو کافی سکون میسر ہوا، خوب ساری باتیں ہوئیں مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا، مستقبل میں دینی خدمات کے حوالے سے کچھ لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اس سفر میں برابر میرے ساتھ رہے جہاں بھی جاتے ساتھ لیوا جاتے، حد درجہ احترام کرتے اپنے ہاتھوں کا سہارا دے کر مجھے گاڑی پہ بٹھاتے اور اتارتے اس دوران ایک جملہ بار بار دہراتے کہ بھائی جان آپ تو والد صاحب قبلہ سے بھی زیادہ کمزور ہو گئے، اپنے بچوں کو تلقین کرتے کہ بڑے ابو کا ہاتھ پکڑ کر چلو اور ان کا بھر پور خیال رکھو!

شوال میں جب آپ دوبارہ عمرہ کے لیے تشریف لے جانے لگے تو ایئر پورٹ سے مجھ کو فون کیا اور سفر کی پوری تفصیل بتائی، دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور آخر میں فرمایا کہ شوال کے اخیر عشرے میں شاہنواز بھائی کے بیٹی کی شادی میں دبئی آپ بھی ضرور آئیے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ وہیں ملاقات ہوگی، مگر کسے معلوم تھا کہ یہ گفتگو ان سے آخری گفتگو ثابت ہوگی، ان کی رحلت کا غم کس طرح بیان کروں آج لفظوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا، بار بار آنکھوں میں صرف انہیں کی تصویر گھوم رہی ہے، ان کا مسکراتا ہوا چہرہ، ادب سے جھکی ہوئی پلکیں ابھی تک خیالوں میں بسی ہوئی ہے، رب قدیر ان کی بے حساب مغفرت فرمائے اور مجھ سمیت تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین

افسوس کہ برادرِ اکبر نہیں رہے!

(شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت علامہ مولانا مفتی جمال مصطفیٰ قادری)
(پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی)

افسوس صد افسوس نبیرۂ حضور صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر برادر اکبر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان مصنف کتب کثیرہ جہاں ایک طرف بلند پایہ علمی صلاحیتوں کے جبل شامخ تھے تو وہیں عمل کے اعتبار سے ایک جامع شخصیت کے حامل اور طریق تصوف پر سالک تھے۔

مفتی موصوف علیہ الرحمہ کے ساتھ جب جنوری ۲۰۲۴ء کے اخیر ایام میں زیارت حرمین شریفین اور عمرہ کی سعادت حاصل

ہوئی تو ہم لوگوں میں قدیم زمانہ کی یادیں اور علمی گفت وشنید اور دیگر راز ونیاز کی اہم گفتگو ہوئی اور مختلف پہلو پر تفصیلی باتیں بھی ہوئیں اور یہ طے پایا کہ پھر ملاقات ہوگی تو تشفی اور تسلی بخش حل اور آگے کے لئے ''ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت'' کے دینی قلعوں اور دیگر اہل سنت و جماعت کے مدارس دینیہ خصوصاً طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی اور اپنے جامعہ صادق الاسلام کراچی کی ترقی اور موجودہ دور کے صلح کلیت اور دشمنانِ خدا و رسول اور ظالموں کے شرور سے ان قلعوں کی حفاظت وصیانت کا ملکی سطح اور آئین کے اعتبار سے مستقل اور مستحکم لائحہ عمل تیار کرنے کے ساتھ باضابطہ قانون تجویز کیا جائے گا۔اس کے علاوہ اور بھی کئی گوشوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلکی درد دین متین کی خدمت کا جذبہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھا جس کی واضح دلیل آپ کا عملی کردار ہے جو سرکار محدث کبیر مدظلہ العالی نے اپنی تقریر منیر جو ممبئی میں تعزیتی جلسہ سے موسوم منعقد ہوئی اس میں اس چیز کو کافی بہتر انداز میں بیان فرمایا۔اس طرح انکی زندگی کے اور بھی بہت سے گوشے ایسے ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔وہ سچے عاشق رسول اور متصلب فی الدین اور شریعت مطہرہ و مسلک اعلیٰ حضرت کے امین تھے۔

ہر عاشق رسول کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اسے راہ مدینہ میں موت آئے یا کم ازکم وہاں سے واپسی نصیب نہ ہو۔الحمدللہ حضرت کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ عمرہ سے واپسی کے وقت طائف کے قریب اس دار فانی سے دار بقا کی طرف عازم سفر ہوئے اور اپنے محبوب حقیقی سے جاملے اور آپکو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ مفسر قرآن حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جوار میں مدفن نصیب ہوا۔

آپکی یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی
جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے

❁❁❁

موت العالم موت العالم

(محدث عصر حضرت علامہ مولانا کوثر امام صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ، مہراج گنج)

سلطان الاساتذہ، ممتاز الفقہاء حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ علینا اور پورا خانوادۂ امجدیہ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی کی رحلت کے سبب جس کرب واضطراب اور غم واندوہ کا شکار ہیں ہم تمامی اہلسنت اس میں برابر کے شریک ہیں۔اور

جملہ اہل خانوادہ کو تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

ہندو پاک کے علماء، فقہاء اور مدرسین جس ذات کے سانحۂ ارتحال پر افسردہ اور مغموم ہیں وہ کوئی عام ذات نہ تھی بلکہ بہت سارے محاسن وکمالات اور فضائل ومناقب کے سبب خواص میں بھی نشان امتیاز کی حامل تھی۔ یہ مفتی عطاء المصطفیٰ امجدی کون ہیں جن کے چلے جانے سے علمی دنیا سوگوار ہے؟ یہ گلشن امجدی کے مہکتے ہوئے حسین پھول ہیں، شہزادۂ محدث کبیر اور نبیرۂ صدر الشریعہ ہیں جنہوں نے دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی میں 1984ء میں پہلا فتویٰ گونگے کے نکاح سے متعلق لکھا اور پھر تاعمر فتویٰ نویسی کا کام انجام دیتے رہے۔

1985ء سے 1993ء تک دار العلوم امجدیہ کراچی میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ جنہوں نے دار العلوم امجدیہ کراچی میں ۲۶ سالوں تک مسند تدریس کو زینت بخشی، جنہوں نے اپنے گھر پر مدرسہ نسواں قائم کیا اور سیکڑوں خواتین اسلام کو کتاب وسنت کی تعلیم سے آراستہ کیا، جنہوں نے دار العلوم صادق الاسلام میں شیخ الحدیث کا منصب سنبھالا اور قلم کے ساتھ علوم حدیث کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔

جن کو حضور تاج الشریعہ نے خلافت سے نوازہ اور حضور محدث کبیر نے اپنا جانشین مقرر فرمایا، جن کو حضور بحر العلوم علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، علامہ مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہم نے سند حدیث عطا فرمائی۔ جنہوں نے قرأت، نحو، صرف، حدیث، فقہ وغیرہ فنون پر تیس سے زائد کتابیں تصنیف فرمائی۔ ایسی عظیم شخصیت کا دنیا سے کوچ کر جانا موت العالم موت العالم کا مصداق ہے۔ مولیٰ تعالیٰ موصوف کے درجات کو بلند فرمائے اور جماعت اہلسنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

کوثر امام قادری ۹ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مہراجگنج یوپی

تعزیت نامہ

(تاج الفقہاء حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی صاحب قبلہ دام ظلہ صدر شعبۂ افتاء دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی)

خانوادۂ امجدیہ کے فرزند صد افتخار گلستان امجدی کے گل خنداں، دبستان محدث کبیر کے گل صد برگ، فکر رضا کے حامل وترجمان، عالم حق بیان، فاضل ذیشان حضرت علامہ مفتی محمد عطاء المصطفیٰ قادری امجدی اعظمی علیہ الرحمہ (وفات ۵ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ) کا سانحۂ ارتحال پوری جماعت اہلسنت کے لئے باعث قلق واضطراب ہے، شہزادہ حضور تاج الشریعہ قائد اہلسنت علامہ مفتی محمد عسجد

رضا قادری دام ظلہ العالی کے پاکیزہ کلمات میں وہ پاکستان میں اپنے اوصاف وکمالات کے اعتبار سے اکلوتے تھے۔

ان کی پاک طینت شخصیت حزم واحتیاط، زہدوتقوی، علم وحکمت، جرات و بے باکی، عشق رسول، اتباع شریعت، اطاعت دین اور خلوص وللہیت کا حسین گلدستہ تھی۔ انھوں نے اپنے خاندان کی اعلیٰ روایت درس وتدریس، تصنیف وتالیف، تحریر وتقریر، دعوت و تبلیغ، بیعت وارشاد کو جس طرح صرف باقی نہیں رکھا بلکہ شاندار طریقہ سے آگے بڑھایا اور اکناف عالم کو اپنی جہد مسلسل سے متاثر کیا۔ وہ لائق تحسین کے ساتھ قابل تقلید بھی ہے۔

رب کائنات ان کی خدمات دینیہ کو شرف قبول بخشے، ان کے درجات بلند فرمائے، ان کی تربت پر رحمت وغفران کی موسلا دھار بارش فرمائے اور خانوادۂ امجدیہ میں ان کے امثال پیدا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

محمد اختر حسین قادری خادم دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی بستی

۱۳؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳؍اپریل ۲۰۲۴ء

❁❁❁

ندانم آں گل خنداں پر رنگ و بو دارد

(حضرت علامہ مولانا مفتی سید رضوان رفاعی شافعی صاحب قبلہ)

بانی رفاعی مشن وسرپرست دار العلوم اشرفیہ قادریہ، نیوممبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبیرۂ حضور صدر الشریعہ شہزادہ محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ کا طائف سے قریب کل یعنی ۵؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ کو ایک کار حادثہ میں مع چار احباب کے وصال پرملال ہوا۔ " إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعطىٰ وَكل عِندَهُ بِأَجَلٍ مُسَمَّى اللَّهُم أَكْرِمْ نُزُلَهم وَوَسِعْ مَدْخَلَهُمْ وَأَسْكنهم جَنَّاتِ النَّعِيمِ ،

عصر رواں کی ایسی برگزیدہ شخصیت کا اٹھ جانا نہ صرف خانوادۂ امجدیہ کے لیے بلکہ عالم اسلام کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ ہے۔ اعظمی صاحب کی شہادت و وفات حسرت آیات کی افسوسناک خبر نے ہر سنی مسلمان کو مستحق تعزیت بنا دیا ہے۔ آپ دور حاضر کے ان ممتاز علماء وفقہاء میں سے تھے جن کی بدولت علم وعمل کی شاخ قائم رہتی ہے۔ آج ان کی رحلت پر ان الفاظ کو دہرانے کو جی چاہتا ہے جو حضرت عباد بن عوام رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے موقع پر فرمائے تھے : ”يَنبَغِي

لِأَهْلِ الإِسْلامِ أَنْ يُعَزِّى بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَبِي يُوْسُفَ“

اعظمی صاحب فنافی العلم تھے۔ان کی شخصیت سے علم کی خوشبو ملتی ہے،علم ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، وہ اپنی مسلسل محنت اور علمی اشتغال کے اعتبار سے اپنے جد کریم کی یادگار حضور محدث کبیر کے سچے جانشین اور تاج شریعت کے خلیفۂ اہل تھے۔انھوں نے تقریباً چالیس برسوں تک تدریسی خدمات انجام دیں۔مسند افتاء کو زینت بخشی،مقبولیت کا اعلیٰ معیار حاصل کیا اور علمی دنیا میں اپنی ایک شناخت قائم کی۔ان کے چشمۂ علم وحکمت سے ملک اور بیرون ملک کے ہزاروں تشنگان علوم ومعارف سیراب ہوتے رہے ہیں۔آپ ایک انتہائی کامیاب مصنف بھی ہیں،آپ کی مختلف عنوانات پر چونتیس (۳۴) تحریریں زبان وبیان پر مہارت کی روشن دلیلیں ہیں۔سلاست،اختصار،جامعیت قطعیت،صراحت اور وضاحت ان کا حسن ہے نصیحت خیر خواہی حق گوئی حق شناسی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی ان کا زیور ہے۔زمانہ آپ کو اور آپ کے کارناموں کو ہمیشہ یاد کرتا رہے گا۔سنتے ہیں کہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بقیع شریف میں دفن کی اجازت عطا فرمائی ہے۔زہے نصیب!اس سعادت پر ہزاروں جانیں قربان!اللہ تعالیٰ محدث کبیر نائب قاضی القضاۃ فی الہند اور جملہ خانوادۂ امجدیہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والتسلیم۔اعظمی صاحب کی غائبانہ نماز جنازہ وسنی شافعی جامع مسجد نیوممبئی میں آج ادا کی جائے گی۔ان شاءاللہ

شریک غم

آل سلطان سید احمد کبیر رفاعی حضرت علامہ مولانا مفتی سید رضوان رفاعی شافعی صاحب قبلہ نیوممبئی کوکن

بانی رفاعی مشن وسرپرست دارالعلوم اشرفیہ قادریہ،نیوممبئی و دارالعلوم قطب کوکن فیضان غوث اعظم،سندھودرگ کوکن

المناک خبر

(خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شہزاد عالم رضوی صاحب)

(استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

ابھی کچھ دیر پہلے فقیر مرشدآباد بنگال کے ایک گاؤں میں تقریر کر کے فارغ ہوا اور موبائل اون کیا تو دیکھا کہ سوشل میڈیا پر ایک اندوہناک،دلسوز خبر گردش کر رہی ہے کہ نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر،عالم نبیل،فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب علیہ الرحمہ راہ حرمین شریفین میں ایک کار حادثے کا شکار ہو گئے اور وصال فرما گئے۔إنا للہ وانا الیہ راجعون

آپ ایک متبحر عالم دین متعدد کتب کے مصنف اور تعلیمات اعلیٰ حضرت وصدر الشریعہ کے اچھے ترجمان تھے آپ نے پاکستان کی سرزمین پر ایک ادارہ بھی قائم فرمایا ہے جو کامیابی کی جانب رواں دواں ہے فقیر کی آپ سے سال گزشتہ رمضان میں ملاقات ہوئی تھی میں نے آپ کو بڑا سنجیدہ اور خاموش طبیعت کا مالک پایا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے پس ماندگان بالخصوص آپ کے والد حضور محدث کبیر کو صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور مفتی صاحب کی بے حساب مغفرت فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین۔

شریک غم

فقیر محمد شہزاد عالم رضوی

(خادم التدریس مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف)

آہ! علم وفن کا سورج غروب ہوگیا

(حضرت علامہ مولانا سیّد عبد القدیر قادری صاحب قبلہ)

خانقاہ قادریہ سہروردیہ جاجمو شریف کانپور (یوپی)

آج بمطابق 15 اپریل 2024ء صبح میں واٹسیپ کے ذریعہ ایک المناک خبر ملی کہ نبیرۂ حضور صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر عالم باعمل حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ حرمین شریفین سے واپسی پر طائف کے قریب ایک حادثے کی زد میں آ کر جاں بحق ہو گئے۔ اِناللہ و اِناالیہ راجعون

مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت سے بہت زیادہ واقفیت تو نہیں اتنا ضرور ہے کہ آپ جماعت اہل سنت کے جید وممتاز عالم دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب وترجمان تھے مسلک کے معاملات میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے بڑے متحرک و فعال داعیٔ اسلام تھے آپ کی تصنیفی، تدریسی اور تبلیغی خدمات جلیلہ قابل ستائش وتحسین ہیں فقیر قادری سے دبئی (Dubai) کے دورے پر ایک ملاقات ہوئی دیر تک گفتگو ہوئی فقیر مل کر بڑا امتأثر ہوا اور محسوس ہوا کہ واقعی کسی عالم ربانی سے ملاقات ہوئی ہے آپ بڑے مخلص الطبع منکسر المزاج، مفکر قوم اور علماء نواز عالم دین تھے یقیناً آپ کی رحلت امت مسلمہ کے لئے عظیم خسارہ ہے۔

دعا گو ہوں مولیٰ کریم مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے درجات بلند فرمائے اور حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ و

جملہ اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

فقیر سیّد عبد القدیر قادری غفرلہ

خادم آستانہ یٰسینیہ ایرایاں سادات شریف و خانقاہ قادریہ سہروردیہ جاجمو شریف کانپور (یوپی)

❁❁❁

تعزیتی کلمات

(حضرت علامہ سید شاہ آلِ رسول عبد القادر جیلانی قادری)

انا للہ وانا الیہ راجعون

۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء کی شب روح فرسا، اندوہ ناک خبر موصول ہوئی کہ نبیرۂ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ، شہزادۂ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی، حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے حجاز مقدس میں سفر عمرہ پر جام شہادت نوش فرمالیا۔ آپ کا وصال نہ صرف خانوادۂ امجدیہ بلکہ اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم خسارہ ہے۔ آپ کی رحلت سے مسلک اعلیٰ حضرت کا ایک عظیم سپاہی اور پاسبان ہم سے جدا ہو گیا۔ ایسا پاسبان جو اپنے اجداد و اسلاف کا عکس جمیل تھا۔ جو بزرگوں کی علمی یادگار تھا۔ تکمیل تعلیم سے تاحیات جس نے خود کو دین وسنیت کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا۔ آپ نے فروغ مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت و جماعت کی کثیر جہات سے ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ درس و تدریس، تحریر و تقریر اور فتویٰ نویسی کے ذریعے امت مسلمہ کی رہبری و رہنمائی فرمائی، نیز اصلاح افکار و عقائد کا فریضہ انجام دیا۔ احقاق حق و ابطال باطل اور شریعت و مسلک پر استقامت کے حوالے سے اپنے بزرگوں کی نشانی تھے۔ متعدد کتابیں یادگار چھوڑ یں۔ کئی ایک اہم عربی فارسی کتابوں کے ترجمہ و شرح لکھیں۔ سیکڑوں فتاوے تحریر فرمائے۔ آپ کی رحلت کی خبر نے گہرا صدمہ پہنچایا، دفعتاً ذہن میں حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جسے انہوں نے حضرت جابر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، گردش کرنے لگی:

" جب بھی مجھے کسی اہل سنت کی موت کی اطلاع دی جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا میں اپنے کسی عضو کو کھو رہا ہوں"۔

اور جب رحلت کرنے والا علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ جیسا متقی، عالم باعمل، مسلک کا سچا داعی ہو تو صدمہ اور بھی گہرا ہو جاتا ہے۔۔۔۔ نیز

ایک روایت یوں بھی گذری کہ : "عالم کی موت عالم کی موت ہے کیوں کہ عالم بغیر علماء کے ایسا ہے جیسا کہ گوشت بغیر نمک

کے۔" فقیر قادری غم کی اس گھڑی میں علامہ صاحب کے خانوادے کے ساتھ ہے۔ اور تمام اہل خانہ کو تعزیت مسنونہ پیش کرتا ہے؛ بالخصوص حضور محدث کبیر مدظلہ العالی، علامہ ابو یوسف ازہری، اور حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کے شہزادے علامہ ریاض المصطفیٰ اعظمی (فاضل شام) کو۔ نیز دعا گو ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ علامہ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں صالحین کا قرب عطا فرمائے۔ اور آپ کی تمام خدمات دینیہ کو قبول ومنظور فرمائے۔ اس جانکاہ حادثے کے شکار احباب کی مغفرت فرمائے، اور لواحقین کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

شریک غم:

فقیر قادری ابو الحسنین سید شاہ آلِ رسول عبد القادر جیلانی قادری غفرلہ

۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء مطابق ۶/شوال المکرم ۱۴۴۵ھ

تعزیتی پیغام

(حضرت علامہ مفتی انوار عالم امجدی صاحب قبلہ)

سجادہ نشین خانقاہ فقیہ ملت وسربراہ اعلیٰ مرکز تربیت افتاؤ جھا گنج بستی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج بتاریخ ۵/شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء کو یہ غمناک خبر موصول ہوئی کہ گزشتہ شب نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدثِ کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب سفرِ عمرہ کے دوران مقام طائف سے قریب ایک سڑک حادثے میں وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ ایک علمی شخصیت، ماہر مفتی، متعدد کتب کے مصنف ومؤلف اور متصلب عالم دین تھے، تعلیمات اعلیٰ حضرت وصدر الشریعہ کے سچے نقیب وترجمان تھے، نہایت خوش اخلاق ملنسار اور سنجیدہ طبیعت کے مالک تھے، آپ کی رحلت سے اہلِ سنّت کی بزمِ درس وتدریس کا عظیم نقصان ہے۔

خانوادۂ صدر الشریعہ کے اس غم میں ہم شریک ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی تمام دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور پسماندگان جملہ محبین ومتعلقین بالخصوص حضور محدث کبیر دامت فیوضہم اور مولانا ریاض

المصطفیٰ اعظمی صاحب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

شریک غم

انوار احمد قادری امجدی

سجادہ نشین خانقاہ فقیہ ملت و سربراہ اعلی مرکز تربیت افتا اوجھا گنج بستی

۞۞۞

اظہار تعزیت

(حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عاقل رضوی صاحب قبلہ)

صدر شعبۂ افتاء مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام، درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف

یہ خبر اہل سنت و جماعت کے لیے بڑی کرب ناک تھی کہ نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت علامہ الحاج عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پانچ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء کو ایک سڑک حادثے کی وجہ سے طائف میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شی عندہ باجل مسمی۔

بلاشبہ نائب قاضی القضاۃ فی الہند، ممتاز الفقہا، استاذ گرامی حضور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ اور ان کے تمام اہل خانہ متعلقین و احباب کے لیے یہ دردناک حادثہ ہے۔اللہ تعالیٰ حضور محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ اور تمام خانوادۂ امجدیہ کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے اور حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔

حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی ۱۹۶۴ء میں پیدا ہوئے اور انیس سال کی عمر میں ۱۹۸۳ء میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ سے درجہ فضیلت سے فارغ ہوئے۔حضور محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب اعظمی، شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ خاں عزیزی، محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور صاحب، حضرت علامہ نصیر الدین صاحب، حضرت علامہ اسرار الحق صاحب مبارک پوری، حضرت علامہ محمد اعجاز صاحب مبارک پور اور حضرت قاری محمد عثمان صاحب گھوسی ان کے مشہور اساتذہ ہیں۔

فراغت کے بعد حضرت علامہ مولانا عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی امجدی نے ایک سال تک دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی میں تدریسی خدمت انجام دی، اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں وہ کراچی چلے گئے اور دار العلوم امجدیہ کراچی میں چھبیس سال تک تدریس وافتاء کی خدمت انجام دی۔ پھر ۲۰۰۳ء میں دار العلوم صادق الاسلام قائم کیا جہاں وہ شیخ الحدیث کی حیثیت سے تدریسی خدمت انجام دیتے رہے، اس کے علاوہ انھوں نے تقریباً دو درجن کتابیں تصنیف فرمائیں۔ انھیں سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور نبیرہ اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الہند، مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ نے انھیں اجازت وخلافت سے نوازا۔

وہ کراچی میں رہ کر وسیع پیمانے پر مذہب اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت کی گراں قدر خدمت انجام دے رہے تھے کہ عمرہ کے سفر میں اچانک ان کی رحلت ہوگئی، ان کی رحلت سے اہل سنت و جماعت نا قابل تلافی خسارے سے دو چار ہے بس مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

اللہ تعالیٰ ان کے چھوڑے ہوئے علمی مشن کے تحفظ و بقا کے اسباب پیدا فرمائے اور ان کے صاحبزادگان حضرت مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی امجدی، محمد عبد المصطفیٰ اعظمی امجدی اور مصطفےٰ رضا اعظمی امجدی صاحبان کو اس رنج وغم کی گھڑی میں ہمت وحوصلہ اور صبر جمیل کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

شریک غم

محمد عاقل رضوی غفرلہ القوی

خادم مرکز اہل سنت جامعہ رضویہ منظر اسلام

درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء

ایک ماہر مفتی ایک ماہر استاد صاحب تقویٰ ہستی کا انتقال

(حضرت علامہ مولانا مفتی علی اصغر صاحب قبلہ پاکستان)

دار العلوم امجدیہ کے سابق استاذ و مفتی صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی کے پوتے اور حضرت محدث کبیر مفتی ضیاء

المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے شہزادے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی عمرہ کے لئے عرب شریف گئے، طائف کے قریب ایک روڈ حادثہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ساتھ میں دو رفقاء کی شہادت کی بھی اطلاع ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک ان سب کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے حضرت مفتی صاحب کی دینی خدمات کو قبول فرمائے۔

میری چاندرات کو فون پر بات ہوئی تھی کراچی کے گواہوں کا خود بیان لینا چاہ رہے تھے،میں نے اطلاع دی،دو مزید گواہ بھی ان کے حلقہ احباب سے تھے۔ ۲۹ رکو چاند کا اعلان فرمایا۔کیا خبر تھی کہ یہ آخری بات ہے جو ان سے ہوئی۔

فقیر علی اصغر پاکستان

۞۞۞

تعزیت نامہ

(حضرت علامہ مولانا مفتی شہاب الدین احمد نوری صاحب قبلہ)

(صدر شعبۂ افتاء دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف)

نبیرۂ صدر الشریعہ،شہزادۂ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب (اطال اللہ عمرہ) حضرت مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب وصال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ذی استعداد باصلاحیت اپنے آباء واجداد کے علوم کے وارث صحیح اور سچے جانشین تھے ان کے چلے جانے سے علماء اہلسنت میں ایک عظیم خلاء کا احساس ہو رہا ہے،رب قدیر موصوف مرحوم کو غریق رحمت ونور فرما کر ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان وو ابستگان بالخصوص معتمد حضور تاج الشریعہ حضرت محدث کبیر صاحب کو صبر جمیل اور اجر جزیل و بے مثیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریک غم : شہاب الدین احمد نوری خادم دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

الفاظ تعزیت

(حضرت علامہ مولانا مفتی محمد قمر الحسن قادری صاحب خطیب النور مسجد بوسٹن امریکہ)

مورخہ ۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ ۱۴؍اپریل ۲۰۲۴ء بروز اتوار واٹس ایپ کے ذریعہ مخدوم زادہ، فقیہ بن فقیہ بن فقیہ حضرت مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال کی خبر ہوسٹن امریکہ میں موصول ہوئی یقین نہیں آرہا تھا کہ اس جواں سالی میں اچانک یہ حادثہ پیش آگیا ہوگا۔ مگر تحقیق و تفتیش کے بعد واضح ہوگیا کہ بات سچ ہے۔ مفتی عطاء المصطفیٰ سے کراچی میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ دیر تک گفتگو رہی۔ اشرفیہ کی یادیں اور الجامعۃ الاشرفیہ کے متعلق اُن کے زریں خیالات سن کر مسرت بھی ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد کراچی میں انہوں نے علمی میدان میں بہت کوشش کی۔ دارالعلوم امجدیہ کراچی سے لے کر انکا اپنے ادارے کے قیام اور دیگر معدنیات پر نظر ڈالنے سے اُن کی انتھک کوششوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

وہ ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ مخدوم گرامی حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قبلہ مدظلہ العالی کے چشم و چراغ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے نبیرۂ ہونے سے ان کی عالمی ثقاہت کو کراچی اور پاکستان کے علماء قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کا علمی منطقہ لوگوں کو شکار کئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ رضویات کا ایک زبردست مبلغ ہونے کے ناطے کسی بھی مسئلے میں جو حق ہوتا دوٹوک میں کہہ دینے سے کوئی عار نہیں رکھتے تھے۔ اور جو کہہ دیتے اس پر سختی سے ثابت قدم رہتے۔ بڑے خاکسار و ملنسار تھے۔ چال ڈھال گفتگو وغیرہ میں محدث کبیر کا عکس جمیل تھے۔ انہوں نے کراچی میں بہت کام کیا، انڈیا سے پاکستان منتقل ہونے کے بعد سے لے کر دم عال کا دورانیہ کو ۳۸ رسال لیتا ہے اس دورائی انہوں نے جو علمی کام کیا وہ نہ صرف حیرت انگیز ہے بلکہ عصر حاضر کے علماء کیلئے ولائی تقلید بھی ہے۔ حجاز اقدس کی سرزمین پر طائف جیسی مبارک وادی کے کرہی آپ کا اکسیڈنٹ ہوتا بذات خود جام شہادت نوش کرنا ہے تاہم اس وادی کو ریں صحابہ کرام رضی اللہ شعورا جمعین کے قدموں میں جگہ لمنا یہ ان کے قبول ہونے کی دلیل ہے۔

میں اپنے مخدوم مکرم حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ محدث کبیر مدظلہ العالی اور اہل خانہ سے تعزیت پیش کرتا ہوں۔ دعا گو ہوں کہ رب کریم موصوف مرحوم کی دینی خدمات کو قبول فرما کر اجر جزیل عطا فرمائے اور سیات کو محو فرما کر حسنات میں بدل دے نیز جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام مرحمت فرمائے۔ پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ۔

سوگوار: محمد قمر الحسن قادری بستوی غفرلہ القوی

تعزیتی پیغام

(حضرت علامہ مولانا مفتی اشرف رضا قادری نوری)

مفتی و قاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی

نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ محدث کبیر فاضل جلیل مجاہد اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی نوری مصباحی رحمہ اللہ متقی عالم دین اور اشاعت اسلام وسنیت میں مجاہد عظیم تھے، احقاق حق و ابطال باطل ان کا طرۂ امتیاز تھا، مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت ان کا خاص مشن تھا۔ اللہ رحیم و کریم ان کی جملہ خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور ان پر اجر کریم عطا فرمائے، ان کی بے حساب مغفرت فرمائے درجات بلند کرے، صالحین کا جوار نصیب کرے۔ مرحوم کے جملہ متعلقین بالخصوص استاذی الکریم محدث کبیر و عزیزم مولانا ریاض المصطفیٰ کو اس سانحہ عظیم پر صبر و سلوان کی نعمتوں سے بہرور کرے۔ اور مولانا کا نعم البدل اہل سنت و جماعت کو عطا کرے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں جماعت ثالثہ سے ثامنہ (فضیلت) تک مولانا میرے ہم سبق رفیق تھے۔ ۱۹۸۴ء میں ہم سب کی تکمیل و دستار ہوئی۔ اللہ پاک ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے اور ہمیں ایمان و سنیت پر استقامت بخشے اور اسی پر خاتمہ بالخیر کرے۔

اشرف رضا قادری نوری

۵ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ صبح صادق دوشنبہ

❁❁❁

آہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری

(حضرت علامہ مولانا مفتی احمد رضا اعظمی رضوی مصباحی)

(صدر شعبۂ افتاء دار العلوم اہل سنت تنویر الاسلام امرڈوبھا ضلع سنت کبیر نگر یوپی)

ابھی ابھی بعد نماز فجر واٹسپ کے ذریعے یہ جاں کاہ خبر پہنچی کہ نبیرۂ حضور صدر الشریعہ قدس سرہٗ شہزادۂ حضور محدث کبیر دام ظلہ النورانی حضرت العلام الشاہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ کا آج ہی رات بارہ بج کر پانچ منٹ پر انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون اللهم اغفر له وارحمه وافتح ابواب السماء لروحه واجعل قبره روضة من

رياض الجنة بجاه حبيبك شفيع المذنبين صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى آله وصحبه اجمعين

آپ عمرہ کے لیے عرب شریف تشریف لے گئے تھے اور مقام طائف میں آپ کی رحلت ہوئی ۔آپ استاذی الکریم حضور محدث کبیر دام ظلہ النورانی کے دوسرے صاحب زادے حضرت مفتی علاء المصطفیٰ قادری سے چھوٹے اور حضرت مفتی جمال مصطفی قادری سے بڑے تھے ۔آپ کی ولادت کاشانۂ حضور محدث کبیر (قادری منزل) گھوسی شریف میں ہوئی ۔

آپ نے عربی اردو قواعد وغیرہ ابتدائی کتابیں اور ناظرۂ قرآن مجید اپنی دادی جان یعنی اہلیہ حضور صدرالشریعہ علیہا الرحمۃ سے مکمل کیا بعدۂ دارالعلوم شمس العلوم گھوسی میں داخلہ لیا اور عربی وفارسی کتابیں پڑھیں پھر اپنے والد بزرگوار حضور محدث کبیر دام ظلہ النورانی کی سرپرستی میں رہ کر جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں عالمیت اور فضیلت مکمل کر کے دستار فضیلت اور سند فراغت حاصل کیا۔جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد آپ کے بڑے والد رئیس المفسرین حضرت العلام الشاہ مفتی عبد المصطفیٰ قادری ازہری علیہ الرحمہ نے آپ کو پاکستان اپنے پاس بلا لیا اور اپ کی علمی صلاحیت وفقہی استعداد کو دیکھتے ہوئے اپنے ادارے جامعہ امجدیہ کراچی میں منصب افتاء وتدریس پر فائز کر دیا اور الحمد اللہ آپ ایک ماہر مفتی اور با کمال مدرس کی حیثیت سے آج تک اپنے فرض منصب کو نبھاتے رہے اور جامعہ امجدیہ کراچی کی ترقی میں چار چاند لگاتے رہے ۔آپ جہاں ایک با کمال عالم قاری اور مفتی تھے وہیں ایک بہترین مصنف ومحقق بھی تھے،آپ کی تحقیقات پر مشتمل کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور اہل علم کے یہاں مقبول بھی ہیں ۔

آپ کا قلم بہت برق رفتار تھا آپ کی تصنیفات ا۔ضیاء النحو ۲۔ضیاء اصول حدیث ۳۔کف ثوب کا مسئلہ ۴۔ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح ۵۔ترجمہ منہاج العابدین وغیرہ مشہور ومقبول ہیں ۔

علمی کمال،فقہی جولانیت،فنی تبحر،استحضار جزئیات،وسعت مطالعہ،افتاء وتدریس،دعوت وتبلیغ،رد بد مذہباں اور اشاعت مذہب حق اہل سنت و جماعت وتحفظ مسلک اعلیٰ حضرت جیسے اوصاف حمیدہ میں آپ اپنے والد کریم حضور محدث کبیر دام ظلہ النورانی کے عکس جمیل تھے اور رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے آپ کی کتاب ضیاء النحو پر تقریظ لکھتے ہوئے آپ کے متعلق تحریر فرمایا کہ آپ علوم امجدی کے صحیح وارث ہیں ۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

فقیر آپ کے جملہ شہزادگان و وارثین ومتوسلین وتلامذہ واحباء بالخصوص آپ کے والد بزرگوار استاذی الکریم حضور محدث کبیر دام ظلہ النورانی کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہوئے رب قدیر کی بارگاہ بے نیاز میں دعا گو ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ کی بے حساب مغفرت فرمائے اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور

حضور محدث کبیر دام ظلہ النورانی کی عمر مبارک میں صحت و عافیت کے ساتھ خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

سوگوار فقیر قادری احمد رضا اعظمی رضوی مصباحی عفی عنہ

۵؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۲۰۲۴ء

اظہار تعزیت

(قاری جلال الدین قادری صاحب قبلہ)

(استاذ الجامعۃ الاسلامیہ روناہی، فیض آباد، یوپی)

صاحب السعادۃ، شہزادۂ حضور صدر الشریعہ، ممتاز الفقہا، محدث کبیر، حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ

قادری امجدی صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

متعدد ذرائع ابلاغ سے یہ دردناک اور روح فرسا خبر موصول ہوئی کہ مورخہ ۵؍شوال المکرم ۱۴۴۵ھ کی شب مطابق ۱۵؍اپریل ۲۰۲۴ء دوشنبہ مبارکہ حضرت والا تبارک کے فرزند ارجمند، نبیرۂ صدر الشریعہ، حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ قادری امجدی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ سفر زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً کے دوران روڈ حادثہ میں شہید ہو گئے۔ (إِنَّا لِلهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) إِنَّ لِلهِ مَا أَخَذَ، وَلَهُ مَا أَعْطَى ، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى

حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدت دراز سے درس وتدریس، دعوت وتبلیغ کے ساتھ کار افتاء بحسن وخوبی انجام دے رہے تھے، بلفظ دیگر مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کر رہے تھے، اور فیضان حضور صدر الشریعہ عام کر رہے تھے کہ اچانک دار فانی سے دار جاودانی کی جانب رحلت فرما گئے۔ یقیناً اُن کے انتقال پرملال سے آپ کو اور حضور صدر الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ کے خانوادہ کو گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ ہم اس غم میں آپ کے شریک ہیں۔ اور اللہ عزوجل کی بارگاہ قدس میں دعا کرتے ہیں کہ خدائے رحمٰن ورحیم اپنے پیارے محبوب کریم علیہ التحیۃ والثنا کے صدقہ وطفیل اُن کی جملہ خدمات دینی کو قبول فرما کر اُن کی مغفرت فرمائے، اُن کے درجات ومراتب کو بلند فرمائے اور آپ کو وجملہ اہل خانہ، معتقدین، متوسلین، اور محبین

کو صبر جمیل اور اُس پر اجر کثیر و جزیل عطا فرمائے۔

آمین بحرمة سيد الأنبياء والمرسلين عليه وعليهم أفضل الصلاة والتسليم

شریک غم

جلال الدین قادری

۞۞۞

ایں حادثہ وسانحہ سخت است

(حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی صاحب قبلہ)

(بانی و مہتمم انوار القادریہ الرضویہ سنی رضوی جامع مسجد، میلسی، پاکستان)

نبیرۂ حضور صدر الشریعہ علامہ عطاء المصطفیٰ اعظمی کا المناک وصال اس کو حادثہ فاجعہ کہوں یا وصال باکمال کا عنوان دوں کہ حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رضوی خلیفۂ اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم برصغیر مصنف بہار شریعت قدس سرہ کے صاحب زادے و ممتاز الفقہاء محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ اعظمی رضوی امجدی مدظلہ کے فاضل محقق و فقیہ فرزند دلبند استاذ العلماء علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی رضوی امجدی بانی دار العلوم صادق الاسلام کراچی شارح مشکوۃ شریف کا مکہ معظمہ سے طائف جاتے ہوئے ٹریفک حادثہ میں وصال ہو گیا اور دیار حبیب علیہ التحیۃ والثناء میں جام شہادت نوش فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری قدس سرہ اور حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی رضوی امجدی علیہ الرحمہ کی کوششوں سے دار العوم امجدیہ کراچی میں بطور مدرس و مفتی اور امام و خطیب امجدی جامع مسجد تشریف لائے تھے۔ یہ استاذ الاساتذہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی کی کمال شفقت و عنایت تھی کہ اپنا ہونہار متحرک و فعال ذی استعداد مفتی و مدرس و مصنف خلف گرامی تلمذ ارشد اہل پاکستان کو عطا فرمایا جو جہد مسلسل کے حامل مقتدر عالم دین تھے۔ بیک وقت مفتی و مدرس و مصنف اور ماہر درسیات استاذ العلماء تھے، انہوں نے کمال متانت و سنجیدگی سے مثالی خدمات انجام دیں۔ ریاکاری، بناوٹ، نمود و دیکھاوے اور شہرت پسندی سے دور و نفور تھے۔ منکسر المزاجی، تواضع انکساری، مسلکی ہمدردی، مسلسل دینی تعلیمی خدمات، طبیعت ثانیہ نہیں عین فطرت تھیں۔ سستی شہرت، ٹی وی، مووی، اخباری بیانات وفوٹو بازی سے دور نفور تھے۔ کمال درجہ کے مہمان نواز و غریب پرور اور مسلک سیدنا اعلیٰ حضرت کے شیدائی و فدائی، خاص و مخلوص مبلغ اہلسنت ناشر و ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت تھے۔ دار العلوم امجدیہ میں خدمت تدریس و افتاء

امامت و خطابت کے بعد بعض ناگزیر حالت کے باعث چاندنی چوک اور پرانی سبزی منڈی روڈ پر امجدی جامع مسجد اور دارالعلوم صادق الاسلام قائم فرمایا۔ متعدد کتب و رسائل و حواشی تصنیف فرمائے، مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی ارقام فرمائی اور علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی امجدی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ صدرالشریعہ کی موجودگی میں مجھ فقیر قادری گدائے رضوی سے تقریظ و تاثرات لکھوائے۔ علاوہ ازیں شہر کراچی کے مختلف علاقوں میں متعدد مدارس و مساجد بنوائیں۔ تدریس کے ذریعہ مستند علماء اہلسنت کی متعدد جماعتیں تیار فرمائیں۔ پابندی سے ہر ماہ سیدنا غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت اور سیدی صدرالشریعہ بدرالطریقہ مصنف بہار شریعت اور دیگر بزرگانِ دین کا عرس سراپا قدس کراتے تھے۔

فقیر راقم الحروف کا اکثر کراچی کی تقاریر میں آنا جانا رہتا ہے، فقیر جہاں کہیں سکونت پذیر ہوتا اپنے صاحب زادوں اور تلامذہ کے ہمراہ دو تین شاپر پھل فروٹ کے اور مٹھائی کے ڈبے لیکر برائے ملاقات رونق افروز ہوتے، دو دو تین تین گھنٹے بیٹھے رہتے۔ علمی تحقیقات، مذاکرات جاری رہتے۔ خلفائے اعلیٰ حضرت اور اکابر مشائخ مارہرہ مقدسہ کا تذکرہ سن کر بہت مسرور ہوتے۔ چونکہ فقیر راقم الحروف کی طبیعت پندرہ بیس سال سے اکثر ناساز رہتی ہے، فقیر کہتا میری نماز جنازہ آپ ہی کو پڑھانی ہے، جب بھی یہ فرمائش کرتا تو یہ کرامت افروز جملے ارشاد فرماتے: کیا پتہ آپ میری نماز جنازہ پڑھائیں گے۔

علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی امجدی رضوی میرے ہمدم و ہم ساز خالص مخلص معین معاون تھے۔ چونکہ فقیر کو سیدی سندی محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ اور متعدد خلفائے اعلیٰ حضرت اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہلسنت سیدنا حضور مفتی اعظم علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ سے اجازت و خلافت کی سعادت حاصل ہے، اس لئے علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے اپنے دو عالم و فاضل صاحبزادوں مولانا مفتی ریاض المصطفیٰ امجدی اور مولانا عبد المصطفیٰ صاحب کو مجھ فقیر امجدی رضوی سے اجازت و خلافت بھی دلوائی۔ تین مرتبہ میرے فقیر خانہ پر اور مرکزی سنی رضوی مسجد میں میری ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ دو سال قبل فقیر کی دعوت پر امام اہلسنت نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف میں میلسی میں تشریف لائے اور انوار القادریہ مرکزی سنی رضوی مسجد میلسی میں خطاب فرمایا اور پھر میری ہی دعوت پر عرس محدث اعظم میں میرے ہمراہ جھنگ شہر فیصل آباد لال پور لاہور کے عرس محدث اعظم اور دوسرے بڑے بڑے اجتماعات اور جلسوں میں خطاب کیا۔ حد یہ ہے کہ فقیر زادوں مفتی سردار احمد رضا مشرف القادری، مفتی انوار احمد رضا مصطفوی، مولانا الحاج دلدار احمد رضا برکاتی کی بھی بہت زیادہ قدر و عزت افزائی فرماتے تھے اور عطیات و تحائف سے نوازتے تھے، اپنے ساتھ کراچی کے جلسوں میں لیکر جاتے۔ ایسا شفیق و مہربان اب کہاں ملے گا۔ ہفتہ و عشرہ کے بعد اکثر کال کر کے موبائیل پر ایک ایک گھنٹہ گفتگو کرتے۔ اکابر اہلسنت خلفاء و شہزادگان اعلیٰ حضرت کی باتیں سن کر مسرور ہوتے۔ ان کا یہ کرامت افروز جملہ پورا ہوا کہ: **"کیا پتہ میں پہلے مروں گا یا آپ میری نماز**

پڑھائیں گے؟"

ان کا وصال شریف دیار حبیب ومحبوب کی مقدس سرزمین پر مکہ معظمہ سے طائف جاتے ہوئے ٹریفک حادثہ میں ہوا اور جوار حضرت عبداللہ ابن عباس میں تدفین نصیب ہوئی زہے نصیب، زہے مقدر

طیبہ میں مرکے ٹھنڈے چلے جاو آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
موت اور ان کی گلی کے صدقے ایسی موت پر
زندگی کا لطف اس مرنے سے پیدا کیوں نہ ہو
آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں عاشق
ہے شب گور بھی آقا سے ملاقات کی رات

اللہ تعالیٰ حضرت کی امانتوں کی حفاظت فرمائے، حضور شافع محشر مالک کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے، حضور کے دست کرم سے کوثر عطا فرمائے۔ آمین صاحبزادہ مفتی ریاض المصطفیٰ، مولانا عبد المصطفیٰ کو صحیح جانشین بنائے آمین۔ حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ مدظلہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

الفقیر القادری محمد حسن علی الرضوی الحامدی الامجدی المصطفوی غفرلہ

۱۰ر شوال المکرم ۱۴۴۵ھ

افسوس علم وفضل کا ایک عظیم آفتاب رخصت ہوگیا

(حضرت علامہ مولانا جمیل احمد قادری، قاضی شہر بنارس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوشل میڈیا کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جانشین حضور محدث کبیر مدظلہ العالی حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری علیہ الرحمہ ۱۵ر شوال المکرم بروز دوشنبہ کو حجاز مقدس کی سرزمین پر دوران سفر ایک سڑک حادثے میں اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحب قبلہ کی مغفرت فرمائے آپ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے مفتی صاحب قبلہ کی رحلت حضور محدث کبیر مدظلہ العالی اور آپ کے اہل خانہ کیلئے بہت بڑا صدمہ ہے۔دعا ہے کہ مولائے کریم اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کو اور مفتی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

فقیر جمیل احمد قادری (قاضی شہر بنارس)

۞۞۞

ایک عالم دین کی حادثاتی رحلت

(حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ممتاز عالم مصباحی صاحب قبلہ)

(صدر المدرسین دار العلوم اہل سنت شمس العلوم گھوسی مئو)

خانوادۂ صدر الشریعہ کے نامور عالم دین شہزادۂ محدث کبیر حضرت مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ قادری مصباحی کی حادثاتی رحلت کی خبر سن کر کافی صدمہ اور رنج وملال ہوا، اللہ تعالیٰ موصوف کی بال بال مغفرت فرمائے اور ان کے درجات فزوں تر فرمائے اور پسماندگان و وارثان اور اہل تعلق کو صبر وشکیب عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین

مولانا، مدینۃ العلماء گھوسی میں ۱۹۶۵ء میں پیدا ہوئے، درس نظامی کی ابتدائی تعلیم ادارہ شمس العلوم گھوسی میں پائی، یہاں کے اساتذۂ درس میں بابائے فارسی مولانا منشی سیف الدین شمسی رحمۃ اللہ علیہ اور مؤرخ اسلام علامہ ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی مدظلہ العالی سے خاص استفادہ کیا پھر الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخلہ لیکر اپنے والد ماجد کے علاوہ بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی، علامہ عبد الشکور گیاوی، علامہ نصیر الدین پلاموی، علامہ عبد اللہ خان عزیزی، علامہ اسرار الحق گجہروی، حضرت قاری محمد عثمان اعظمی، رئیس التحریر علامہ یٰس اختر مصباحی، شیخ الادب علامہ افتخار احمد قادری وغیرہم جیسے اساطین علم وادب سے اپنی علمی تشنگی بجھائی اور دستار فضیلت سے سرفراز کئے گئے اور یہیں انہیں حضور حافظ ملت کی پاکیزہ صحبت کی سعادت بھی میسر آئی۔فراغت کے بعد دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی پھر پڑوسی ملک کی معروف درسگاہ دار العلوم امجدیہ اور دار العلوم صادق الاسلام سے وابستہ ہو کر دین متین کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔تقریر، تدریس اور تصنیف تینوں اسٹیجوں سے رشد وہدایت تعلیم وتعلم اور پرورشِ لوح وقلم کا مستحسن فریضہ اخیر وقت تک سرانجام دیتے رہے۔

موت ایک ایسی حقیقت ہے جسکا انکار نہیں کیا جا سکتا ، رب قدیر کا ارشاد ہے : (كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ) ترجمہ: ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم برائی اور بھلائی کے ذریعہ تمہیں خوب آزماتے ہیں اور ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

ہم جملہ وابستگان جامعہ شمس العلوم گھوسی مولانا موصوف کے اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور دکھ کی اس گھڑی میں برابر کے شریک ہیں۔

شریک غم

محمد ممتاز عالم مصباحی

۱۸/اپریل ۲۰۲۴ء بروز جمعرات

۞۞۞

چشم ظاہر سے اگر چہ چھپ گیا یہ آفتاب

(حضرت مولانا محمد اویس رضا قادری صاحب)

(سربراہ اعلیٰ : مرکز اہل سنت و جماعت، شاہین نگر، حیدرآباد)

سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ جماعت اہل سنت کے ممتاز عالم دین، نبیرۂ حضور صدر الشریعہ، شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ بغرض عمرہ مکہ شریف جاتے ہوئے شہر طائف کے قریب ایک سڑک حادثے میں شہید ہو گئے۔ إنا لله وإنا إليه رجعون. لله ما أخذ وله ما أعطى وكل شيئ عنده بأجل مسمى، فلتصبر ولتحتسب.

آپ بہت ساری خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ متبحر عالم دین، زبردست فقیہ اور متعدد کتب کے مصنف ہونے کے ساتھ پرہیز گاری اور تقویٰ شعاری میں بھی معروف تھے۔ احقاق حق اور ابطال باطل آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت آپ کا خاص مشن تھا۔ میں آپ کی وفات پر آپ کے پس ماندگان کے ساتھ آپ کے متعلقین و معتقدین، خصوصیت کے ساتھ آپ کے والد گرامی حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت آپ کی بلا حساب مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آپ کی دینی خدمات قبول فرمائے، اور جملہ ارادت مندوں کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

شریک غم:

محمد اویس رضا قادری

۵ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/ اپریل ۲۰۲۴ء

کلمات تعزیت

(حضرت جمال مینا صاحب جانشین حضرت محبوب العلماء والمشائخ خانقاہ عالیہ مینائیہ گونڈہ)

برصغیر پاک و ہند میں جس خانوادے کا علمی فیضان چشم سیال کی طرح ہر خاص و عام پر جاری ہے وہ ہمارے بڑے معظم معز ز قبلہ حضرت محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب دامت فیوضہم کا علمی گھرانہ ہے۔ حضرت علامہ صاحب قبلہ کے منجھلے فرزند والا عالم ربانی حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ مقیم کراچی پاکستان سفر عمرہ کے دوران سڑک حادثے میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اس المناک خبر سے جہانِ سنیت سوگوار ہوگئی کیونکہ حضرت مرحوم ایک جید عالم ماہر مدرس، ممتاز مصنف اور عظیم متقی، شیخ شریعت وطریقت کی گوناگوں خوبیوں اور کمالات کے جامع تھے ہم صمیم قلب سے حضرت علامہ صاحب اور ان کے اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتے ہوئے بارگاہ حق میں دست بدعا ہیں کہ اللہ رحیم و کریم حضرت مرحوم کو عفو و غفران کے ساتھ جنت الفردوس کی مہمانی عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے آمین

جمال مینا، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مینائیہ

غبار راہ سے کہہ دو سنبھالے نقش قدم

(حضرت مولانا قاضی محمد ابراہیم مقبولی صاحب قبلہ)

(استاذ جامعہ امام احمد رضا (کوکن) رتنا گیری، مہاراشٹرا)

رمضان اور عید الفطر کی مصروفیت کے بعد جب کرناٹک کے دورہ پر آیا تھا، اسی اثناء میں بروز پیر ۵؍شوال ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۲۰۲۴ء سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ جانکاہ خبر موصول ہوئی کہ نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ استاذ مکرم حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ (اطال اللہ عمرہ) کے شہزادہ حضرت شیخ الحدیث مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ عمرہ کے سفر میں طائف کے قریب سڑک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

آپ کے انتقال کی خبر سن کر انتہائی رنج وغم ہوا۔ مگر مرضی مولی از ہمہ اولی۔ ماشاء اللہ آپ اپنی پوری زندگی درس وتدریس، خطابت وامامت وفتوی نویسی جیسی عظیم خدمات میں مصروف عمل رہے۔ یقینا آپ کا سانحہ ارتحال مسلک اہل سنت کے لئے بڑا خسارہ ہے۔

فقیر سے مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب کا بہت گہرا دوستانہ تھا، زمانہ طالب علمی میں ہم دونوں مبارک پور قصبہ سے جامعہ اشرفیہ سائیکل سے آتے جاتے رہتے، اور آپس میں تبادلۂ خیال اور کچھ علمی گفتگو بھی کرتے رہتے، یارانہ تھا، دوستانہ تھا، اللہ تبارک وتعالی انہیں اپنی رحمت سے کروٹ کروٹ مغفرت عطا فرمائے۔

فقیر مقبولی اور اراکین جامعہ امام احمد رضا (کوکن) حضور محدث کبیر (اطال اللہ عمرہ) اور جملہ آپ کے اہل خانہ کی بارگاہ میں تعزیت پیش کرتے ہیں۔ اور یقین دلاتے ہیں کہ اس مشکل گھڑی میں ہم آپ کے ساتھ شریک ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ کو غریق رحمت فرمائے، ترقی درجات سے نوازے اور آپ کی علمی کمی کو پورا فرمائے۔ اور تمام وابستگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شریک غم:

فقیر قاضی محمد ابراہیم مقبولی غفرلہ

رتنا گیری، مہاراشٹرا

❁❁❁

علم وعمل کے جبل عظیم تھے مفتی عطاء المصطفیٰ

(حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی نظامی صاحب)

مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علم وعمل کے جبل عظیم تھے۔آپ ایک ماہر مفتی اور باکمال مدرس کی حیثیت سے پوری زندگی اپنے فرض منصبی کو نبھاتے رہے۔وہ جہاں ایک باکمال عالم قاری اور مفتی تھے،وہیں ایک بہترین مصنف ومحقق بھی تھے۔ان کی پر مشتمل کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور اہل علم کے یہاں مقبول بھی ہیں۔آپ کا قلم بہت برق رفتار تھا مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ نے پوری زندگی شریعت کی روشنی میں گزاری ہے،محرمات تو دور مکروہات سے بھی اجتناب کرتے رہے،اور واجبات تو واجبات سنن ومستحباب پر بھی پابندی سے عمل پیرا ہوتے تھے،ان کا یہ کردار ان کی حیات کے ساتھ ساتھ ممات میں بھی دیکھنے کو ملا۔مذکورہ خیالات کا اظہار جامعہ رضویہ نورالعلوم سول لائن مہراج گنج کے استاذ مفتی امجد علی نظامی نے عالمی شہرت یافتہ عالم دین محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری بانی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی کے شہزادے علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے موقع پر کیا واضح رہے کہ مفتی عطاء المصطفیٰ قادری علیہ الرحمہ عمرہ کے مقدس سفر پر تھے اسی دوران طائف میں ایک سڑک حادثے میں آپ کا انتقال ہوگیا تھا۔جس کے بعد ۸ رشوال المکرم کو طائف شریف میں ان کے والد محترم محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کر کے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار مقدس سے متصل قبرستان میں سپرد خاک کر دیے گئے۔

(مفتی) امجد علی اعظمی نظامی

❁❁❁

تعزیت نامہ

(حضرت مولانا محمد احمد رضا اخلاقی امجدی صاحب قبلہ)

(سربراہ اعلیٰ دارالعلوم ملت اسلامیہ تیغیہ سمرا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔جاں گسل خبر موصول ہوئی کہ آپ قضائے الٰہی سے

اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہیں ۔ انا للّٰہ وانا الیه راجعون اللّٰہ مااخذو مااعطی و کل شئی عندہ الی اجل مسمی ۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت حضور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان کی نیکیوں کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے صغائر وکبائر کو معاف فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ۔آمین

بلا شبہ اس فانی دنیا میں علماء کی اہمیت وضرورت بہت زیادہ ہے آپ کا وصال ہماری جماعت کے لئے بڑی دکھ کی بات ہے، آپ ماشاء اللہ ایک باصلاحیت مدرس، صاحب تصانیف کثیرہ اور مختلف علوم وفنون میں کمال رکھتے تھے مزید خوش اخلاق ،خوش مزاج ، ہم شبیہ حضور محدث کبیر اور نحو میں بڑی مہارت رکھتے تھے بلکہ فن نحو میں ایک تصنیف بنام ضیاء النحو میں علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی تقریظ بھی موجود ہے ۔

آپ کی وفات سے ایک عظیم خلا پیدا ہوگیا ہے لیکن اللہ کے فیصلے پر راضی رہنا تو ہمارے ایمان کا تقاضا ہے ۔اللہ تعالیٰ کی مشیت کے آگے انسان بے بس ہے اور اہل ایمان کو تو بہر حال رب کی رضا میں راضی رہنے کا حکم ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ،تمام کاوشوں کو قبول فرمائے ۔اور ان کے دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل سے نوازے اور اس صدمہ جان کا صبر دے کر اجر جزیل عطا فرمائے ۔آمین یارب العالمین

شریک غم

محمد احمد رضا اخلاقی امجدی

۞۞۞

اظہار تعزیت

(حضرت مولانا الحاج محمد معین الدین قادری صاحب قبلہ)

(بانی ومہتم دار العلوم مسعودیہ مصباحیہ خسیاری مسجد سالار گنج بہرائچ شریف یوپی)

آج سوشل میڈیا کے ذریعہ غموں سے نڈھال کر دینے والی یہ اندوہ ناک خبر موصول ہوئی کہ نبیرۂ حضور صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد عطاء المصطفیٰ امجدی رحمۃ اللہ علیہ کا طائف میں ایکسیڈینٹ سے وصال ہوگیا ہے ۔ إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. ان للّٰهِ ما أخذ ، و له ما أعطى، وكل عنده بأجل مسمى

آپ کے وصال کی خبر سن کر دارالعلوم میں قرآن خوانی کی محفل کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام اساتذہ نے شرکت کیا اور آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا۔آپ نے دینی و اصلاحی تنظیم بنام فیضان مصطفی قائم کی جس کے زیر اہتمام مختلف علاقوں میں جلسے اور مختلف علمائے کرام کی تقریروں سے لوگوں کی اصلاح کی۔گھر گھر محافل و مجالس کا انعقاد کروایا۔آپ مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہے اور اپنے طلباء، مریدین، متوسلین متعلقین کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے۔آپ درس نظامی، عقائد و مسائل اور دیگر بہت سی کتابوں کے مصنف و مترجم بھی ہیں۔یقیناً آپ کا وصال عالم اسلام و سنیت کے لیئے ایک عظیم خسارہ اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ہم سب حضرت کے پسماندگان، مریدین و متعلقین، متوسلین اور بالخصوص حضور محدث کبیر حفظہ اللہ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، آپ کی دینی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

(الحاج مولانا) محمد معین الدین قادری

بہرائچ شریف یوپی

❁❁❁

شہزادۂ حضور محدث کبیر علامہ عطاء المصطفیٰ قادری امجدی علیہ الرحمہ مسلک اعلیٰ حضرت کے جاں باز سپاہی تھے۔

(حضرت مولانا سید اسرار میاں صاحب قبلہ)

(مدیر سہ ماہی "اناساگر" دہلی شریف)

مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء کی علی الصبح واٹس ایپ آن کیا تو اچانک ایک درد بھری خبر سامنے آئی کہ شہزادۂ حضور محدث کبیر علامہ عطاء المصطفیٰ قادری پاکستانی کا طائف عرب شریف میں روڈ ایکسیڈینٹ میں انتقال پُر ملال ہوگیا۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)

خبر پڑھتے ہی قلب و جگر رنج و غم سے نڈھال ہوگیا کہ اہل سنت کے ایک جید عالم دین مسلک اعلیٰ کے جاں باز سپاہی دنیائے فانی سے دنیائے بقا کی جانب چل بسے۔ان کے لیے دل سے ڈھیر ساری دعائیں نکلیں۔اللہ جل جلالہ حضرت کو کروٹ کروٹ جنت

الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

حضور مفتی عطاء المصطفیٰ قادری اعظمی علیہ الرحمہ نے ساری زندگی مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے وقف کررکھی تھی۔ آپ علیہ الرحمہ فکر رضا کے متوالے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم باعمل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی، مذہبی اور ملکی خدمات کو مدتوں خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا۔ اللہ کریم مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے شہزادگان اور ان کے علمی وفکری وارثین کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ حضرت کے دینی مشن کو پورے اخلاص وعزیمت کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔ آمین

شریک غم : سید اسرار عالم میاں

مدیر سہ ماہی "اناساگر" دہلی شریف

❁❁❁

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں جانے والے میں

(حضرت علامہ مولانا محمد رفیق اللہ قادری رضوی ازہری)

(استاذ : دارالعلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیشہ، الہند)

نحمده و نصلى و نسلم على حبيبه الكريم

مورخہ ۱۵/اپریل بروز پیر بعد عصر جب نیٹ آن کیا تو واٹس ایپ میسیج کے ذریعہ ایک افسوس ناک خبر ملی کہ امیر المومنین فی الحدیث، ممتاز الفقہا، حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کے شہزادہ والا تبار، چمنستان صدر الشریعہ کے گل خوش رنگ، کردار وگفتار میں اپنے والد بزرگوار کے عکس جمیل، حضرت علامہ مفتی محمد عطاء المصطفی اعظمی (علیہ الرحمۃ) زیارت حرمین طیبین سے شادکام ہو کر لوٹ رہے تھے کہ طائف کے راستہ میں کار حادثے کا شکار ہو کر واصل بحق ہوگیے۔ اِنَّاللہ و اِنَّا اِلَیہِ راجعون

حضرت مفتی صاحب قبلہ سے نہ ہمیں شرف لقا حاصل ہے اور نہ کسی اور ذرائع سے کوئی باضابطہ شناسائی تھی لیکن حضور محدث کبیر اَطال اللہ عمرہ سے نسبت کی بنیاد پر اور قیام جامع ازہر کے دوران، ان کے برادر اصغر محب گرامی وقار مفتی اَبو یوسف محمد قادری ازہری زید فضلہ واکرامہ کی زبانی ان کی خوبیاں سن کر، دل میں ان سے غائبانہ لگاؤ ہوگیا۔

پھر جب لاک ڈاؤن کے زمانے میں دارالعلوم صادق الاسلام واٹس ایپ گروپ کے سوال وجواب کا سیشن شروع ہوا تو ہم نے احساس کے جھروکوں، دل کی آنکھوں اور سماعت کے پردوں سے ان کی بوقلمونی شخصیت کو پہچانا۔

فکر و تدبر، دانش و بینش، فقہی درک، تصلب فی الدین، علمی استحضار اور اپنے کردار و گفتار میں ہو بہو اپنے والد معظم کے پرتو نظر آئے۔ گفتگو ایسی فرماتے کہ بس سنتے چلے جائیے ایسا محسوس ہوتا کہ ہم مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب کو نہیں بلکہ حضور محدث کبیر دام ظلہ العالی کو سماعت کر رہے ہیں۔ وہی ٹھہراؤ، وہی بانکپن، وہی متانت، وہی وقار، وہی الفاظ کے انتخاب میں شائستگی، وہی فقہی گہرائی و ژرف نگاہی، وہی اعلائے کلمۃ الحق کا جذبۂ دروں، وہی مسلک بیزار افراد سے اندازِ تنفر، وہی اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ساتھ وفاداری کا سودا۔ پورے طور پر" الولد سر لأبیہ" کا حسین و جمیل آئینہ

لاک ڈاؤن کے زمانے سے ہمارا یہ معمول رہا ہے کہ ہم اپنے تدریسی امور کی انجام دہی اور مطالعۂ کتب کے بعد حضرت مفتی صاحب قبلہ کے سوال و جواب کو سنتے اور خوب مستفید ہوتے رہے ہیں۔ آج ان کی رحلت کی خبر پر آنکھیں اشکبار ہو گئیں، دل بیٹھ گیا اور احساس کچوکے لگانے لگا کہ ہم اپنے ایک جید عالم اور بلند پایہ فقیہ سے محروم ہو گئے۔

اس المناک حادثہ پر ہم اپنے محسن، مقتدا، مخدوم گرامی منزلت، فقیہ ابن فقیہ، حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ اور آپ کے شہزادگان بالخصوص حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ علیہ الرحمہ کے شہزادگان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتے ہیں اور رب العزت کی بارگاہ کرم میں دعاگو ہیں کہ مفتی صاحب قبلہ کے پسماندگان کو صبر جمیل پر اجر جزیل سے بہرہ مند فرمائے، اور مفتی صاحب کی بے حساب مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ منازل سے سرفراز کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم

سوگوار

گدائے حبیب و رضا

محمد رفیق اللہ قادری رضوی ازہری غفرلہ القوی، دھام نگر شریف، بھدرک، اڑیشہ، الہند

۶ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ را پریل ۲۰۲۴ء

تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے

(خلیفۂ حضور تاج الشریعہ و محدث کبیر حضرت مولانا محمد مقصود عالم فرحت ضیائی کرناٹک)

آج مؤرخہ ۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵ را پریل ۲۰۲۴ء بروز پیر واٹس ایپ کی معرفت دل قاش و جگر پاش خبر

موصول ہوئی کہ گلستان امجدی کا شگفتہ گلاب، آسمان علم وفن کا آفتاب عالم تاب، نبیرۂ حضور صدر الشریعہ، شہزادۂ حضور محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت علامہ ومولانا مفتی الشاہ محمد عطاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان سفر عمرہ کے لئے مکۃ المکرمہ جاتے ہوئے طائف کے قریب کار ایکسیڈنٹ میں جام شہادت نوش فرما کر واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ رجعون

آپ ایک متبحر باعمل عالم دین، متعدد کتب کے مصنف، درس وتدریس کے ماہر اور فکر رضا کے سچے اور اچھے ترجمان تھے۔ صدر الشریعہ کے سرمایہ علم وادب کے امین اور وارث علوم محدث کبیر تھے، بلاشک وشبہ علمی جاہ وجلال میں الولد سر لابیہ کے کامل مظہر اتم تھے۔ دار العلوم امجدیہ کراچی پاکستان کے مسند درس وتدریس پر بیٹھ کر ایک جہان کو اپنے موروثی علم وفن کا جام پلا کر سیراب فرماتے رہے، فقہ وافتاء کی نورانیت سے ایک زمانے کو منور وتابناک فرمایا۔

آپ نے پاکستان کی سرزمین پر ایک ادارہ بھی قائم کیا جو کامیابی کی جانب رواں دواں ہے، انہیں محاسن وکمال سے متاثر ہو کر ممتاز الفقہاء، سلطان الاساتذہ، معتمد حضور حافظ ملت، جانشین صدر الشریعہ، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند واعتماد حضور تاج الشریعہ امیر المومنین فی الحدیث سیدی سندی حضور محدث کبیر دام ظلہ الاقدس نے اپنے اس فرزند ارجمند کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ علم وحکمت کا وہ گوہر نایاب، تصنیف وتالیف کا وہ در لاجواب، زہد وورع کا آفتاب باکمال، وعظ وخطابت کا مہتاب بے مثال، شریعت وطریقت کا سنگم، حق گوئی وبے باکی کا رستم آج ہمارے درمیان نہ رہا۔ ان کا دار فنا سے دار عقبیٰ کی جانب رخت سفر باندھ لینا دنیائے علم وادب کے لئے ایک قیامت سے کم نہیں۔

رب قدیر بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موصوف مذکور کو غریق رحمت ومغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین بالخصوص شیخنا المکرم حضور محدث کبیر دام ظلہ الاقدس کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر اہلسنت کے سروں پر قائم رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

-شریک غم:-

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی

کرناٹک

۵ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۲۴ء

آہ! دنیا سے کمالات کا کہسار گیا

(حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا نوری امجدی صاحب قبلہ)

(صدر شعبۂ افتاء: امجدی دارالافتاء جامعۃ البنات الضیائیہ ضیاء نگر، پرسونی بزرگ (مہراجگنج) یوپی)

الحمدالله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى ، اما بعد :فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم - قال الله تعالى :كل نفس ذائقة الموت - وقال النبي صلى الله عليه وسلم :موت العالم موت العالم

۵ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۵ر اپریل ۲۰۲۴ء دوشنبہ کی شب نہایت دل سوز اور المناک خبر معتبر ذرائع سے موصول ہوئی کہ" خانوادۂ حضور صدر الشریعہ کا عظیم علمی چشم و چراغ نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادہ حضور محدث کبیر، ممتاز مفتی مایہ ناز صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ و مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب قبلہ امجدی اعظمی علیہ الرحمہ کا سفر عمرہ شریف سرزمین طائف میں ایک سڑک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یقیناً حضرت کی رحلت جماعت اہل سنت کے لیے عظیم خسارہ ہے، ان کی رحلت سے دنیائے سنیت میں ماحول سونا سونا سا ہو گیا ہے۔ فقیر کو بھی دو مرتبہ گھوسی شریف میں ہی زیارت کا شرف حاصل ہوا، والد محترم شیخ الحفاظ حضور ضیائے ملت الحاج محمد سمیع اللہ امجدی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اس حادثہ پر اپنے سخت رنج و غم کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ہم سب اس حادثے سے شدید رنجیدہ ہیں، حضرت سے ہمارا قلبی رشتہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے گھوسی شریف تک رہا بعدہ موصوف کراچی پاکستان کوچ فرما گئے، پھر آپ نے وہاں پر دینی خدمات کا بیڑا خود اپنے سر لیا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب ترویج و اشاعت فرمایا، آپ کو میں نے پوری زندگی سنت و شریعت کے مطابق عمل کرتے دیکھا، بلا شبہ آپ ایک باصلاحیت مدرس، باکمال مفتی بلکہ مختلف علوم و فنون کے مالک تھے اور مختلف علوم میں آپ کی کثیر کتب بھی موجود ہے آپ نہایت خوش اخلاق، خوش مزاج، ہم شبیہ حضور محدث کبیر تھے، مذہب و مسلک کے معاملات میں تصلب اور فکر و نظریات میں استقامت کے سبب آپ علمائے کرام، مشائخ عظام اور عوام اہل سنت کے مابین یکساں طور پر مقبول و معروف تھے۔ یقینا آپ کی وفات سے جماعت اہل سنت میں ایک ایسا عظیم خلا پیدا ہو گیا ہے جس کی تلافی رہتی دنیا تک ناممکن ہے۔ اللہ ما اخذ ولہ ما أعطى وكل شيئ عنده الى اجل مسمى

جامعۃ البنات الضیائیہ اور اس کے تمام محبین اور اساتذہ و معلمات کے لیے انتہائی رنج و غم کا موقع ہے، فقط ہم اللہ عزوجل کی بارگاہ کریمی میں دعا کرتے ہیں کہ خدائے رحیم و غفور بطفیل شافع یوم النشور حضرت کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں

اعلیٰ مقام عطا فرما کر آپ کے علمی و روحانی فیضان سے تمام اہل سنت کو فیض یاب فرمائے۔اور حضرت کے پسماندگان بالخصوص ہمارے استاذ محترم المحدث الکبیر الشیخ المفتی ضیاء المصطفی القادری - بارک اللہ فی عمرہ -کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

شریک غم

فقیر محمد مصطفیٰ رضا نوری امجدی غفرلہ القوی

۞۞۞

یادگار اسلاف حضرت مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یادیں اور تاثرات

(فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی فضیل رضا صاحب قبلہ)

(دار الافتاء اہل سنت کراچی)

فقیر نے درس نظامی شروع کرنے سے قبل ایک محفل کے بعد ان کی زیارت کی تھی مصافحہ کرنے کی سعادت ملی ان پر مسائل پوچھنے والوں اور ملاقات کرنے والوں کا ہجوم تھا یہ سن 1995 کی بات ہے پھر جب درس نظامی شروع ہوا تو درجہ رابعہ کی کتب شروع ہونی تھی حضرت کے والد گرامی محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کراچی تشریف لائے ہوئے تھے استاذ مفتی امین صاحب علیہ الرحمہ جن سے میں نے ابتدائی درجات پڑھے ہیں ہماری کلاس کو ساتھ لے گئے کہ قدوری کا پہلا سبق حصول برکت کے لئے محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھنا ہے جب رات عشاء کے بعد بابری چوک پر ایک بنگلہ میں جہاں حضرت تشریف فرما تھے پہنچے تو استاذ مفتی عطاء المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ بھی اپنے والد گرامی کے پاس ہی موجود تھے خوبصورت عمامہ سر پر سجائے والد ماجد محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ سے بہت مشابہت محسوس ہورہی تھی عمامہ سر پر باندھنے کا انداز بھی دونوں کا ایک جیسا ہی تھا اور غالباً عمامہ کا رنگ بھی ایک جیسا تھا محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ سے قدوری شریف کا پہلا سبق پڑھنے کا شرف ملا پھر دالعلوم امجدیہ کراچی میں داخلے کے بعد حضرت استاذ مفتی عطاء المصطفی علیہ الرحمہ سے شرح جامی پڑھنے کی سعادت ملی ایک روز فرمانے لگے دل کرتا ہے کہ نحو کی ایک جامع مفصل کتاب بہار شریعت کی طرح حصوں کی شکل میں لکھوں دورہ حدیث دار العلوم

امجدیہ میں 2002 میں مکمل کرنے کے بعد دار الافتاء میں رئیس دار الافتاء قبلہ عبد العزیز حنفی دامت برکاتہم العالیہ کے علاوہ حضرت مفتی عطاء المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ سے بھی فتوی نویسی کی ابتدائی مشق کی سعادت پائی حضرت بھی وہاں منصب افتاء پر فائز تھے فقیر کا نکاح سن 2007 میں حضرت ہی نے پڑھایا تھا۔ میں نے عرض کیا حضرت نکاح کے وقت گاڑی میں کسی کو لینے کے لیے بھیج دوں تو فرمایا نہیں میں اپنی گاڑی میں آجاؤں گا۔ ایک غریب طالب علم پر اتنی شفقت فرمائی روز وشب کے علمی مشاغل کے ساتھ ساتھ تحریری کام کے لئے بھی وقت نکال لیا کرتے تھے کئی کتابوں کے مصنف تھے اور بعض کتابوں کا ترجمہ کیا علمی وقار سنجیدگی اور رعب کے ساتھ سادگی وعاجزی سے بھی خوب مزین تھے بہت شفیق، ہنس مکھ، ملنسار اور مہمان نواز تھے دین کا درد رکھنے والا مزاج اور مسلسل شب وروز دین متین کی خدمت میں مصروف رہنا واضح طور پر سب ہی کے علم میں ہے بلا شبہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ان کی غیبی مدد ہو رہی ہے۔ ان کے کاموں میں اور وقت میں برکت صاف نظر آتی تھی انہیں والدین اور نسبی روحانی سلسلے کی طرف سے خاص فیضان تھا اوراد وظائف سے بھی انھیں خاص شغف حاصل تھا لوگوں کا فی سبیل اللہ روحانی علاج بھی فرمایا کرتے تھے فقیر کو ایک موقع پر مجموعہ اعمال رضا کے اوراد ووظائف کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ ایک موقع پر میں نے فون پر رابطہ کیا عرض کیا کہ ملاقات کے لیے حاضر ہونا ہے کچھ کام تھا وقت لیا تو بعد جمعہ ان کے گھر پر ملاقات ہوئی جمعہ کی نماز حضرت کی اقتداء میں ادا کی بعدہ مسجد سے متصل اپنے گھر لے گئے پہلے کھانے سے نوازا خوشی وملنساری کے ساتھ مہمان نوازی اور شفقت دیکھ کر دل بہت خوش ہوا مشینی ذبیحہ کی مرغیاں حلال نہیں ہوتی اس پر گفتگو ہوتی رہی محدث کبیر دامت برکاتہم العالیہ کا اس پر رسالہ موجود ہے اس کی فوٹو کاپی عنایت فرمائی اور اپنی احتیاط بیان کی کہ ایسے کھانے میں جو چمچ ہوتا ہے جس سے کھانا ڈال کر دیا جاتا ہے اگر دوسرے صحیح کھانے میں ڈال دیا جائے تو میں حرمت کے شبہ کے اثر کی وجہ سے وہ بھی نہیں کھاتا اللہ اکبر۔

الغرض علمی وقار، حسن اخلاق،، دینی تصلب اور احتیاط میں بہت ممتاز تھے دار الافتاء میں سائلین سے اعتماد کے ساتھ بیان لینا، مسائل کے جوابات وقار وسنجیدگی کے ساتھ دینا علمی وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے چلنا، پھرنا، بات چیت کرنا ماشاء اللہ خوب دلکش منظر ہوتا تھا اللہ تعالی ان کی خدمات دینیہ قبول فرمائے ان کی لحد پر رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اپنے جوار رحمت میں انہیں جگہ عطا فرمائے۔

سوگوار

فقیر فضیل رضا قادری کراچی

۲۰/اپریل ۲۰۲۴ء

❁❁❁

مفتی محمد عطاء المصطفیٰ اعظمی

(حضرت مولانا ارقم المصطفیٰ صاحب)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عالم اسلام کی عظیم شخصیت نبیرۂ صدر الشریعہ شہزادۂ حضور محدث کبیر استاذ الاساتذہ مفتی محمد عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر یقیناً آپکے تمام محبین ومتوسلین کے لیے بالعموم اور بالخصوص خانوادۂ صدر الشریعہ کے لیے صدمہ خیز خبر تھی، مولائے قدیر اپنے محبوب علیہ السلام کے طفیل مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائے آمین۔

ہر اولاد اپنے والد سے خوش ہوتی ہے اور اسے پسند کرتی ہے یہ ایک فطری جذبہ ہے کہ لوگ اپنے والد دادا سے محبت کریں اور ان پر فخر کریں،لیکن ہم لوگوں کا فخر عالی نسبی شریف حسبی نہیں بلکہ وہ علوم ومعارف اور زہد وتقویٰ اور ورع وللّٰہیت ہے جو احقر نے اپنی آنکھوں سے حضور مفتی صاحب علیہ الرحمہ میں دیکھا۔

علم وعمل میں یدطولیٰ رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ جن الفاظ کا تلفظ آپکی زبان کرتی تھی وہ نہایت سادہ الفاظ ہونے کے باوجود گہرا اثر رکھتے تھے گویا کہ آپکا کلام دل میں نقش ہوجایا کرتا تھا یقیناً اس میں گہرے اثر کا سبب آپ علیہ الرحمہ کا زہد وتقویٰ تھا جس کے باعث آپکی شخصیت میں وہ جلال وجمال نمایاں تھا جو احقر کے شیخ طریقت حضور نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ امام مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری رحمۃ اللہ علیہ میں نمایاں تھا۔

استقامت ایسی کہ اپنی مثال آپ تھے جو مسئلہ درپیش ہو اسکی تحقیق وتقریر کے بعد اپنا موقف واضح کرنا اور اُسی پر قائم ودائم رہنا گویا کہ یہ وصف خیرات میں امامِ اہل سنّت امام اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رضی اللّٰہ عنہ سے ملی ہو کہ ایک مضبوط چٹان تو اپنی جگہ چھوڑ سکتی ہے لیکن اللّٰہ تعالیٰ کے یہ مقرب بندے اپنے قول سے ہٹا نہیں کرتے کہ خدا نے ان کو وہ استقامت عطاء فرمائی، یہ صفات خال خال دیکھنے کو ملتی ہے مگر افسوس اب تو حال یہ ہے کہ صبح کو کچھ تو شام کچھ،قول وفعل میں کھلا تضاد العیاذ باللہ

احقر آج اپنے لیے یہ باعث شرف وسعادت سمجھتا ہے کہ اس ناچیز کی رسم دستار بندی احقر کے والد گرامی علامہ اکرام المصطفیٰ اعظمی الامجدی دامت برکاتہم العالیہ اور حضور شہزادۂ محدث کبیر مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے فرمائی اور دعاؤں سے نوازا جو احقر کے لیے عظیم ذخیرہ ہے الحمد اللہ۔

حضور مفتی صاحب علیہ الرحمہ پاکستان کی پرفتن وبا میں محفوظ کچھ میں سے ایک تھے جو حقیقی معنوں میں مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رضی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کے مبلغ تھے آپ کی شہادت اہلسُنّت وجماعت کا بہت بڑا نقصان ہے، اللہ تعالیٰ اس

خلا کو پُر فرمائے آمین۔

احقر القادری ابوالزبیر محمد ارقم المصطفیٰ اعظمی الامجدی بن علامہ ابوالخیر محمد اکرام المصطفیٰ اعظمی الامجدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۞۞۞

اظہار تعزیت

(حضرت علامہ مولانا ارشاد احمد رضوی مصباحی بریڈفورڈ یوکے)

اناللّٰہ وانا الیہ راجعون

ولہ مااعط ولہ مااخذ

نبیرۂ صدر الشریعہ، شہزادۂ محدث کبیر مخدوم زادہ حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے انتقال پر ملال سے دنیائے اہل سنت والجماعت میں صف ماتم بچھ گئی ہے ہر خاص وعام کی زبان پر استرجع جاری ہے۔ پروردگار عالم آپ موصوف علیہ الرحمہ کو غریق رحمت کرے اور آپ کی دامے، درہمے قدمے سخنے، تحریری تقریری وعملی و دیگر جمیع مساعی جمیلہ وجلیلہ، خدمت دین وملت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے ذریعہ نجات بنائے اور جنت الفردوس میں مقام علیین پر فائز کرے۔ استاذ محترم حضور محدث کبیر حفظہ اللہ تعالی اور جملہ پسماندگان، اہل خانہ اور دیگر اعزا واقربا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مرقد پر تیرے بارش انوار ہو سدا

شام وسحر فرشتۂ رحمت کا ہو نزول

سوگوار

ارشاد احمد رضوی مصباحی بریڈفورڈ یوکے۔

۞۞۞

Another Radiant Moon of Sadr al-Shariah Has Set

The Passing of the Qādī of Karāchī Muftī Atal-Mustafā al-Qādirī

The passing of Muftī`Atā al-Mustafā al-Qādirī, may Allah's mercy be upon him, the grandson of Sayyidī sadr al-Sharī`ah and son of Muhaddith Kabīr, has left a void within the'Ahl al-Sunnah, particularly in Pakistan. This deeply saddening news has unsettled me deeply. Pakistan will feel the absence and will be forever altered by his loss.

اِناللہ و اِنااِلیہ راجعون

Indeed, we belong to Allāh, and to Him we shall return.

Indeed, Pakistan has been blessed with a rich legacy of scholars such as`Allāmah Dīdār`Alī, Allāmah'Abū al-hasanāt, Allāmah'Abū al-Barakāt, Muhaddith'A`zam Pakistan `Allāmah Sardar'Ahmad, and many others who were experts in'Islāmic knowledge. However, in recent times, with the passing of figures such as Qārī Muslih al-Dīn siddīqī, Allāmah`Abd al-Mustafā'A`zamī, Muftī Waqār al-Dīn, Shaykh'Abū Dāwūd Sādiq, and others, there has been a noticeable decline in the presence of righteous`ulamā within Pakistan. Following the demise of`Allāmah Sayyid Shāh Turāb al-haqq, Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib stood as a lone soldier of truth and guidance in the country.

In a land home to numerous contemporary evils and fitnahs, Muftī`Atā al-Mustafā sāhib stood unmatched in his loyalty to the authorities of Bareilly Sharīf. Amidst the temptation to compromise with deviants for political advantage, the fear of repercussions from the government for issuing rulings against deviancy, the permissibility granted to practices like imported meat consumption, photography, videography, and compliance with the government's un–'Islāmic system of moon sighting, Muftī`Atā al-Mustafā sāhib remained firm on the side of truth, aligned with the principles of Sayyidī'A`lā hazrat.

Amidst Pakistani celebrity scholars often leaning towards conformity, Muftī Atā al-Mustafā sāhib stood nearly alone in upholding the teachings of Maslak'A`lā hazrat(The Path of'A`lā Hazrat(.Due to his steadfastness upon his principles, he has become a role model for representatives of the dīn worldwide who work amongst the challenges of liberal and modern societies.

During my visits to my parents' homeland, Karachi, Pakistan, I always made sure to fulfill the command of my noble teacher, Muftī Faizān ul-Mustafā al-Qādirī sāhib, another grandson of Sadr al-Sharī`ah, by visiting his cousin, Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib. Every time, he dedicated hours of his precious time to this faqīr. I was blessed to learn many lessons from him. I recall a conversation where`Allāmah`Abd al-Mustafā'Azamī was mentioned, Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib shared with me that`Allāmah`Abd al-Mustafā 'A`zamī was actually born during the era of Sayyidī'A`lā Hazrat and was granted his name by him. Sadr al-Sharī`ah made him a murīd of Sayyidī'A`lā Hazrat. He also mentioned how Sayyidī'A`lā Hazrat titled Sadr al-Sharī`ah's renowned work, Bahār-e-Sharī`at. On another occasion, he taught me various methods of'istikhārah. He also recounted the experience of his relocation from his birthplace, Ghosī Sharīf, India, to Karachi, Pakistan.

His most emphasized counsel to me was always about adhering to the truth, regardless of the challenges posed by surroundings and circumstances. Once, while imparting this advice, he told me of an incident that occurred when his support for the Sunnah method of moon sighting began gaining attention. At that time, an individual from the national moon sighting committee sent out representatives to dissuade him from adhering to the traditional method of moon sighting and to persuade him in favor of their innovative approach. In response, Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib not only refuted their

objections but also presented his own reservations regarding the proposed method. Despite stating that they would discuss his objections with the committee and provide a response, they never followed through. Instead, there was an attempted assassination targeting him and his son. In the face of such violent attempts to sway him, Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib remained steadfast and firm in his loyalty. May Allāh Ta`ālā grant us all the strength and steadfastness to uphold His dīn in the face of adversity.

Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib's humility was truly amazing; he treated guests in his home with utmost respect. He would serve them personally as though they were royalty, despite his status as a Muftī from such a noble lineage. He gifted me numerous books and shared many meals and chai with me in his home, the chai being undoubtedly the best I have ever tasted. It is difficult to come to terms with the reality that he will not be physically present during my next visit. This loss serves as a mournful reminder of the approaching Day of Judgment, where the true scholars of'Islām will eventually depart from this world to return to their Creator.

Let this serve as a lesson for the entire'Ahl al-Sunnah. May we all strive to honor and revere the scholars in our societies who tirelessly dedicate themselves to upholding the truth and adhering to the Sunnah as taught by Sayyidī'A`lā Hazrat. Instead of subjecting them to undue criticism when their rulings challenge our worldly desires, we should extend our support and appreciation to them. It is our responsibility to recognize the contributions of these scholars while they are among us, since their departure is often unforeseen. Their absence leaves a void that usually remains unfilled.

It is heartening to know of the potential found in the sons of Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib, as it grants hope that they will bridge the gap left by his passing. Unlike many

others in similar situations, these sons appear to inherit not just the name and fame of their forefathers, but also their knowledge, wisdom, work ethic, and taqwā (Allāh-consciousness(, in addition to the blessings of their lineage tracing back to Sayyidī adr al-Sharī`ah.

The elder son, Muftī Riyāz al-Mustafā al-Qādirī, is known for his knowledge, particularly in Rizawīyāt(the research and works of Sayyidī'A`lā Hazrat(, earning recognition for it within academic circles across the subcontinent. Even my noble teacher, Muftī Faizan ul-Mustafā al-Qādirī, turns to him for references and directs me towards his expertise as well.

As for the younger son, Mawlānā`Abd al-Mustafā al-Qādirī, he embodies the likeness of his noble grandfather, Muaddith Kabīr, and carries plenty of knowledge and sincerity within him. It is evident that both sons are well prepared to carry forward the noble legacy of their father, the gap left by Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib's passing will be filled with their efforts and scholarship'In Shā Allāh.

May Allāh Ta`ālā grant Muftī Riyāz al-Mustafā al-Qādirī, Mawlānā`Abd al-Mustafā al-Qādirī, and their entire family Sabr(patience(and passion as they undertake the noble work and responsibilities left behind by their father. May Allāh allow them to fulfill their father's unfinished endeavors and continue his legacy with excellence. Indeed, Allāh has blessed them with the capabilities necessary for this task, as evidenced by their father's trust in them, as he would appoint them as his representatives during his travels. As they carry forward the mission of Sayyidī'A`lā Hazrat and uphold the light of sadr al-Sharī`ah in Pakistan, may Allāh guide and bless their efforts, and grant them success in both this world and the Hereafter.

May Allāh Ta`ālā grant our noble shaykh, Muhaddith Kabīr`Allāmah ziyā al-Mustafā al-Qādirī, the father of Muftī`Atā al-Mustafā Sāhib, abundant patience and comfort during this challenging time. Solace can definitely be found in the fact that he recently visited the blessed court of intercession in Madīnah Munawwarah and was returning from the grand court of forgiveness in Makkah Mukarramah when he departed from this world. May Allāh grant him a high station in Jannah and shower His mercy upon him.

Faqīr Sayyid'Asad al-Qādirī

Khādim, TheSunniWay

نحمده تبارك وتعالى ونصلي على رسوله الكريم صلى الله تعالى عليه وعلي آله وأصحابه وبارك وسلم

... ولكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ...

'and however He will take the knowledge away by taking away the scholars' (Bukhari)

The heartbreaking news of the passing away of Sheikh Mufti Ata Al-Mustafa Azmi of Karachi, Pakistan left the followers of the Maslak of Aalaa Hazrat Imam Ahmed Raza Khan shocked, speechless and vulnerable for the last few days.

Sheikh Mufti Ata Al-Mustafa Azmi was the Grandson of Sadr Al-Shariah Allamah Mufti Amjad Ali Azmi and the beloved son and Khalifah of our most honourable and eminent Sheikh, Allamah Mufti Muhaddith Kabeer Ziaul Mustafa Qadiri He was also the Khalifah of Huzoor Taaj Al-Shariah Imam Akhtar Raza Khan Qadiri.

Sheikh Mufti Ata Al-Mustafa was the flag bearer of the Maslak of Aala Hazrat in Pakistan and the officially appointed representative of his father Muhaddith Kabeer for the

country of Pakistan.

He was the teacher of teachers and the adornment of the pious ;he was an ocean of knoweldge which quenched the thirst of seekers from all over the world. His authenticity and reliability were attested for by Huzoor Taaj Al-Shariah and by his father alMuhaddith al-Kabeer.

He was the founder of many institutes from which graduates have been serving the religion in the East and the West. Many scholars in the UK are his students and graduates from his institutes.

He was the author of innumerable books, booklets and Fatawa. As a student, I learnt a lot by reading his authored works. He was also an orator of many discourses and verbal Fatawa that have been preserved and will benefit the Ummah for decades.

My heart is shattered, my sleep has gone astray, my day has seen night and my night has seen day.It is difficult to imagine the pain and sorrow this news has brought to the household of my Sheikh Huzoor Muhaddith Kabeer.May Allah grant patience to the entire household of Sadr Al-Shariah.

All the Scholars, teachers, staff and members of TheSunniWay along with this beggar, share this pain with our Sheikh Huzoor Muhaddith e Kabeer, his sons Hazrat Mowlana Alaa al-Mustafa, Mufti Jamal al-Mustafa and the appointed successor, my dear friend and Sheikh Mufti Abu Yusuf Muhammed Qadiri, and we of course share this pain with all the household of Mufti Ata Al-Mustafa, specifically Mowlana Riyaz AlMustafa, Mowlana Abd Al-Mustafa and Mustafa Raza, all of which have lost a great scholar as well as a loyal son, dear brother and caring father.

We at TheSunniWay also share this pain with our Markaz and our leader of the

Maslak the chief justice of India Sheikh Imam Mufti Asjad Raza Khan Qadiri for he has lost a huge pillar that represented the Maslak in Pakistan.

We are all together in this pain, may Allah grant good patience to all the aforementioned along with all the followers of the true Ahl al-Sunnah Wa al-Jamaa'ah. May Allah grant the Ummah a replacement of this magnificent personality.

آمین ثم آمین یارب العلمین

Faqeer Zahid Hussain al-Qadiri

TheSunniWay, Preston, UK

اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون

We Have Just Received The Sad News of The Passing Away of The Noble Son of Huzoor Sayyidi Muhad'dith e Kabeer Qibla HAZRAT ALLAMA MUFTI ATA UL MUSTAFA SAAHEB QAADIRI(Allah Exalt His Secret)

May Allah grant Sabr e Jameel to Huzoor Sayyidi Muhad'dith e Kabeer Qibla And The Extended Family of Huzoor Sadrush Shariah Radi Allahu Anhu And Elevate His Grand Status In The Hereafter. Allah give his son Hazrat Allama Maulana Riaz ul Mustafa Qibla And The Entire Family Sabr e Jameel. Aameen.

MASLAK E AALA HAZRAT–ZINDA BAAD! TAAJUSH SHARIAH FOREVER

Sag e Mufti e Azam Muhammad Afthab Cassim Qaadiri Razvi Noori

Imam Mustafa Raza Research Centre, Durban, South Africa

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

We Have Just Received The Sad News of The Passing Away of The Noble Son of Huzoor Sayyidi Muhad'dith-E-Kabeer Mufti Zia Ul Mustafa Amjadi Hafidhah'ullah– HAZRAT ALLAMA MUFTI ATA UL MUSTAFA QADRI AMJADI (May Allah Exalt His Secret)

Mufti Ata Ul Mustafa Amjadi (May Allah Exalt His Secrets) was indeed a great orator, a profound author and a renowned scholar of Islam like his ancestors. A man of note wise, great etiquette, solid character conduct and a ocean of knowledge& wisdom. May Allah grant Sabre Jameel to Huzoor Sayyidi Muhad'dith e Kabeer Qibla And The Extended Family of Huzoor Sadrush Shariah Radi Allahu Anhu And Elevate His Grand Status In The Hereafter. May Allah give his son Hazrat Allama Maulana Riaz ul Mustafa Qibla And The Entire Family Sabre Jameel.

آمین بجاہ الحبیب الکریم

جاری کردہ : کل ہند رحمت عالم کمیٹی حیدرآباد

All India Rahmate Alam Committee–Hyderabad

Rahmate Alam Trust® Regd. 41/2024 Regd. 1135